

ریاض افکار (دیوان پنجم)

تصنیف

استاذ الاساتذہ نواب مولانا سید اصغر حسین نقوی فخر اجتہادی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808



۲۵۱۰۵۲ ۲۵۱۰۵۲

اعلان

ماطین باتمین کی حدتین گذارش ہے کہ دیوان مستے بہ ریاض افکارین
جو غلط ملاحظہ کریں انکو ضرورت نامہ سے صحیح فرمالین تاکہ کوی شک

باقی نہ رہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح		صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۰	بھی	ہی		۷۷	۶۶	اخیان	باغبان
۹	۹	ایکدم	یکدم		۸۴	۳	کرنا	کرلی
۱۳۱	۸	بیکسین پر	بیکسین پر		۸۹	۱۱	و	
۱۷	۳	ایسے	اس سے		۱۲۷	۷	نہیں	لہرین
۲۲	۵	مری	میری		۱۲۸	۱۰	شیدیلے	نالہ دل
۲۹	۵	یہی	یہی		۱۳۴	۵	پہ	نہ
۳۸	۸	بت	بہت		۱۳۴	۴	اکر	کر
۵۱	۴	چلنے	چلینی		ایٹا	۷	ہے	بہی
۵۴	۷	ہین	ہی		۱۳۵	۷	بیکسینگی	بیکسینگی
۵۶	۶	تجھپے	تجھپے		۱۳۶	۴	سفر	سفر

۱۴۹	۵	نا	یا	۱۷۰	۵	کر	گے
۱۴۹	۱	کی	کی	ایضاً	۷	۷	۷
ایضاً	۶	نا	نا	۱۷۳	۷	دید	وصل
۱۴۹	۷	گل کوٹ	گل کوٹ	ایضاً	ایضاً	وصل	دید
۱۵۰	۲	تن	بن	۱۷۴	۹	گر	گرد
۱۵۳	۳	۷	۷	۱۷۸	۵	بکھراؤ	بکھراؤ
۱۵۴	۹	تھی	۷	۱۸۷	۵	ہین	ہی
۱۵۵	۱۰	پھر	پھر	۱۹۵	۳	ہین	۷
ایضاً	ایضاً	۷	۷	۲۰۰	۱۱	۷	نہ
۱۵۷	۱	۷	۷	۲۰۱	۱۱	کوٹ	کچھ تو
۱۶۶	۱۰	۷	۷	۲۰۲	۳	کیسے	جھپسے
۱۶۷	۳	مشو	مزا	۲۰۶	۶	لون	کون
۱۶۸	۶	۷	۷	۲۲۰	۵	بال	جال
ایضاً	۷	عیش	عشق	۲۲۲	۶	دلپر	دلپر
۱۶۲	۵	کہین	کھلین	۲۲۵	۲	ماہر	راہر
ایضاً	۵	نہین	ہین	۲۲۶	۶	تسلیم	تسلیم

۲۵۱	۳	ابر	ابر	۲۹۳	۴	یہ	وہ
۲۵۲	۲	رو	روبرو	۲۹۵	۱	سیہ	سیاہ
۲۹۷	۲	جھانکین	وفاکین	ایضاً	۳	قتل	مثل
۲۹۸	۱	خاک	جاکی	ایضاً	۹	منصوب	منکرو
۲۹۲	۴	کے	کا	۲۹۶	۲	کہتے	رکھتی
۲۹۳	۳	کہہتی تھی وہ	کہہتی تھی یہ	۳۰۷	۳	سے	پہ
۲۹۹	۱۰	داسن	دانہ	۳۱۱	۸	+	ہین
۲۸۰	۱	دل	دن	۳۱۳	۹	تھی	نبھی
۲۸۱	۴	تھکوا	تھکوا	۳۱۴	۱۱	ہمسی	ہمسی
۲۸۳	۱۱	مٹھسی	خوشی	۳۲۳	۹	سے	ہین
۱۸۸	۲	نور	نگاروں	۳۲۴	۱۱	تھی	تھی
۲۹۰	۱	سینجانی	سینجانی	۳۲۴	۱۰	ہین	کے
۲۹۱	۰	جہی	کہیں	۳۲۷	۲	دوہا	صدہا
۲۹۲		پر	کے	ایضاً	۳	خاک	خار
۲۹۳	۲	بھی گری	ہین گری	۳۲۰	۹	+	ہتلا
ایضاً	ایضاً	ہین	ہین	۳۲۰	۹	گھڑی	گھڑی

۳۵۶	۲	کرتے	کرتی	۲۳۹	۷	دل	دن
۳۵۷	۴	دہی لٹکے	دہا لٹکی	۲۴۰	۴	محکو	مکن
۳۶۰	۲	کیا	کھا	۲۴۴	۳	جہان	جہان
۳۶۲	۱۰	سے	سے	۲۵۹	۳	سے	وہ
۳۶۸	۴	بھی	بھی	۲۶۷	۳	نشان	فسان
۳۷۳	۳	خ	نہ	۲۷۰	۱۰	انجسم	بخم
ایضاً	۱۰	لو	لو	۲۷۹	۷	بادہ قوبہ	بادہ قوبہ
۳۷۸	۳	خ	ہرے	۲۸۸	۵	بھی	سے
۳۸۱	۵	جلا	جلاؤ	۲۸۹	۸	ساتھ	ہاتھ
۳۸۴	۱	تری	ترشی	ایضاً	۸	ترا	مرا
۴۰۱	۱	سنا	سنان	۴۹۰	۵	جباب	حیات
۴۱۳	۱	یا	یاد	ایضاً	۱۱	دندان	دندان
ایضاً	ایضاً	مچی	میچی				
۴۱۷	۹	درو	دود				
۴۲۲	۳	کھن	وطن				
۴۳۴	۴	کی	لی				
۴۳۸	۵	نہا کین	ایکین				

نظم گوهر بارِ سباقِ غایاتِ کمالِ طلاع
 انجنِ علومِ پیشِ سالِ صدرِ العلماءِ اکرامِ فخرِ انجمنِ
 العظمیٰ یا فوخِ الاساتذہِ اکرامِ راسِ المحققینِ
 سلطانِ المتقینِ الحاصلِ کالغمامِ لفضلِ
 صیبتینِ الانامِ مجدِ وطوارسِ معالمِ دینِ
 مصباحِ مشرقِ منهاجِ شرعِ متینِ
 النورِ الششانیِ و بحرِ العلومِ الثانی

ثالث الحافظ والاصمعی عدل البیہقی وحبیب

جناب المولوی محمّد محمد صاحب

لازالہ شہر سرائے قادیانہ بازغہ

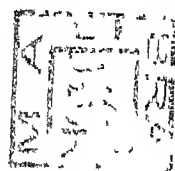
فاحر ذیوقار و عالی قدر	مایہ نازش کمان و مہمان
آردی صبح گاہ ز جوق سیر	از پی خو اندن بدیع و بیان
گشتہ شادمان ز دیدارش	ای درین آتر مان و اندوران
ہم غزل ہم لہم خود میخوانند	گاہ محزون نمود و گہ شادان
یافتہ نظم او چو باغ بہار	یافتہ تم طبع او چو آب روان
طبع صافیش سطح آئینہ رواں	بامضامین چو گوہر عنایان

دستِ حسرتِ فزا آخاطر من	دلِ عبرتِ نمانی لایده کمان
کرزد آید ز تپشِ چرخِ ب	کلفِ چهره مستربان
نجمِ شمش اگر کند چرخِ ب	چشمِ خوشید وین حیران
نیتِ مردِ فارسی گویم	تو پندار مرد این میدان
من کجا شوی ساری ز کجا	فاخر اما هر ^ف سیح زبان
عربی گفت من کلام	از برایست کنم چین چنان
ننگِ خود شمرم چون نشان	دهر در چرخِ شاعر شروان
کفون در فنون این صنعت	دلیلِ دستِ دو گر حسان
دلِ محزون و گنجِ محزون	لبِ شک و کنا بحرِ عمان
طبعِ من خنده زان خنده گل	کلمکِ من رشک ویده گریان
باغِ طبعِ مطافِ حورِ پشت	گلِ من زینتِ سرِ غلغان

<p>چشم دار و شمع من خوان همچو یوسف بنو در زندان هست در این محل سکوت بیان باغ افکار فاحش نشان</p>	<p>ز آنکه در خاطر مدح علیست همچو مضمون نباشد شش مانند مهد پاک بعد ازین دم در کش شده دیوان چنین مطبوع</p>
--	--

<p>بعض اجاب گفت تاخیرش گشته مطبوع و طبع شد دیوان</p>	
--	--

۱۳۰۳



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U25103

<p>خضر سے بڑھ کر جہان میں نہ پیدا ہوا جرات و قوت میں مثل مرتضیٰ پیدا ہوا مثل عیسیٰ بارہوان بجز نمایا ہوا گرد اوٹھی وہ نالہ بنگ دراپیدا ہوا آج عالم میں شہنشاہ ہلا پیدا ہوا</p>	<p>بسی و دنیا کی بدولت آپکی رہیں ملین کافرین مشرکین کے موت سر پر آگئی ہمان کی قالب بیجا نہیں نام پاک سے کاروان شہ کی آمد کا ہوا رب شور یوں بیرہ شعبان کو شیعہ شاد و لے کے یوں</p>
--	---

دوست تو کی حاجتیں فائز نہ نکالیں طرح
 غم بھیلے ایسا ادا نہ کرے غرق سفینہ ل ساحل نہوا
 عورت مشکلا کسا حاجت رو پیدا ہوا

<p>زخم کایز کا مزاج مجھی حاصل نہوا رو بروی شہ خاور مہ کامل نہوا پاسن سبل کے ٹرپا کوئی سبل نہوا لاشہ کا ندھی پہ اوٹھانا اونچین مشکل نہوا</p>	<p>کیون نہک پاش جرات مرآۃ اہل نہوا ماہ دو ہفتہ بھی اوس نکل مقابل نہوا زل مضطربین مگر جذبہ کامل نہوا ایون سبک و نکی نگاہوں میں ہوا بعد نہوا</p>
---	--

الفت ابرو قاتل میں جو دینی تھی جان

خود نمائی کو دیتی ہے یہ خود اوس کی

گالیاں شکوین سنتا ہوں میں غیر زہر

کس نشانی پہ دم حشر کرونگا دعویٰ

جھوٹے آہونکے گئے تو سو کر یا لیکن

بے گناہ کے تن سرگاہ رہتا جھگڑا

بے حجابانہ ملے دو نو بھری محفلیں

رہے کچھ درد میں تسکین تو ہوتی شاہ

نالہ ہای دل عشاق سینہ کیونکر

گالیاں ساتھ رقیبوں کو مجھے دین تھے

آنکھیں جا جا کے لڑاتے ہیں ہین قاتل سے

سر کا کٹنا نہ بنجر مجھے مشکل نہوا

آئینہ کبر رخ روشن کے مقابل نہوا

شکر کرتا ہوں کہ میں تو سر محفل نہوا

کچھ بھی آلودہ خون دامن قاتل نہوا

خیر یہ ہو گئی طوفان لب ساحل نہوا

تیرے کچھ اور مگر بنجر قاتل نہوا

شع و پر وانه میں پردا کوئی حال نہوا

دل پر درد تہ زانوئی قاتل نہوا

گوشت زد گل کے کبھی شور عداوت نہوا

اک ذرا بھی تمھیں پاس حق و باطل نہوا

ورنہ کوئی صف مرگائے مقابل نہوا

خالق مین کیون نہ وہ قاتل عالم مشہور
 عید قربان کو بھی عشاق پہ پھیری چھری
 قبرین کے تھمے نالہ دل یوں میرے
 درد و رنج و الم و غم نہ بسے دلمین میرے
 قبر مجھ کشتہ حسرت کو میسر نہ ہوئی
 سیلاب کو گیسو میں بھنپایا نہ کبھی
 عجم جھیل کے اوجھار دل بتیا برا
 اک زمانہ کف رنگین تباہی کے ہاتھوں
 بان قیس نہ پھر گرد بھی پاتا او کی
 کہتا تھا کہ بچھون ہی میں نہیں لیلی

کون تیرنگہ ناز سوسو بسمل نہوا
 شل بازار مینا کو چہ قاتل نہوا
 جس طرح شور جبریں کا سر منزل نہوا
 کاروانِ لولی داخل منزل نہوا
 حیف مر کر بھی پہونچنا سر منزل نہوا
 دام مین صید کوئی طائر بسمل نہوا
 شکر ہے غرق سفینہ لب ساحل نہوا
 خون تھو کا کیا کسکو مرض سل نہوا
 تیز صر صر سا لگنا قہر محمل نہوا
 پردہ چشم مرا پردہ محمل نہوا

قبرین کے فرشتوں کے ستایا فاتح

غزل چین اکرم بھی ہو چکر سرتل نہوا تعداد شمار

رسن زلف میں پستہ مرادل نہوا	سدا کھمک گرفتار سدا سدا نہوا
دولت عشق سے کچھ بھی مجھے حاصل نہوا	پاس ک درہم داغ جگر و دل نہوا
ہماک کے جھانک کے لیلیٰ کو بخوبی سمجھتا	حیف مجنون کی طرح میں بس محمل نہوا
قیس کہتا تھا کہ اس طرح تم ہی تھا لیلیٰ	میری آہوں سے بھی واپردہ محل نہوا
جام بھی خاک سے میری نہ بناوا ہی	شکے بھی میں لب جان بخش کے قابل نہوا
شرم آتی ہے طاب کرتے ہو کول مجھ کو	چھین لینا اونچیں کلا کوئی شکا نہوا
چھوٹ کر اپنے وطن نہیں رہتا کمال	قطع ہو کر کوئی ناخن نہ کال نہوا
افکے کو نہ چین میں کیوں ٹھوکر کھانے دیتا	میرے قابو میں یہ کم نجت مرادل نہوا
مرغ مذبح ہے کیا ماہی بے آب کیا	شلن لکے مرے بتیب کوئی دل نہوا
دیکھتا غیر کو بیٹھے ہوئے اونچے لوہین	سدا کھمک اور ولسا مرادل نہوا

نہ مزاج کاپایانہ ٹرپنے کا مزہ
 دل عشاق میں بنتا ہوں ہر ہفتہ
 بیچ میں گیسو جانکے یہ اوجھائی رہا
 دریا کا مزہ میں ہی چکھتا او سکو
 جانکر شانہ کبھی تو وہ بنائے زلفین
 شک کیا خاک صفا کی نظر آئے مجھے
 دو لو ہاتھوں سے وہ سینہ تو دباتے میرا
 ہے یہ رفتار اونچین کی جو پسے جان
 ترچھی نظروں ہی دیکھا کیے ہر روز مجھے
 پہاڑے پکارا اور نکلے گیا پہلو میں
 قہر میں آپ مرلا شہ ترپ کر آیا

کند گردن پہ روان خنجر قاتل نہوا
 کج کوہی غضب میں بہت نل نہوا
 او سکی رفتار سے پامال مراد نہوا
 کسی معشوق کی مٹھی میں مراد نہوا
 تیغ بیداد سے صد چاک مگر دل نہوا
 صاف اونکا تو کبھی آئے نہ دل نہوا
 ایک دن بھی مجھے درد جگر دل نہوا
 کبک کی چال سے پامال کوئی دل نہوا
 ایک دن بھی ہفت تیرنگہ دل نہوا
 بی وفا اونکا بھی کم بخت مراد نہوا
 شرکت غیر سے میں داخل متزل نہوا

<p>مثل گل یک ہی شب کھتے آچلو میں خوف دشمن کا نہیں بل توسع کو ذرا پاؤں پھیلا کے تو آنکھوں میں کسی کی ہوتا اسکے جانے سے بھرے رنج و غم و درد آسے وائے قسمت کہ ملی ولٹی سزا مستحقین ہنسکے کہتے ہیں وہ ملے گلوں کو مجھ سے</p>	<p>جیٹ پھولونکے برابر بھی مراد دل نہوا چاک خاروں کے کبھی دامن نہ ترل نہوا سر مرہ زقار سے پس پس کے مراد دل نہوا آکے پہلو میں مرے پھر گزر دل نہوا ہمیں مجرم ہوئے خونِ مہ قاتل نہوا میری مٹھی میں سیطرح ترا دل نہوا</p>
<p>غزل</p>	<p>برق میرے دل بیتاب کے آگے نہ تھے ابر رو نہیں بھی فاجر کے مقابل نہوا</p>
<p>تعداد اشعار</p>	<p>سب سے بڑھ کر مرے پہلو میں دشمن میرا کاش ہو جا کہیں خاک بھی ہر فن میرا کنے برباد کیا آج شہین میرا</p>
<p>جان لگا ہی میری دل پر فن میرا آج جو یہ ہے مری قبر کا دشمن میرا باغمان ہی نہوا ہو کہیں دشمن میرا</p>	

ان سینوئین زلیخا سا کوئی عاشق ہو
 زہر چکا ہے گل زخم جگر نیلے میں
 رانج سوزان کو نہ کیوں پروردگار
 دم داد و کانا لوئین اثر ہے میرے
 سر کے بھی سوزش غم نے یہ اثر دکھلایا
 میری آہوں کے حلقہ میں بھی یہ خشنہ ڈالے
 زنج کی قوت کا قاتل کی ٹھیسے تاکہ
 ساتھ اشکو کے بہنے لخت جگر آنکھوں سے
 عملِ کیم کی نشانی بس مدفن کی ہی
 چمن و لپہ پڑی اوس یہ کیسی یارِ
 شمع سایہ بھی ہمیشہ کہیں رویا نہ کرے

شعلے سف کے کہیں چاک ہو دامن میرا
 ان دنوں خوب ہی سرنگار گلشن میرا
 گل کہیں ہو نہ چراغ تہ دامن میرا
 سوم پتھر کو کرے نالہ و شیون میرا
 خاک جل جگہ ہو آتختہ مدفن میرا
 چھن کے غریب ہو آتختہ مدفن میرا
 خونسے دیکھ نہ آکودہ ہو دامن میرا
 بھر گیا گوہر و یاقوت سے دامن میرا
 ہو حباب لب جو گنبد مدفن میرا
 تروتازہ نہوا پھر کبھی گلشن میرا
 کیوں یہ نہتا ہے چراغ سر مدفن میرا

نہو اچاک گریبان سحر تو شب ہجر	ٹکڑے ہو دست جنوں سے کہیں دامن میرا
آہیں کم نجات لحد میں بھی نہیں تھمتی ہیں	گل کہیں ہو نہ چراغ سرد فن میرا
رو کا جاتے ہوئے مینے جو شہ پہ لڑا	اٹھکے جھنجھار کے کما چھوڑ دو دامن میرا
کیوں نہ بیساختہ آنکھوں سے ہوں آنسو جاری	دل میں کرتا ہے اثر نالہ و شیون میرا

غزل	زنگی مین ہوں کہیں پر یہ دعا کر قاخر	تعداد اشعار ۲۱
	مر کے ہو روضہ شبیر مین مدفن میرا	

ٹوٹھو بڑے پھر تے مین گھر وہ پس دریا	بے نشانی تو ہی بتلا اونھیں مین فن میرا
ہم صغیر و تھا کبھی باغین مسکن میرا	اجکل کج نفس مین ہے نشین میرا
وہ تو آئے نہ شب ہجر اہل انی مری	مہربان و سب سے بڑھکر ہوا دشمن میرا
سوزش دے جو چل جائیں لحد کے تختے	خاک روئیدہ ہو پھر سترہ مدفن میرا
ہم صغیر و کوئی صیاد سے اسنا چھو	بیمبی و کچھ ہے گلستانین نشین میرا

او چھی تلوار وہ نہنن سکے لگا لہے مجھے
 دیکھیں اب گردش تقدیر دکھائی کیا
 اتنی مدت ہوئی صیاد نفس میں مجھ کو
 سرواہین مری تربت پہ کوئی بھرتا
 یا علی کملکے وہ ہاتھوں سے کیجئے تھا
 آہینہ دیکھکے کہتے ہیں وہ پاؤں سے
 آئے تو لاش پہ میت نہ اٹھائی تھی
 مرگ مجنونی خبر سنکے یہ لیلیٰ نے کہا
 شمع کہتی ہے مقدم ہی میں عیاں ہے
 چاک کیوں قبر پہ کرتے ہو گریبان اپنا
 خود مری خاک سے زینت مری تربت کی

رحم کرتا ہے مرے حال پہ دشمن میرا
 اوڑکے جاتا ہے گولے میں نشین میرا
 یاد اتنا نہیں کسجا تھا شیمیں میرا
 ٹھنڈا ہوتا ہے چراغ سرد دفن میرا
 ہو کر وٹھے چوٹے نالہ و شہوں میرا
 خط نکلنے سے مٹا تو نہیں جو بن میرا
 کچھ خیال و نکو ہوا تو پس مردن میرا
 کوئی لیجائی کفن کے لیے دامن میرا
 نہ چھپا پر وہ فانوس سے بھی تن میرا
 دل ہوا جاتا ہے ٹکڑے تیر دفن میرا
 شامیانہ ہے غبار سرد دفن میرا

<p>زلیست میں آپ جسے پیار کیا کرتے تھے دردِ دل کی مجھ پر والی نشست و برخاست بزمِ خمائی دل سوزان جو ہر منہ میں ہو گیا کھیل یہ اوس طفل کو آئے جاتے ملکِ خاک میں وہ دل تہِ مدفن میرا اٹھکے بیٹھا جو غبارِ سرِ مدفن میرا خندہ زن کیا ہے چراغِ سرِ مدفن میرا ہر قدم پاؤں سے ٹھکراتا ہے مدفن میرا</p>	<p>زلیست میں آپ جسے پیار کیا کرتے تھے دردِ دل کی مجھ پر والی نشست و برخاست بزمِ خمائی دل سوزان جو ہر منہ میں ہو گیا کھیل یہ اوس طفل کو آئے جاتے</p>
---	--

عندلیبِ چمنستانِ علی ہون قاطر	غزل
پاس ہے بلبلِ سدرہ کے نشیمن میرا	قدمِ اشعار

<p>کون تھا باغ میں کھینچے ہو جو ستر اب تڑپنے کی بھی قابِل مضطر کب قریب و سکے لبوں کے لبِ ساغر خالی مہمان سے اکدن بھی مرا گھر دیکھو متاب تو شکوہ خاورِ نر</p>	<p>عثرہ کسو صفتِ سروِ صنوبرِ نر نا تو انی سے مین کب بیکسِ بے پر نر شغلِ سونکا کلب وں مست کو اکثر ولیمین ارمان رہا دردِ کبھی گر نر ایک بھی اوس رخ روشن کے برابر نر</p>
--	---

دعویٰ اب یار سے مجھ کو دم محشر نہ	عوصل ظلم و ستم ایک دیا بوسہ مجھے
وہل بین کون تھا جو جاسے باہر نہ	شمع پروانہ سے کیوں ملے نہ توئی عریان
آج پہلو میں مرے وہ دل مضطر نہ	جسے کل برق جہنم کو کیا تھا محبوب
وقر و عطر کا کوئی اب سر مہر نہ	کہ کمال و عظیم چار سے سنی زور نہ
کب مری عمر کا چھلکا ہوا ساغر نہ	خالی کب سے کا دیا جام نہ ساقی نے مجھے
آئینہ دیکھ کے حیران سکندر نہ	اپنی صنعت پہ تعجب نہیں کرتا صلح
میرے قابو میں مگر یہ دل مضطر نہ	صد مہ درو سے بیتاب نہ ہوئے و تبا
خالی رہنے پہ بھی ویران مرا گھر نہ	ہوا تنہا تو بلاؤں نے پھر اگر گھیر نہ
سر جھکائے ہو کب میان میں خیر نہ	قتل کر کے کسی ہیکس کی ہوا کتب نخل
نہ قابل پرواز کو تر نہ	اور رکے ہو پنجگاہ خط شوق مری آنسو
جب ہوا تھم گئی طوفان سمندر نہ	ٹھہری اسکا ہوا شاکا نکھولیں چو کین

وادی عشق میں گلہ میں ہوتا کیونکر
 کیا ہوا خاک و ڈالی جو بہت ناقہ نے
 کسی زانو کے تصور میں سر و مختار
 ہوں وہ درویش کہ چھوڑا نہ درویش کو
 وصل کی رات گھٹا کی تو بڑھائی شمع
 آج کیوں حشر کے انہ میں لہتا ہے
 دعویٰ ہر ایک کو یوں ہے غزل کہنے کا
 دل عشاق کے کشور کو بھی پہنچا
 دامن ابر میں یہ چاند چھپا رہتا ہے
 کیا لگی دلی سمجھے چاہ ذقن میں اوسکے
 دوش پر بار نہ کیونکر ہو شب فریقین

کب قرار راہ نما خضر مست در نہما
 قیس کب محل لیلہ کے برابر نہما
 ہجر کی شب کبھی تکیہ پہ مرا ستر نہما
 کب ماسایہ دیوار میں بہتر نہما
 کونسا ظلم فلک کا تھا جو ہم پر نہما
 کسی ہنگامے میں ہیں تو کبھی غنم نہما
 مثل ناسخ کے مگر کوئی سخنور نہما
 صف مرگان بتائے کوئی ہمسر نہما
 سنہ پہ اوسنہ کے کب گوشہ چادر نہما
 تشنہ کب چشمہ حیوان پہ سکندر نہما
 سروہ کیا زانوی دلدار پہ چوسر نہما

کب شب وصل بھی برشتہ مقد زما	ساتھ سوئے بھی تو وہ منہ کو پھر مجھے
منہ پہ کب غم میں سر گوشہ چادر زما	اونکی آنکھوں سے روانِ خیز نہ کب شک
ایسے ویران غریبوں کا کبھی گھر زما	درد و غم آکے بسا ہے دلوں میرے

غزل	وان بھی آیا نہ اسے صورتِ سیما بقرارہ	تعداد اشعار ۲۱
	اوسکے پہلو میں بھی فاجر دل مضطر زما	

حرم میں دیر میں جلو کی آرزو میں زما	غرض جہان میں را تیر ہی جستجو میں زما
یہ نشہ میرے رگ و لکی جستجو میں زما	ہمیشہ شتر غم خون آرزو میں زما
اودھرو متیخ لیے قتل آرزو میں زما	اودھریہ دل فراڈ و با ہوا ہو میں زما
پے شباب خمیدہ یہ جستجو میں زما	ضعیف عمو و جوانی کی آرزو میں زما
زمین کو چہ جاتا کی خاک چھانا کیا	میں اپنے کھوئے ہجو کی آرزو میں زما
سنا تھا قبر میں ہوتی ہے دیدار نصیب	عدو میں جان کا منہ کی آرزو میں زما

وصال دختر رزیون مجھے نصیب ہوا
 پس قناتو وہ شانہ مرا ہا سینگے
 کبھی کبھی جو سطور میں بھی جا نکلا
 چمن میں بلبلین صیاد نے حلال جو کین
 اجل کو میں نہ ملا اور مجھے اجل ملے
 کبھی جو مینے کیا وصف زلف پچا کھا
 بجا ہے اب جو کون اسکو نافہ آہو
 یہ وسوسہ بھی بلا شک ہے کارِ شیطانی
 تمھارے ناخن پکا ہلال آبا تھہ
 جگر کا داغ جلا دل جو کھو گیا میرا
 میں گلستان پہ بھی ونکی نہ منہ سے کچھ بولا

ہر دم ہاتھ مرا گردن سبو میں رہا
 تمام عمر اسکی مین آرزو میں رہا
 جناب حضرت موسیٰ گفتگو میں رہا
 مہینوں خون عنادل کا آجھو میں رہا
 وہ میری فکر میں مینا و سکی جستجو میں رہا
 بیان او بے گیا کچھ طول گفتگو میں رہا
 بسا ہوا مر دل زلف مشکبو میں رہا
 قضا نماز ہوئی اور میں وضو میں رہا
 فلک پہ ماہ دو ہفتہ جو جستجو میں رہا
 چراغ لیکے بھی مینا و سکی جستجو میں رہا
 ہمیشہ پاس دب مجھ کو گفتگو میں رہا

کمان کمان نہ پریشان مین جستجو مین رہا ہمارا رشتہ جان دست آزر و مین رہا	کھد مین جشم مین پایا کین نہ مینے تجھے امید وصل پہ جیتے رہے فراق مین ہم
تعداد اشعار	غزل
ملی نہ وادی عرفان کی حد مجھے فاخر مین ساتھ خضر کے برسوں پہی جستجو مین رہا	
اکہی نام ہی سٹ جاؤ آسمانوں کا چلانہ زور کچھ اونسے نگاہانوں کا عصائے زور پڑھے جیسے ناتوانوں کا پتا کین کا نہ پایا نشان مکا نوں کا ہے زور یار کی انگڑائی مین کماؤں کا پتا لگانہ عناد دل کو تشیا نوں کا عدم وجود برابر ہے ناتوانوں کا	ہر ایک انہیں ہے برباد کن جواؤں کا گذر نظر سا ہوا گھر مین ناتوانوں کا دل ضعیف کو قوت ہے بڑا آہ کیوں مٹے ہووے کے مٹائے فلک نے نام تک ہوا ہے دیکھ کے دل تیر عشق سے سہل چمن مین آئی جو مدت کے بعد ہو کے رہا انہیں تو آمد و رفت نفس بھی شکل

<p>تو اک زبان پہ پبل یہ غل مچاتی ہے قفس میں کیوں نہ پریشان جو اس صبا پہ جو اسنے خواب کو آنے دیا نہ تاجرِ شمس سٹے ہوونکی بنانا نہ ہمد موقرین کسی سچ کا شاید ہے انتظار نہیں دل و جگر میں کھلائے ہیں بھون انگوٹھی یزیدِ غم نے کیا حسرتوں کو دل میں قتل ضعیفی انکی ہوئی طووانِ سیت کا ہاش ہم اوس محل میں گئے ہیں انھیں کی سارنگ</p>	<p>سکوت دیکھ تو سوسن کی دس باؤ نکا اوڑا رہا ہے مجھے شوق بوستاؤ نکا ہے پاسبان بھی مگر شویا پاسباؤ نکا نشان ہی ہے فقط ہسے بے نشانؤ نکا رکا ہے اکٹھو نہیں دم آکے نیم جاؤ نکا نمونہ غم نے دکھایا ہے بوستاؤ نکا بہا یا خون ہے کبے میں میہاؤ نکا کہ دم نکل نہ سکا تن سے ناؤاؤ نکا ہمارے سر پہ ہے حسان پاسباؤ نکا</p>
---	--

تعداد اشعار
۱۷

ملاؤ درد و الم شوق سے پرین فاحر

مکان دل ہے مرا ایسے میہاؤ نکا

غزل
۹

ضعیف پیر کا ٹیگی کیا جو انوکھا
 بلند نام ہوا آہ سے جو انوکھا
 عروج پر بھی نہ تو تھوڑا کسا
 کبھی وقار دیا اور کبھی ذلیل کیا
 رقیب آپکے کہنے کو ٹال ٹال گئے
 شکستہ قلب و جگر میں خوشی ہے کیونکر
 نہ چھیر و شست نور و مین غول صحرا تو
 ملے کدین بھی یاران رفتگان مجھے
 قبول کیا ہوں دعائیں گناہگار بھی
 عصا لیے ہوئے ساتھ لے کر بھی چلتا آ
 ہلاکے سر کو کرے باتیں شمع محفل میں

کبھی نہ زور چلا ہے آسمانوں کا
 کلیجہ چھپا نہ یا اسنے آسمانوں کا
 جھکا ہے خاک پر سر دیکھ سہاؤ کا
 طریقہ آپ نے سیکھا ہے آسمانوں کا
 کبھی جو ذکر ہوا اونسے متخانوں کا
 مکیں ہو کیا کوئی ٹوٹے ہوئے مکانوں کا
 میں اک غریب ستایا ہوں سہاؤ کا
 پتا لگا سر منزل نہ کاروانوں کا
 اثر و ثوب سجھاتا رہا زبانوں کا
 ضعیف ہوتا ہے سایہ بھی ناواؤں کا
 اشارہ نطق ہی گویا ہے بے زبانوں کا

<p>چراغ و شمع سے یہ بات مجھ کو ماتھے آئی مزار کو بہن و قیس کا مجھ اور رہوں دل و جگر کے لیے جستجو ہے داعیوں کی ملی زبان سے زبان ایسی بوسہ باز نہیں بلا میں آفتیں لاکھوں پہنشین می</p>	<p>خموش ہونا ہے لازم جلی زبانوں کا مین رہنے والا ہوں مجھ کو مکا تو نکا بسانا ہے مجھے اور جڑے ہوئے مکا تو نکا یقین ہو غیر کو خامے کی دوزبانوں کا لیکن ہوں جیسے میں اور جڑے ہو مکا تو نکا</p>
<p>غزل</p>	<p>سناؤں کو لے کر دین حال دل فاجر وہ شوق ہی نہیں کہتے ہیں داستانوں کا</p>
<p>تعداد اشعار ۱۸</p>	<p>پتہ نہ باغ کا ہو گاہ باغبا تو نکا سجین پیر ہمیشہ ہے جو انوکھا و عائن ہے ضعیف و تنگی کس طرح قبول بنانا خاک کا ذرہ نہ کو کب افلاک</p>
<p>مٹانا ہے اسیر و نگے اشیا تو نکا لگائیں تیر کیوں آسرا مکا تو نکا اثر تو بیگنی تاب و توان زبانوں کا زیٹو نکا نہوائیں نہ آسما تو نکا</p>	

ہے راستی بھی عدو ظالم خمیدہ کی
 بھونچھونچ میں تو بڑھی یونہی تندر تیز نظر
 دبار ہے ہیں یہ سب ملکہ ایک بیکس کو
 ہجوم حسرت و حرمان میں ل بھی جاگا
 اوڑا میں دھجیا طوفان شک و گمان یوں
 کیسے سبزہ خط کا مجھے خیال آیا
 کشیدہ رہتی ہے خاطر بشر کی پیریں
 کرو نقوش قدم میں تم اپنے دفن نہیں
 پڑے ہیں ساتھ چھوٹے کبالتش غم سے
 وہ رحم دل ہوں کہ دیدوں میں نصف ہوتی
 دم فشار زمین سے علی نے فرمایا

درست تیر ہوں نکلے جو بل کمانوں کا
 کہ جیسے تیر روان ہو کڑی کمانوں کا
 آگہی زور گھٹا دے تو آسمانوں کا
 ایسے قافلہ یوسف ہے کاروانوں کا
 پتالگانہ سفینوں کے بادلوں کا
 ہر ابھرا کوئی دیکھا جو کھیت مٹاؤں کا
 دلیل رکھتا ہے کھینچنا یہی کمانوں کا
 مزار چاہیے ایسا ہی نا تو انوں کا
 مقام ولیم ہو اہفت آسمانوں کا
 تڑپنا دیکھ نہیں سکتا نیم جانوں کا
 ذرا خیال ہے اسکے استخوانوں کا

خدا پچائے دم نزع اولیٰ سا سوئے	کلیجہ منہ کو ہے آگیا جوا نو نکا
زمین قبر نے ایسا دیا فشار مجھے	ہوا ہے سفر پر اگر نہ استخوانوں کو

غزل	غزل کو سنکے وہ تعریف حد کی کرتے ہیں	تقدیر اشعار
	رہیں لطف ہوں فاخر بن قدر دانوں کا	

محر و مہ آج بھی رہے یہ بادہ نوش کیا	فاخر کو جام دیگانہ آمی فروش کیا
اس خاکسے اوڑاہیں سیکش کے ہونے کیا	ہے ورو بادہ گرد در می فروش کیا
ببل نے زمزمہ نوئے ٹھیا یا خروش کیا	کر ہو گئے گلوں کے گلستانیں گوش کیا
نا سمجھی سے وہ میت عاشق پہ کیئے	آہیگا اس مریض کو میرے نہ ہوش کیا
تھا شوق دید آپ کو لیکن ہی نہ تاب	جاتے رہے کلیم نظر ایسے ہوش کیا
مست شراب ناز نہ ہوں ہشیار خاک ہوں	بیہوشی و نین عشق کی آہیگا ہوش کیا
کیون بند کر رہے ہیں نکیرین بختین	سیری زبان جو ایمین ہوگی خموش کیا

فصل بہار آئی ہے سودیکار و رہے
 پر داغ دل کے سینہ زخمی کے سامنے
 سنتی نہیں ہے یہ بھی تو پروا تو کئی فغان
 مثل کلیم ویدے محسوس رہ گیا
 قاتل تو کھینچتا نہیں کیوں تیغ میاں سے
 کہتے ہیں بخود دیکھیں جو ہوتا ہوں میں قبا
 لودے رہا ہے داغ جگر بعد مرگ بھی
 اٹھلا کے جس طرح سے وہ باتیں بنائیں
 بیچ کچ ادا کیا نہیں چٹان بست کی
 ٹکڑے ہوا جو آئندہ دل تو غم نہیں
 نازان عبت فروغ ضیا پڑاے فلک

کھاتا ہے اوندھاؤ بند کے خون نہیں جوش کیا
 گلہ ستہ کیا ہے اور سب گلفروش کیا
 گل کی طرح شمع کے بھی کرہیں گمش کیا
 گم ہو گئے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے جوش کیا
 ویر و نگا اپنی جان نہیں سرفروش کیا
 آیا ہے تجھ کو آج محبت کا جوش کیا
 شمع مزار ہوگی ہماری خموش کیا
 بجے گا او سطر سے کوئی بادہ نوش کیا
 پھر تیرے میں جھومتے ہو دو بادہ نوش کیا
 لے لینگے او سکھوں ان خوردہ فروش کیا
 شمع قمر سحر کو نہوگی خموش کیا

تصویر کی طرح سے نہونگا خموش کیا	نقشہ سراق کا جو نظر آئیگا مجھے
طوفان بھراوٹھائیگا رقت کا جوش کیا	بڑتا ہوں اپنے گریہ بے اختیار سے
یوسف کا حسن آپ ہے بردہ فروش کیا	لے آیا بچنے کو یہ بازارِ مصر میں

فاخر نے جو کہا وہ جھرو کونسے کھل گیا	غزل
رکھتی ہے اونکے گھر کی بھی یو ارگوش کیا	تعداد اشعار ۲۲

مانند آ ہوونکے رمیدہ ہیں ہوش کیا	آیا ہے مثل قیس کے وحشت کا جوش کیا
ہے آسمان سحاب سے پنبہ بگوش کیا	پونچا مری فغان کا فلک پر زرش کیا
رند و نین کوئی ہوتا نہیں حق نیش کیا	واعظ سین گے پند نہ یہ دیکے گوش کیا
تیرا جواب دے گی زبان خموش کیا	سوس سے عندلیب تو کرتی ہے کیوں سوال
ایکجا مچکوشور قیامت سے ہوش کیا	کشتہ ہوں ایک تیغ تعافل کا و ہرین
شانہ ہلا تیسے بھی نہ آئیگا ہوش کیا	کہتا ہے یاں دم تلقین مرا سچ

چپ ہوگی عندلیب جھونکے آکھیا	مانند شمع ہوگی زبان یہ خموش کیا
پیریکلی سانسین چلتی ہیں شل نسیم صبح	شمع حیات اب بھی نہوگی خموش کیا
ساقی نہ تو خاک ہو ورنہ یہ کیوں ہے	جام حباب کے کرین بادہ نوش کیا
اون کا کلون نے یار کو ضحاک کر دیا	لہر ہے ہن سانپ سے بالادوش کیا
محشرین ہو گا پردہ عصیان کہنچی فاش	ڈھانپے گا میرے عیب نہ وہ پردہ پوش کیا
پیمانہ حیات چھلکنے کو ہے مرا	دیگانہ اب بھی جام تو امیر فروش کیا
ملتا ہے کیا عروج بشر کو پس فنا	جاتا ہے ماتھوں ہاتھ جنازہ بدوش کیا
مثل عبا رہا سکونت ہوا پہ ہے	ہو گا سری طرح کوئی خانہ بدوش کیا
سنتا نہیں یہ بادہ پرستوں کی ایک بھی	ساقی بھی مثل شیشہ پر پنبہ بگوش کیا
کیون جلوہ گر یہ عقد ثریا ہے آفلک	اوس ماہ دوش کا ہو گا یہ دریا گوش کیا
قاتل گلے لگاؤن کیوں وقت قتل سے	مثل عروس تیغ نہیں سرخ پوش کیا

<p>دیکھوں بشارت اکے مجھے دگر مش کیا شمع لحد رقیب کی ہوگی خموش کیا ہو گا جہان نین یون کو بی خانہ بدوش کیا تا بوت تم اوٹھاؤ گے بالاس دروش کیا</p>	<p>ہے انتظار دوست کیلوان کا بہت لائے ہیں وہ جلا کے مرے دلی طرح ہر اک بشر کے کا تب اعمال کی طرح سیت مری اوٹھا نین کہتا ہوا نئے نئے</p>
<p>غزل ۱۶</p>	<p>نشہ میں بھی ذرا میں بہکتا نہیں کبھی فاخر مے ولاے علی کا ہے جوش کیا</p>
<p>تعداد اشعار ۵۴</p>	
<p>بچ گیا ورنہ تصور سے غش آیا ہوتا خون ناحق کا جو تلوار میں دھتیا ہوتا ہر ذرہ پوشی کے لیے دامن صحرایہ ہوتا خون عشاق کا میلالمب دریا ہوتا نام دنیا میں تمہارا بھی سیجا ہوتا</p>	<p>جلوہ مرنی مجھے آدوست تر کیا ہوتا قتل کر کے مجھے جلا دیکھی رسوا ہوتا وادع عشق میں مرتا نہ تو رسوا ہوتا وہ خم حسن نہانے کو جو آیا ہوتا تم سے بیمار تب ہجر جو چھپا ہوتا</p>

تیس نے چشم تصور سے جو دیکھا ہوتا	ہر حباب لب جو محل لیلی ہوتا
بحر خون جوش پہ قاتل گرا ہوتا	سر ہر اک ہلکے حباب لب دریا ہوتا
ایسے پچائے سے کلیجہ مرا ٹھنڈا ہوتا	دماغ سودا کے لیے سینہ مینا ہوتا
دیدہ ترکو اگر جوش بجا کا ہوتا	پھر کوئی نوح کا طوفان بھی آتا ہوتا
انقلاب آہ سے مجھونکے جو لیلی ہوتا	ناقہ محل پہ تو محل پہ یہ ناقہ ہوتا
گرتا کیوں خاک پہ قابو میں ہر اک ہوتا	گر عصا کا حقیرین میخوار کے مینا ہوتا
زور آہو نہیں مری اور بھلا کیا ہوتا	ورق دفتر ہستی ہی کو اولٹا ہوتا
تو نہ روتا نہ مری سوج کو صدا ہوتا	کاش ہمراہ جنازہ کیے نہ آیا ہوتا
زندہ رہتا تو تری زلف کا سودا ہوتا	جان نہ دیتا جو شب ہجر تو رسوا ہوتا
ورق فرقت سے ہر اک یونق والا ہوتا	دل کلیجے پہ تو اس لیے کلیجا ہوتا
خود تڑپ کر سکو مگر قد چروانا ہوتا	تیرے بسمل پہ نہ احسان کیسا ہوتا

اونسے مسلول محبت جو نہ اچھا ہوتا
 وار اوچھا کوئی قاتل جو لگایا ہوتا
 اسکے جانیکا مجھے رنج نہ اصلا ہوتا
 مثل سوزن کے اگر میرا نصیب ہوتا
 آپ نے ہاتھ جو سینے سے ہٹایا ہوتا
 زور آہونکا اگر اور زیادہ ہوتا
 حوصلہ نام بڑھانیکا مجھے کیا ہوتا
 انقلاب اور جہانین کوئی ایسا ہوتا
 حشرین قتل کا قاتل کو کلا کیا ہوتا
 چھو جو لیتا میں رنج تیشین اچھا ہوتا
 ہاتھ اپنو یہ بھی کانٹوں نے اوٹھایا ہوتا

برسوں ہی خون جگر بھر میں تھوکا ہوتا
 رقص بسمل کا ذرا دیر تماشا ہوتا
 ایک تعادل جو مر پاس نہوتا ہوتا
 ہر قدم چاہ میں قسمت نے گرایا ہوتا
 درد میرے دل مضطربین زیادہ ہوتا
 منہ کے باہر شب فترتین کلیجا ہوتا
 دل ہی اتنا وہ بڑھاتے کہ کلیجا ہوتا
 تلج اولٹا ہوا کشکول گدا کا ہوتا
 کون سی بات تھی جسکا مجھ کو شکوہ ہوتا
 ابلہ ہاتھ میں پڑتا یہ بیضیا ہوتا
 چاک مانند مرے دامن صحرا ہوتا

قلزم اشک اگر جو شین آیا ہوتا	ڈھیل آنکھوں کا حباب لبِ دریا ہوتا
ماہِ کفنائے نہ گر عشقِ زلیخا ہوتا	آپکے دامنِ عصمت میں نہ دھبا ہوتا
ہوں وہ مجنون کہ مجھ و شمعین دھوکا ہوتا	دور کا نخل ہر اک محلِ لیلیٰ ہوتا
جوشیونکے لیے اک سہل سار سا ہوتا	چاکِ دامن جو مرا جادہ صحر ا ہوتا
بجنتِ خفتہ سے جو را تو نکو نہ سوا ہوتا	خشک کیونکر نہ دماغِ سرِ سودا ہوتا
جوشِ زن بحرِ فنا کا کوئی موجا ہوتا	ساغرِ عمر حبابِ لبِ دریا ہوتا
چھوٹے والا جو ترمی زلفِ رسا کا ہوتا	دستِ مشاطہ کو حاصلِ بدِ طولا ہوتا
اور الطاف و کرمِ مجھپہ خدا کا ہوتا	اے بتو تم جو بگڑتے تو مرا کیا ہوتا
فیضِ برکرم یار تو ایسا ہوتا	بار آور جو مرا نخلِ تمنا ہوتا
بادِ خوار و ن کا کوئی پھر نہ سہا ہوتا	موتِ انکی تھی تہیدِ ست جو مینا ہوتا
کنجِ عزت میں اگر بادِ یہ پیا ہوتا	خانہٴ مور بھی مجھ زار کو صحر ا ہوتا

فرش آنکھوں کا تری راہ میں بیا ہوتا	حلقہ چشم مرالغش کف پا ہوتا
زخم جوع دل درویش کا پچھا ہوتا	نان جو کا جو یسر کوئی ٹکڑا ہوتا
سبک اعمال حسن سے جو نہ لاشا ہوتا	دوش احباب پہ پھر بار جنبازا ہوتا
گرم آہوں کا مری اور اثر کیا ہوتا	خلق میں چلے سرا میں بھی گرا ہوتا
جوش زن گریہ احباب کا دریا ہوتا	مثل کشتی کے رواں آب جنبازا ہوتا
طالبوں کو در دولت پہ نہ روکا ہوتا	بھیڑ ہوتی تو قیامت کا تماشا ہوتا

غزل ۸	چھد کے ترکش کی طرح میرا کلیجہا ہوتا	تعداد اشعار ۲۵
	تیرا دل فاقہ ترین تمنا ہوتا	

میری تربت پہ پہلے اجر ہی آیا ہوتا	فاتحہ کو تو ذرا ہاتھ اوٹھایا ہوتا
تھا جو دلسوز تو مرقہ پہ تو آیا ہوتا	صورت شمع کوئی اشک بہلایا ہوتا
تیرا ناز سکو دل کوئی آیا ہوتا	اوکما نثار نشانہ یہ اوڑایا ہوتا

<p>شور اتنا مرے نالوں نے پجایا ہوتا سکڑا کر سوی عشاق نظر کی ہوتی نشل شبنم تو رولاتے رہے برسوں مجھ کو مانگتے گر کے نہ پانی بھی یہ زخمی تیرے جاننا تامل ہمارے بھی کہیں ٹھکراوے جا کے عقبی تین ساف تھا اسی کا مجھ کو نہ سہی خط کوئی ملتی تو خبر قاصد سے دیدہ تر مرا اشکو نے بجھاتا نہ اگر نازاؤ ٹھواتے رہے اپنے ہمیشہ مجھ سے دیکھ سکتے نہ کہیں آپ نظر بھر کر نہیں شکو منظور اگر تھا نہ مرا شو و نما</p>	<p>طلح خفتہ عاشق کو جگایا ہوتا صاعقہ خرمن ہستی پہ گرایا ہوتا صورت گل بھی کہیں تنہا ہنسایا ہوتا ہاتھ قاتل کوئی ایسا تو لگایا ہوتا سر پہ پیکر تری دیوار کا سایا ہوتا ہاتھ دنیا کی محبت کا اٹھایا ہوتا کاش پیغام زبانی ہی سنایا ہوتا آتشیں آہ نے گھر کا جلایا ہوتا تمنے لاشہ بھی مر سجا دی ٹھایا ہوتا مہر خدیکھنے والو نکو دکھایا ہوتا نام بھی دفتر ہستی سے مٹایا ہوتا</p>
--	---

کاش اس کو مجھے رحم نہ آیا ہوتا	تین رُک رُک کئے گردن پہ پھرتا مال
چرخ نے خاک پہ پھر سر نہ جھکایا تھا	خاکساری نہ اگر ہوتی دلیلِ نفوت
بیکسو نگو نہ اگر تو نے ستایا ہوتا	ظالمون میں صفتِ چرخ نہ ہوتا مشہور
غیر کو بھی جو اسی طرح ستایا ہوتا	حالِ کھلتا مری برداشت کا اہوت
مشک سودہ مرے زخموں میں لگایا تھا	عشق کیسویں یہ گل کھاہن تن چرخ
لیکن اس مچھوڑے سے دل کو نہ دکھایا تھا	اس سے بہتر تھا چھری پھیرتے تم گردن
ہم غریبوں پہ کبھی رحم بھی دکھایا ہوتا	اے فلک بغضِ حسد کی بھی آخر کوئی حد
تو نے اک رازِ انا الحق کو چھپایا ہوتا	پھر کبھی واس کی ملی نہ سزا اے منصور
پھینٹے دے دیکھے مجھے ہوشیمن لایا ہوتا	مے کے پینے سے غش آیا تھا اگر اے ساقی
سکہ عاشق کے دل پہ بھی بٹھایا ہوتا	آپ قلیمِ محبت کے اگر تھے سلطان
آپ نے شانہِ لحد میں تو ہلایا ہوتا	اُنکھ کھل جاتی مری خوابِ جل سے شاید

خونِ ناحق کا مرے راز چھپایا ہوتا	آپ افشا سے بنا حشر میں مجرم قاتل
خانہٴ دل میں کوئی باغ لگایا ہوتا	زخمِ تیرنگہ ناز کے گل کھلاواتے
اب چراغِ سرِ دفن بھی جلایا ہوتا	زندگی میں تو مرے دکھ جاتے تھے سدا

غزل	ہوک اوٹھتی نہ کیلجے میں تھارے بھی کبھی	تعداد اشعار ۱۸
	تمنے فاجر کا اگر دل نہ جلایا ہوتا	

کو کب بخت بیا یا نہیں درخشان نکلا	قیس ماتمہ سحر چاک گریبان نکلا
ریگِ مقتل سے تپانِ بالِ خندان نکلا	خود ہر اک زخمِ بدن شکلِ نمکدان نکلا
وست و حشت میں جنوں سلسلہ خندان نکلا	جب تو کانٹوں سے اولجھکر مراد امان نکلا
حوصلہ کچھ بھی نہ اے شمعِ شبستان نکلا	رختِ فانوس میں بھی تنِ تراعرمان نکلا
زلفِ پیچانکی ثنائیں رہی اولجھن شب بھر	کوئی مضمون بھی جو نکلا تو پریشان نکلا
گردِ صحرائں کوئی تھا کہ شمیم گل تھا	دشت و گلشن سے جو نکلا تو پریشان نکلا

لے گیا کھینچے عاشق کو تاملک عدم	عشق جہازہ کس قافلہ جان نکلا
طاہر آنکھوں سے بکا میں ہوئی بتیابی	اشک ہر اک صفت گوہر غلطان نکلا
دشتِ وحشت کی نیکیوں ٹھوکر کھیا کر	گھر سے میں پہلے پہل بے سروسامان نکلا
مجھ سے کہتے ہیں م وصل و بے دیکر	اب تو تیرے دلی شاد کا اریان نکلا
سبزہ خطِ رخ یار نیکیوں نکر و کیوں	جمع پر آج ہلال مہ شہبان نکلا
دل گم گشتہ کو اپنے بھی تڑپتے دیکھا	ناگمان میں چوڑے گنج شہیدان نکلا
ورد لدار پہ جانی کی کچھ اسید ہوئی	دوست مدت کا مرا بار کا دربان نکلا
لائی اوس دشت پر آشوب ہیں دشتِ محبو	جس میں حیوان نہ کوئی نام کو انسان نکلا
آتشیں آہوں پر نہ رہنے نہ دیا شہرِ نین	کاہ جلنے لگی جس بن میں میں نالان نکلا
کہہ ابر بہاری جو چمن پر آیا	شورِ موروں میں ہوا سخت سلیمان نکلا
غم نکلنے سے نہ کیونکر ہو مرادِ غموم	مدتوں ساتھ رہا جب کا وہ مہمان نکلا

کام منقلح کا آہونسے اسیری میں لیا	اس طرح کھوکے قفل در زندان نکلا
تم کہو مصحفِ فارض سے ہٹائی ہر نقا	میں سمجھتا ہوں کہ جزدان سے پڑ نکلا
ستر کچھ خاکِ کفر ہے نہوا مرد و نکا	حشر میں قبر سے جو نکلا وہ عمران نکلا

غمنر اٹھا	کیون نہ ہنستا ہوا نکولن میں وطن سے فاخر	تعداد اشعار ۲
	باغ سے ہر گل تر بال بختدان نکلا	

بختِ خفته سے نہ میرا کوئی ارمان نکلا	جو خیال آیا مجھے خواب پریشان نکلا
زلفِ شبیر گیسے کب عارضِ جان نکلا	پردہ لیل سے خورشیدِ درخشان نکلا
کیا ترے دل سے کوئی ناکہ سوزان نکلا	کیون دھواں سے ترش شمعِ شبستان نکلا
جوشِ وحشت میں جو اک غنچہ دہان آیا	مثل گلِ باغ سے میں چاک گریبان نکلا
نیر و بختی مری فرقت کی شبِ بھیلی	کوئی تارا بھی فلک پر نہ درخشان نکلا
قمریان دیکھ کے بولیں پس پوچھا اوسے	آج بیرونِ چین سر و گلستان نکلا

آرزو مر کے جو نکلی بھی تو پھر کیا نکلا	زندگی میں تو میرا کوئی ارمان نکلا
قبر میں جا کے میسر ہوا دیدار ترا	سدا احمد کہ جان دیکے تو ارمان نکلا
اے کماندار خدا اورے قوت تجکو	دل کے اوس پار ترے تیرا پیکان نکلا
خاک و رتی ہوئی مجھ کوئی نظر آئی مجھے	جوش و حریت میں جو میں سو کیا بان نکلا
غیر کرتا ہے عداوت تو کرے خوف نہیں	شکر اتنا ہے کہ وہ دشمن نادان نکلا
اپنے انجام پہ پسیا خستہ آنسو نکلتے	جب کبھی میں طرف گور غریبان نکلا
جگمگٹا ماہ چینو نکا نہیں گلشن میں	بہر گلشت پرستان کا پرستان نکلا
سخت دامن نہ جب تک ہوں کھٹکتے ہیں	گل کے تلوے سے مرے خار مخیلان نکلا
ابر آب آب ہوا نوح کا طوفان آیا	حوصلہ اپنا ترا دیدہ گریان نکلا
نکلی یوسف جو کنوین سے کوہ اشور پہا	مہ خشب کی طرح سے مہ کنعان نکلا
آکے دم بھر کو دم نزع چلے گھر سے	سیران جبکو میں سمجھنا تھا وہ مہان نکلا

ہو کیا عشق مجاز سے حقیقی محبو	دشت الفت سے سو وادی عرفان نکلا
جامہ زلیست کیسے کانہیں ہوتا سائر	بطن مادر سے ہر اک طفل ہے عریان نکلا

غزل ۱۶	بخت خفتہ نے مرے اون کو سلا یا شب بھر	تعداد اشعار ۲۵
	وصل میں بھی کوئی فآخر کا نہ ارمان نکلا	

حال و س عارض بازا گہر روشن کیسا	مائل دید ہے ہر شیخ و برہمن کیسا
بلبلو گھر کے لیے نالہ و شیون کیسا	باغ بھی ہونہ خزانے تو نشیمن کیسا
شرم کا اون کی تقاضہ ہر پیشیوں کیسا	شور و زنی کا کیسے سر دفن کیسا
زلزلہ لایا مرا نالہ و شیون کیسا	دور کے تھامے ہر زمین کوہ کا دامن کیسا
کفر کرتا ہے گلا کاٹ کے کیوں قاتل	حق سے اقرب ہے مقام رگ گردن کیسا
لاٹ و رایہ بنا چشم جرات کامرے	خونے سنج ہوا رشتہ سوزن کیسا
نام کو بھی نہ رہا کوئی سوا خار و ن سکے	خالی پھولوں سے ہوا دامن گلشن کیسا

چارہ کرنے مرے زخموں کو سیار و در
 گھوڑا آنکھوں کو پھر کر تو ہوا دل زخمی
 وہ جو لاتے ہیں لحد پر تو ہوا کہتی ہے
 اپنے قبضے میں جو دشمن پہ تو کچھ خوف نہیں
 جادو سب بن گئے یہ راہروں کی خاطر
 اوج منظور فرما بھی نہیں مر کر مجھ کو
 چار ہونے نہیں دیتا ہی یہ نہ کھیل و نہ
 شعلہ بنکے اثر سوز جگر سے میرے
 غمزدہ ہونے نے کیا رنگ دکھایا مجھ کو
 شمسوارِ فلک حسن نے بخشا جو عروج
 اپنے بھی نہ کسی دل پہ ذرا کی تاثیر

ہمارا شکون کا بنارشتہ سوزن کیسا
 ڈھیلے آنکھوں کا بنا سنگ فلاخن کیسا
 مین بجا دو رنگی چراغ تہ و امن کیسا
 لگے خار و نسے بچا دامن گلشن کیسا
 چاک خار و نسے ہوا دشت کا دامن کیسا
 خاکسار و نسے لیے گنبد مدفن کیسا
 پردا مژگان کا ہوا دامن چشم پہ چلن کیسا
 اوڑ گیا دو دو چراغ سر مدفن کیسا
 دل پر چراغ بنا غنچہ سوسن کیسا
 سہ نو بن گیا نعلِ سہم تو سر کیسا
 آہ کیسی یہ ہماری تھی پیشیوں کیسا

نخلِ شرانگیز چون کلا ملکہ	مثل ساکھو کے جلا تختہ مدفن کیسا
اسیابکے یہ پھرتا ہر مری قسم سے	پستیا ہر مجھ سنگِ سر مدفن کیسا
ایسے بہتے ہیں آگے نکل جاؤں	خشک بیسا کھ کے ماتہ ہر ساون کیسا
تھام لیتے ہیں جگر ہاتھ سے سنے دل	دل دکھاتا ہر مرانا لہو شیون کیسا
جاتے ہیں مسی المیدہ وہیں ہر گل	رنگ لایا ہے لبِ غنچہ سوسن کیسا

غزل	مرگِ عاشق کی خبر گل سے جو مشہور ہوئی	تعداد اشعار ۲
	آج بشاش ہے فاختہ دلِ بزم کیسا	

قبر پر شکو پھرتا ہر وہ تو سن کیسا	بھڑکا جاتا ہر چراغِ سر مدفن کیسا
جلکے قاتل کا درہ ہو گیا دامن کیسا	شرانگیز تھا خونِ رگ گردن کیسا
رنگ لایا ہے او وہ تختہ سوسن کیسا	لعلہا تا ہر او وہ سبز گلشن کیسا
کشتہ تیغِ تبسم کا اثر باقی ہے	نہے دیتا ہے چراغِ سر مدفن کیسا

راحت اس سے نہ ملی و س نہ اپنی
 قتل کر کے تو پشیمان ہو عبث و قاتل
 خون ناحق کو چھپائیگا تو کس پر دین
 ابھی قاتل نہ گیا تھا کہ کماندار آیا
 آجکل باغ میں شمشاد بھی کیا پھولا
 مر گیا کیا کوئی زندان میں سیر وحشی
 رنج دیتا ہے مجھے خندہ بجا اسکا
 یہ بھی چونکے گا قیامت میں ہاتھ ہراہ
 بارش اشک کیوں ہر آن ہو ہو کر
 رخ روشن پہ شب وصل جو پروانہ ہوا
 دل ہی میرا ہر مرے قتل کے در قاتل

دوست کہتے ہیں کہے خلق میں دشمن کیا
 خون بہائے گا تا سب پس مردن کیا
 آستین بھر گئی قاتل ترا دامن کیا
 اک زمانہ ہو مری جا لگا دشمن کیا
 پاس قمری کے ہر بلبل کا نشین کیا
 آج ہے خانہ نہ شیریں شیون کیا
 دل جلا تا سب چہ لعل سرور فانی کیا
 خواب غفلت میں جا یہ سنو فریاد کیا
 ابرسان چین گیاتیرے دست و پا کیا
 صورت شمع ہے جلتا دل و شمع کیا
 دوست اپنا ہر عدو جانکار دشمن کیا

بچپن لڑل کو جو وہ طفلان کیا دھچکا	وہ جوانوں سے زیادہ ہر لڑکپن کیسیا
پس دیوار میں لکڑی ہی سر تھا ہون	وہ کیوں لیتا ہے اس سے دیر ہر روز کیسیا
شکل ہر عضو میں دشنے کی آتی ہر نظر	آنکھ جوش صفائی سے ہوا تن کیسیا
باغ ہی میں ہی گئے گئے مگر کون کون	گل رسیا سے بھرا دامن گلشن کیسیا
بیقراری مری کہتی ہر کون چھین مارو	ضبط کرتا ہے کہ یہ نالہ و شیون کیسیا
یابلہ آبِ خجالت سے بچاؤ اسکو	آتش گل سے بھڑکتا ہے نشیمن کیسیا
سیر و سختی نے مری کیا اسے بھڑکا پاتا	جھللاتا ہے چراغ سر دفن کیسیا
کیا جگر پھٹ گیا کہتے ہیں لاکھ پرے	خون نکلتا ہے دہن سے پس دن کیسیا
جلوہ گر کون ہوا قبر میں سیری یارب	آج یہ خانہ تار یک ہو روشن کیسیا

دشت پر غار میں دلچسپ گولی کیا فاختر	تقدیر و اشعار
جامہ بھی پاس ہمارے نہیں دامن کیسیا	غزل

دھیان آیا جو صبح ہجران کا
 خط ہے گردن پہ کب گریبان کا
 چاک دامن میں ہو رفو کیونکر
 بعد مرنے کے یہ دیا خلعت
 داستان جو کہتی ہوزنگین
 تیس کہتا تھا دیکھ کر محفل
 بُت کا فریب کرتا ہے
 گو ہر افشان ہیں خود مری آنکھیں
 برق جا کر فلک پہ بنتا ہے
 پروا فالوس کا بھی ہے بیکار
 ولین کیونکر جبکہ نہ دون غم کو

چاک پروا کیا گریبان کا
 ماہ نو ہر یہ عید قربان کا
 تار ممکن نہیں گریبان کا
 اپنی چادر سے منہ مرا ڈھانکا
 درس بلبیل پڑھے گلستان کا
 کسے پروا اوٹھا کہ یہ جھانکا
 دین جاتا ہے اک مسلمان کا
 کام آپ کیا ہے اہر نیسان کا
 ہر شرارہ اس آہ سوزان کا
 کب چھپا جسم شمع عریان کا
 پاس لازم مجھے ہے مہمان کا

ہے علی سے مجھے امید نجات
 سارے مضمون و لہجہ کرہ جائیں
 سیر کرتا ہوں دل کے زخموں کی
 صرصر آہ ہے مری بس میں
 گل مضمون کھلے ہیں رنگارنگ
 آہ اسیر و نکی ہو گئی مفتاح
 غیر لوسہ لین خطِ عارض کے
 چشم بلیل کے واسطے سرسہ
 وہ جو آئے بہار کی صورت
 نیشتر اوتنا ہو گیا لائے
 دل نازک کو لیکے پھولے تم

ہے سارا انھیں کے دامان کا
 وصف لکھوں جو زلفِ چپان کا
 چاک سینہ ہے در گلستان کا
 محک و ربہ ملا سلیمان کا
 باغ پھولا ہوا ہے دیوان کا
 کھل گیا قفل بابِ زندان کا
 سبزہ بیگانہ ہے گلستان کا
 ہو غبارِ در گلستان کا
 رنگ وونا ہوا گلستان کا
 خون جتنا پیار گ جان کا
 یہی شیشہ ہے طاقِ نسیان کا

تعداد اشعار ۲۲	ہے یہ ظاہر شکستہ گئے خبر جیب کا ہے نشان نردمان کا	غزل ۱۹
----------------	--	--------

<p>نام بسمل ہے طائر جان کا کوئی ٹکڑا ملے گریبان کا عزم بالبحزم ہے بیابان کا دل میں چھتا ہے خارِ مرگان کا صاف میدان ہوا بیابان کا اوٹھا طوفان چشم گرین کا کھیل گیا دل کے زخم کا مانکا خون بہاؤنگا دشمن جان کا رتبہ فضل ہے سب انسان کا</p>	<p>توڑا ایسا ہے تیر مرگان کا درِ مجنون پہ دی صدا چا کر تلوے مشتاق خارِ رشتہ بین کلٹے تلوونکے یہ نہیں شایان خاکِ مجنون نے یون اوڑائی ہے کشتی تن کی خیر ہو یارب یاد آئی ہے ایک مہر کی مہندی لکرو مجھے کہتے ہیں جن و حور و ملک سے بہتر ہے</p>
--	--

<p> خلق کہتی ہے جسکو ابڑ سیر کیوں نہ سر پر بلائیں وز آئین کیوں کلیجے چھدیں نہ عاشق کے وار پر طفل اشک کو کھینچا بال کھرے ہیں پشت جانان پر چاک یون کر تو پنجہ جوش ہے مزا سوز شون کا اوجہ جراح زخم دل کے گلون کا کیا کستا خون نکلتا ہے اشک کی صورت تیرے وحشی پر اونگلیاں اٹھیں ہونگے محشر میں یون علیٰ کوسا تھ </p>	<p> اکٹو نہ ہو چشم گریان کا عشق ہے ایک آفت جان کا نیزے تانے پر ہے مڑگان کا ظلم سب سے بڑا ہے مڑگان کا تختہ یا ہے سینہستان کا تارا و لچھا رہے گریبان کا کام زخمون میں ہے ٹکڑان کا رنگ انہیں ہے باغ رضوان کا رگ میں شتر دیا جو مڑگان کا ماہ نو بگیا گریبان کا ماتھ میں ہو گا گوشہ دامن کا </p>
--	---

تعداد اشعار ۲۳	پڑھنا جاتا ہے شہر میں حفقان عزمِ فنا خیر کرو بیابان کا	غزل
جلگیا اوڑتے ہی شہرِ طائرِ ادراک کا دشتِ نعتِ بٹھے ہے کرنا سیدِ لولاک کا غازہ منہ پر وہ لگاتے مین ہمارِ خجاک کا خون بہانا کیل ہے اور کو دیکِ سفاک کا ہو مبارکِ وقت ہر تبدیلی پوشاک کا کچھ انوکھا ہر طریقہ خنجرِ سفاک کا خاکین بلجائیں گے اک روز تپلا خاک کا چو کڑی بھولے ہرن ہر دشتِ خوشاک کا گنبدِ دستار کو بس کھس مسواک کا	حال کیا معلوم ہو دی کتنے ذاتِ پاک کا وقت آیا گرم سیر تو سنِ ادراک کا حسنِ چمکا اور غم سے رُخِ آتشناک کا ہو لہو پانی نیکیو بھرا سِل صد چاک کا شورِ میت پر دم تکھین ہو اولاک کا خون پیاؤ سکا لاجبے گلیسے جھکے یہ خاکسار مٹی شہرِ تکر ضروری چاہیے ہوش دیکے یادِ میدانِ قیامت میں گئے اور زینت کا ارادہ تنجو نہاد ہر عبت	

ٹوٹے ہوئے کشتی تنکو بچا یا رب مرے
 صورتِ نچیر قابل تو نے لٹکایا کسے
 سب لیا بوسہ جھپٹ کر سکر کر یہ کہا
 بعد مردن منہ کفن سے کیوں چھپا ہیں غم
 اگر بزمِ شمع کی خبر تو اڑانی کیوں نہیں
 لانا تو انی کا پس مردن بھی اندر اثر
 یوں ہم فرقت کو جھینڈا صبر غم سے دل
 باد یہ گردیے مجھ کو نکلی یہ حالت ہوئی
 پوشِ محمل وڑائی آہ سے مجھ کو تو کیا
 جذب ہو جاتی ہے اس میں تو جو بھرتا ہے شرب
 صف اولٹ دی عاشق کو چشمِ قاتل نے تری

آج پھر طوفان اٹھا ہر ذریعہ ہلکا
 سر یہ کس کشتی کا زینت وہ ہوا کر کا
 تو نے سیکھا ہر طریقہ یہ کسی بیباک کا
 پردہ پوشی کے لیے کافی ہو دھن خاک کا
 اے صبا آتا ہے تجھ کو اک وڑنا خاک کا
 اوٹھ نہیں سکتا بگولہ بھی ہماری خاک کا
 دست و پاسے کام نکلتے جس طرح پیر کا
 گردن پر یا جمی ہو یا ہر پتلا خاک کا
 ہو گیا حائل تری لیلی کے پردہ خاک کا
 جام ساقی کیا بنا ہر میکشون کی خاک کا
 طور کیا سیکھا ہوا سنے گردنِ فداک کا

چشم بد کا خوف کیا نام خدا او شش خ	خال ہر اسپند او کے روئے تشاک کا
یوں تصور سے مزا ملتا ہر مجکو وصل کا	خدر ہوتا ہر خیالی جب سطح تریاک کا

غزل ۲	آگ سینے کی بجائی آنسو کے آب سے	تعداد اشعار ۲۲
	دل سے ہوں ممنون فآخر دیدہ مناک کا	

کیا عارف اور کوئی تیری ذات پاک کا	باعر فنا قول جب ہو صاحب لولاک کا
پڑ گیا عکس لبِ لعین جو اس سفاک کا	شاخِ مرجان کا سا عالم ہو گیا مسو کا
اندیا ہر یہ تمہارے روئے تشاک کا	لالِ مجبور نگ بھایا ہر تری پوشاک کا
دل نہ کیونکر ہو غریق اس دیدہ مناک کا	سیج ہو قابو کیا چلے گردابِ بین سیراک کا
اس میں کوئی جو انسیجہ تو ٹلتا نہیں	کیا نہیں قائل ہر ایل گردنِ فلاک کا
مٹو ٹھو کرو یا برباد و تندین	کیا تکرر تھا کہ دشمن تھا وہ میر خاں کا
شرم کیسی خود لیے بو سے ہمارے چچا	دل سے بھاتا ہر چین از انون سیاک کا

دو تو شانوں پر پڑے رستہ ہن افیم لکھ
 قیس آ کر میرے واہمین یہ کرتا تھا دعا
 گرد پاؤں سکی ہوا تک بھی کبھی پانی نہیں
 کر دیا چلتی لگا کر ناوک مرگان آ
 رشک سکا ہے کہ وہ جاہن قبر غیر پر
 ہو صبا تو آبِ شبنم سے اسے دھوتی نہیں
 قبر پر یارب یہ آیا کون شکِ قناب
 پھر کے یاں شہرِ خموشانے کوئی نہیں
 قبر عاشق کے نشان کو تم سٹاتی ہو عبث
 خود تعاقب میں ہوا موت برباد کی ہو
 طبعِ فاضل میں ملا ہو نورِ حُبِ حیدری

مرتبہ پایا ہوتے بھی مگر خاک کا
 سامنا اب ہونہ یاربِ بخت و شریک کا
 دوڑ میں آندھی قدم ہو تو سن چلا لاک کا
 دل کو سمجھا کیا تو تیر انداز تو وہ خاک کا
 اوسکے پہلے کاش میں ہونہ ہوتا خاک کا
 عارضِ گل پر پڑا ہے و کچھ دہن خاک کا
 صورتِ خورشید چمکا آج ذرہ خاک کا
 کیا پتہ معلوم ہو و خفتگانِ خاک کا
 کھیل سمجھو ہو گھر و ندایہ نہیں ہر خاک کا
 کیا بھروسہ ہے جہان میں ایک شخاک کا
 جب بنا پتلا ازل کو روز میری خاک کا

صبحِ فرقتِ اوج کی سادست و جنت ہے	سرفراکِ جمالتیرے گریبانِ چاک کا
کر وٹیں لیتے ہی گزری درِ فرقت سے اسے	مال کی بات سے کہوں اپنے دل غمناک کا
اسو زمین دینا سمجھ کر اکرا مجھ کو فشار	ساتھ میری قبر میں صُترہ ہو خاکِ پاک کا

غزل ہے	چندر وزہ عمر یون قاترِ فقیر میں کٹی	تعداد اشعار
	خشت کا تکیہ سر بالین ہو بسترِ خاک کا	

خونِ جگر میں نگہ ہے پیدا شراب کا	ہے نختِ دل جلا ہوا ٹکڑا کباب کا
سنہ پر نہیں ہر یار کے گوشہ نقاب کا	رخِ ماہ کا چھپا ہی ہو داہنِ سحاب کا
سوئے سیہ سے حُسن ہو فرضی شباب کا	آیا ہو فضلِ شیب میں بہمِ خضاب کا
ہمنام یہ جہان میں ہوا آفتاب کا	طالع گیا یہ اوج پہ اوچی شباب کا
دکھلا دے مجھ کو شیب میں عالمِ شباب کا	ساغر دے سا قیام مجھے جو کمی شراب کا
واعظ جو با اثر پڑھو آ یہ عذاب کا	ساقی اوٹھا کر چینکد بوشِ شرب کا

خط سے عذار یار کی کیونکر بڑھ نہ قدر	کرتا ہر وزن چکن ٹٹا گلاب کا
جھونکے جو آہ سرو کے پہونچ ہو اکو سا تہ	گل ہو گیا فلک پہ کنول آفتاب کا
یہ کون تشنہ کام ہر ساحل پہ پتھر	پانی بھرے ہوئے ہر کٹورا حباب کا
تا شیر فیض صحبت نیکان ضرور ہے	خوشبو سے ہر بسا ہوا کا ٹٹا گلاب کا
اسمیں کیا کیا دل سوزان شریک ہے	انگارہ ہو گیا ہر ہر آنسو کہاب کا
خطا و طے کے مثل برق تڑپتا ہوا گیا	لکھا جو جال کچھ دل پر اضطراب کا
ویدار عاشقان سے کیونکر چھپے وہ رخ	پر دوا ہجوم تار نظر ہے نقاب کا
بہا خور وید عارض جانا کی ہے طلب	ہے مشک زخم دلو سوا دوس نقاب کا
ہمانہ منہ کو کھوکھلے محشر کی بھیڑ میں	اک حشر ہو گا اور اولٹنا نقاب کا
بجلی تڑپ کے چرخ پہ نکلی سحاب سے	چھوٹا جو پچھا ایں ل پر اضطراب کا
او کھلا دو وقت نزع تو دیدار اک نظر	اولٹو خدا کی واسطے پردہ نقاب کا

اونکی کدورتوں سے یہ برباد ہو گیا	کھر خاک میں ملا دل خانہ خراب کا
رخ اوسکا بند ہو تو مری آنکھ بند ہو	نقشہ دکھا قرہ مجھ اوسکی نقاب کا
اے زور شیب فکر جوانی دکھا مجھے	پیری میں بھی نمود ہو عالم شباب کا
اوسکی جوانی دیکھ کے کیونکر نہ ہنسن	دل چٹکیوں سے ملتا ہے جوین شباب کا
آنسو نہیں ہیں دیدہ میگون یارین	پانی سے ہے بھرا ہوا ساغر شراب کا
کشتی ہو کشتی یم کی طرح تباہ	ساقی جو سیکدہ میں ہو دور نقاب کا
کدے کوئی سیسے سے نہیں پہچانتا	آخر ہوا یہ حال دے اضطراب کا
ساںسو نہیں آ رہی ہے دل سوختہ کی بو	تارِ نفس مرا ہے کہ ڈورا کباب کا
دریا میں دستِ موج نے جادو یہ کیا کیا	توڑا ہے بند و بست طاسم حباب کا
قوت اگر ضعیف کو بخشے تو اے کریم	پتھر سے بھی نہ چور ہو شیشہ حباب کا
سہر مزار مردم آبی پس فنا	دریا میں ہے بنا ہوا گنبد حباب کا

پہلو میں دل فرشتوں کی پتری ہن چرخ پر	اونی یہ اوج زور ہر تیرے شباب کا
خورشید داغ دلاں جو شبکو ہوا طلوع	گل ہو گیا فلک پہ چراغ آفتاب کا
اوس شاہ حسن کے شہ دریا کو دی شکست	سو جون نے طبل فتح بجایا حباب کا

غزل ۲	فاخر ملون میں آنکھیں و سی آستان	تعداد اشعار ۲۵
	سرمد لگاؤں خاک در بو تراب کا	

کب زور یہ پیہ و میر کا پر غم نہیں ہوتا	طوفان یم اشک کبھی کم نہیں ہوتا
مستقل جفا کا تھیں کیون غم نہیں ہوتا	یہ شمع کا کشتہ ہے جو ماتم نہیں ہوتا
عاشق پہ کبھی قہر و غضب کم نہیں ہوتا	کسوقت مزاج آپکا برہم نہیں ہوتا
ظہار محبت پہ کہتے ہیں وہ مجھے	دم تیرا لگتا ہے پر بیدم نہیں ہوتا
نب قتل سے قاتل مرا ہوتا ہی پریشان	جب تیغ میں بھی میری طرح دم نہیں ہوتا
دل تنگ نہ بیل ہو پریشانی گل سے	وہ کونسا مجمع ہو جو برہم نہیں ہوتا

<p> پروانوں میں پر شمع کا ماتم نہیں ہوتا بے صورت خزیتہ کوئی حاتم نہیں ہوتا زخمیوں میں سفیداب کوئی مرہم نہیں ہوتا مقتل میں روان خون قدر آدم نہیں ہوتا ہون کشتہ سیلاب مرا غم نہیں ہوتا تیر و تہین کمانوں کی طرح خم نہیں ہوتا ابرو میں مہ نو کی طرح خم نہیں ہوتا وصل افی و طاؤس کا باہم نہیں ہوتا گھڑا ہوا دل جب کوئی ہمد نہیں ہوتا کب شمع صفت گریہ شبنم نہیں ہوتا مجھ کشتہ ناشاد کا ماتم نہیں ہوتا </p>	<p> روتی ہو چنگو کو الم میں یہ سحر تک گنجینہ مضمون کو لٹاؤں نہ میں کیونکر جراح نہ کر تو دل صدمہ پارہ کا در مان قاتل ہو تری تیغ کا پانی تو گلے تک کتا ہر دل مردہ بیتاب ہمارا احوں پر فلک تجھ پہ جھکیں ہم سے جوان کیا دو دن کی بجی اوسکی ہو اور اسکی ہمیشہ ربط انس ل پر داغ سو گیسو ہو کیونکر تنہائی مرقد سے نکیوں انس ہو مجھ کو پروانوں کو وہ پہلوں کو روتی ہو شیبے بیدار نہ سمجھو تجھ جیساں جہان کو </p>
---	--

<p>بے خلد کے نکلے کوئی آدم نہیں ہوتا مہان کے جانیکا کسے غم نہیں ہوتا یہ درد ہے کیسا کہ کبھی کم نہیں ہوتا حور و نہیں بھی یہ سن کا عالم نہیں ہوتا دل پر جو غم چر ہے وہ کم نہیں ہوتا مر جانے کا اس کے مجھے غم نہیں ہوتا یوں خلق میں نامی کوئی خاتم نہیں ہوتا</p>	<p>خوش کیوں نہوں وہ حور جو کوئی نہ ہو نکلا جو تیرا تیر تو خون رو یا مارا دل وصلت میں نہ تسکین ہے نہ فریقین آرام پریونے بھی کیا سانس تیری ہر حقیقت وصلت میں بھی کھٹکا ہی رہتا ہی ہمیشہ جی جاتا ہے اک بوسہ لبہاں تہاں ہے میں دل پر کروں نقش کیوں نام کو تیرے</p>
<p>تعداد اشعار ۲۱</p>	<p>غزل ۲۴ ہر طرح میں فاجر کی طبیعت ہے برابر یہ ہے وہی دریا جو کبھی کم نہیں ہوتا</p>
<p>نظر کا ناوک جو پار ہوتا تو میرے دل کو قرار ہوتا لحد میں لے بیقرار ہوتا شکستہ میرا فرار ہوتا</p>	<p>کبھی نہ میں شکار ہوتا اگر مرا اختیار ہوتا روان جو وہ شہسوار ہوتا فلک سے اونچا غبار ہوتا</p>

کھلے کا اوسکے میں ہار ہوتا بنگ بیل شام ہوتا	کبھی نہ دل ہقرار ہو تا مگر جو پہلو میں ہوتا
شب جدائی میں بات ہار مٹی تھی مجھ پر راجا	کبھی نہ کرتا میں وہ وزار فی راجو دکو قرار ہوتا
جہان میں میری عجب تھی خلقت خدا کا لکل ہی ہوتا	بھری تھی دہلیں بونچی الفت نکس طرح پھر ہوتا
چمن سے ہوتا اگر روانہ گلوں کا ہوتا میں خوشانہ	کھنچا ہوا ایک شامیانہ حد پہا پر ہمار ہوتا
وزیر بھی تیور اگر دلتے جگر یہ خنجر ہر کھلتے	وہ چٹکیوں سے جو دکھ ملتے گلوں کی صورت ہوتا
نگاہ بھر عرش نہ دیکھا نکلتا مطلب اسی میرا	شراب کھنکھوین گرین پتیا تو کیوں کچ کا شمار ہوتا
سیاہ طالع نہ ہو مگر اندھیری شکر چرائے جلتے	نکلتے رہتے جو دل سے شعلہ تو پھر نہ تیرہ مزار ہوتا
گمان کیا کیا نہ اون پہ جاغم جدائی ہی ہم اٹھاتے	میری جو بالین یہ وہ نہ آتے حد میں بھی انتظار ہوتا
لوگوں کا دریا جگ سے بہتا وطن کی ورکا غم بہتا	شال ہی تڑپا رہتا جو میرے دل کا شکار ہوتا
نکھر نکھو میری آنسو ٹپ ٹپ کر رہتا پہلو	حد پہ کچھ آوہ جو گیسو بزرگ بوتا شمار ہوتا
خزینہ میں تھو کبھی عیب بہار تک تھی سا کر چے	چمن میں تھی ہی فصل گل کے بلند شور ہوتا

<p>سبک نحر تو گنہ جو میری جہازہ کا نہ چھو نہ پا رہوتا ہوا اوڑھاتی اسے جو اگر تباہ میرا غبار ہوتا لپٹا داسے اونکا اوٹھ کر جو مر کے مثل غبار ہوتا جو دلوں کیسے کر دیتے تو کیوں نہ پھر اعتبار ہوتا فلک پہ درخیز نجوم بتی بلند ایسا غبار ہوتا زمین بھی پس پس کے خاک ہوتی بھینسا غبار ہوتا ٹپکتے ٹپکتے ہوئی خود کا قطر جو میری دل کا فشار ہوتا</p>	<p>اسید ہوتی نہ پھر کسی زمین میں خجالت کیا کرتا ستم پہ ستم جو مجھ پر چڑھتا اور تو مایہ کے مضطر ہوا اعانت جو کرتی اکثر بدانتوا کبھی میں دم بھر جہان میں ہی تو تمہارے شہر میں سمجھتا میں بڑھکے ہوا سو ارمان تھی میری نشان تھی مٹو کر اترو نشان ہمارا فنا جو کھوتی تھی بھول سکی ہی رہتی دبا کر میرا سو جو کر تھما وہ ملتوئی طرح سے</p>	
<p>تعداد اشعار ۳۹</p>	<p>بعد سرت میں رکھتا سر پر لگا تا آنکھوں شاد ہو کر جو مر کے فاتر مجھے میری خجالت در کا غبار ہوتا</p>	<p>عزل ۲</p>
<p>تکدرا ایک طرح ہو جو دوست دشمن کا لگا وہ ہاتھ کہ تسمہ رہی نہ گردن کا</p>	<p>مگر آئینہ کیوں ہو نہ قلب روشن کا کہیں ہو فیصلہ قاتل مرے سروتق کا</p>	

<p> اسی وہ دھیانین پر داکیر ہین امن کا کھلا ہر چاندنی کا تختہ اور سوسن کا سیاہ خال چمکتا ہر روی روشن کا برائی اسکی ہر باطن میں دسکی ظاہر ہینا اوڑی تھین دھجیان ایسی جنون کا تھنور جلین غریب نہ پروا ز میری دکی طرح عدو کا نفع اگر ہو تو ہر ضرر سے بھی قبول لو جو بہتا ہر قلب جگر کے زخموں سے پس فنا بھی یہ جہنم کے ہوا کو چاہی ہین ہوئی ہین دھجیان ستہ جنون کی لایکی وہ دی ہین شہین صیاد ز اسیری ہین </p>	<p> چراغ گل نہ ہوا سے ہوا کے مدفن کا بیاض نور ہے فاخر سواد گلشن کا بیاض نور ہے فاخر سواد گلشن کا اب ایک رنگ جہانین ہر دوست دشمن کا ملا مجھ کو نہ کوئی تار حبیب و دامن کا خموش ہونا ہی بہتر تر شمع مدفن کا برائی ہو مری لیکر بھٹا ہو دشمن کا ہوا ہر سینہ ہمارا نمونہ گلشن کا چراغ جل نہیں سکتا ہر اپنو مدفن کا ملا ہر چاک گریبا نسر چاک دامن کا نفس میں چہیں ملا ہر مجھے شہین کا </p>
---	--

ہر سین زخم جگر میری جوش سودا
 چہرا لہو انجین دو لون نے میری گوشت شک
 ہجوم تار نظر ہونہ عاشقوں کا کہین
 تباہ اب دل مردہ کر گیا عشقین کیا
 میرا نہ عشق تہان کو مری تمانہ سکا
 ادل سے لکھی ہو جامہ درمی مقدسین
 نہیائے مریں فقط کسی کتاب سے ہے
 تھمی ذرا بھی نہ و ترات بارش شکونکی
 رخصت ہجر کے جینے کی اب امید نہیں
 شے ہووٹکا مٹا فلک نے نام تک
 مثال سر و صنوبر فلک پہ سر کھینچا

بہار میں تر و تازہ ہر رنگ گلشن کا
 ہر آستین کا قصور اس میں ہر دامن کا
 حضور پردہ مناسب نہیں ہر چہلن کا
 لٹا ہر خود زربان استوین ہزن کا
 کمال آج سو جاتا رہا برہمن کا
 محال کیوں نہ ہو سینا گلونکو دامن کا
 چمک میں خال بھی ہر ماہ روکش کا
 ہماری آنکھوں نے عالم دکھایا ساون کا
 لوین بھی پھر گئیں کانوکی دھل گمان کا
 نشان رہا نہ مرے ساتھ میرے برفن کا
 جو گرد و باد اٹھا کوئی خال گلشن کا

<p>پتا ملانہ کہیں باغ میں شبنم کا ہوا ہر صورت غریبالتختہ مدفن کا جلانا آگ سے اچھا نہیں شبنم کا کہیں نشان جو پایا کسی کے مدفن کا اوڑا ہوا سو جو تنکا کوئی شبنم کا اس آئینہ سے کھلا حال موت دشمن کا تو کیوں دھڑکے ہر آنکھ پر گوشہ ہر آنکھ کا مقام اور نہیں چاہتا میں مدفن کا طلبم ایک یہ ادنیٰ ہر لوح مدفن کا نشان فلک پہ کسی کو ہر تعلق سن کا ہوا بلند بگولہ جو خاک مدفن کا</p>	<p>رہائی پاکے جو آیا ہوں بعدت کو خدنگ آہ کھڑے جو سوئی چرخ گئی کہیں نہ برق گرے گھر پہیر و اعیان مری لحد کو سمجھ کر لگا یا سینے سے چہجاوہ خار کے مانند دلمیں ببل کے ہم اپنے قلب مصفا کی کیون قدر کریں ہمارے غم میں جو بہتو نہیں ہر شک و تکو اونچین کر بس رد و لب پہ دفن کو مجھے کھلا نہ ایک پہ بھی نیک بد کا حال کبھی بے تہان میں کہتے ہیں ہاں لہو اسکو شمال و درویشا بیٹھا میری کلی طرح</p>
--	--

مسی و سرسہ کی کس گل کو یہ ضرور ہے	خزانین بکرو ہوان رنگ وڑا ہوسون کا
ہوا کو جھو کو نسی یار بکین خموش نہ ہو	چراغ نیکے وہ آتی ہیں میری مدفن کا
لحد میں نور جو ساطع ہوا تو مینے کہا	طلوع مہر ہوا کسے رویہ روشن کا

غزل	مثالی چشم عنادل دلیل روشن ہر	تعداد اشعار ۴
	بیاض نور ہے فاختہ سواد گلشن کا	

جان جو لینے پہ جنون سلسلہ چنایا ہوا	پھانسی گردن کو لپیٹا گر بیان ہوتا
خون ناحق کا قیامت میں جو خواہاں ہوتا	دست مقتول میں قاتل کا گریبان ہوتا
گل زخم جگر و قلب نمایاں ہوتا	چاک سینے کا اگر باب گلستان ہوتا
گر گلو پیر اثر بلبل نالان ہوتا	شور فریاد و فغان برب خندان ہوتا
جوش و حشت جو پئے دیدہ گریان ہوتا	ہمارا شکوہ کامرے تار گریبان ہوتا
خون سے آلودہ جو جلاو کا دامن ہوتا	حشر میں ہاتھ مرا و سکا گریبان ہوتا

دل میں کشتہ جو ہر اک حسرت و رنج تھا	دہن زخم جگر گور غریبان ہوتا
اسم خاتم پہ نہوتا جو علی کا کندہ	پھر ہوا پر نہ روان تخت سلیمان تھا
دست رنگین کر تصویر میں جو رہا میں	شاخ مر جانے فزون چہ مر جان ہوتا
تہ سفاک کا دریا جو ترقی کرتا	جوش زن اوریم خون شہیدان ہوتا
خون جاتا ترے کشتوں کا جو بالا بالا	ذمہ پیر فلک خون شہیدان ہوتا
و حیان آجاتا اگر عشق زلیخا کا اسے	دست ایلین نہ پھر قیس گل و اماں ہوتا
بعد مر نیکی کھلا حال تری فرقت کا	ہجرین جان نہ دیتا تو پشیمان ہوتا
اور بڑھ جاتا زمانہ زمین جو بغض و کینہ	خانہ دوست میں پھر دوست نہ مہمان تھا
فرق قرآن چہ نہ کرتا حق و باطل میں کبھی	اسم پھر اسکا زمانہ نہیں نہ فرقان ہوتا
بار فرقت ہو سبکدوش جو کرتا قاتل	میرے سر پر تری تلوار کا احسان ہوتا
بشمن و دوست کو کرتا نہ اگر تو پیدا	اگر ہوتا نہ جہان میں نہ مسلمان ہوتا

<p> تیغِ قاتلِ سحرِ زخمِ جو کھلے تین پر پھر مہار اور تر حسن کی دو تہی زلفین بکسری ہوئی اپنی جو دکھا کج رگتِ مقتل کی پشت پر تونہیں بھرتی سیری آہین جو اڑاتیں انھیں محفل سے گرم آہین جو عنادل کی شرد کھلاتیں جوشِ گرہ سہاویے جو ہمارے سوسو وہ موحد ہوں کہ دیتا جواذانِ یثرب آرزو ناوکِ غم سے جو ہٹ ہو جاتی موت کی یاد بھی آتی تو نہ رہتی میں تمھارے وہ کشتہ حشر کہ تاسف کرتا </p>	<p> جسم پر زخمِ مرار شکِ گلستان ہوتا خطا اگر سبزہ نو خیز گلستان ہوتا دقِ حسنِ تمھارے پریشان ہوتا دہن زخمِ ہر اک شکلِ نمکدان ہوتا خون پروانہ شمعِ شبستان ہوتا صورتِ برگِ خزانِ یدِ گلستان ہوتا انھیں آنکھوں سے بپاؤ حکا طوفان ہوتا کلمہ پڑھ پڑھ کے برہن بھی مسلمان ہوتا سرخروِ خون سے ارمان کو پھکان ہوتا دھیانِ نہان کا گھر میں رہمان ہوتا قتل کر کے مجھ جلاو پشیمان ہوتا </p>
---	--

<p> سر تربت او بخین نہ و نکاچہ راغان ہوتا تارا شکون کا پے سوزن مگر کان ہوتا آبلہ تاج سر خارِ غیلمان ہوتا جھولی طقسہ نکے لیر ماتھہ قرآن ہوتا شمع کا جسم نہ پھر نرم بین عریان ہوتا نقش پاتاج سر مہر درخشان ہوتا </p>	<p> اوسکی افشاں کرا لحد پر جو ستارہ کرتے چاک زخم جگر و دل کو ر فوکی خاطر رہ نور دیسے اگر پاؤنہین پڑتی چھالے وصلت غیر ہو تکرار جو کرتا اولے ملکے پروان چھپاتی جو پرونسواپنے یا علی پر تو رخسے یہ چمکتا تیرے </p>
---	--

<p> چشم حق بین ہو جو طوطی منزلیں ہو تین فائز کمال نکھو نکا غبار رہہ عرفان ہوتا </p>	<p> غنہ ۲ تعداد اشعار ۲۴ </p>
--	--

<p> دنیا میں جن عشق کا افسانہ رہ گیا زنجیر کا نصیب میں اک نہ رہ گیا اوڑتی ہر خاک مصر میں پرانہ رہ گیا </p>	<p> لیلی رہی نہ قیس سا دیوانہ رہ گیا زندان میں گرستہ مراد دیوانہ رہ گیا اب حسن یوسفی کا بس افسانہ رہ گیا </p>
--	---

<p> اندازہ سو شراب نہ دم ساقیا بھو جلوہ نہ وہ رہا جو وہ مہر و چلا گیا چھوٹا نہ زلف سو دل حشری تمام مہر اسکو نہ ہر ثبات نہ اسکو ثبات ہر اوس شمع و کی یاد جو آئی وہ بیرخی پوچھا نہ باغبان نے نہ صبا و نے مجھ بے یار کے ہے نالہ و آہ و فغان سو کام اب ہن کہاں قصور سلاطین کو جگہ گئے ہر مونس و رفیق نے چھوڑا لہریں بیا تھ نکلا نہ دل سو خارخ یار کا خیال کیا جائی کیا خیال ہوا راہ میں سے </p>	<p> خالی ہر دم سو قلب کا پیمانہ رہ گیا بخت سید کے ساتھ سید خانہ رہ گیا زنجیرین بندھا ہوا دیوانہ رہ گیا شادی کا گھر رانہ عز خانہ رہ گیا دل جل کے میرا صورت پروانہ رہ گیا اقتادہ مثل سبز بیگانہ رہ گیا عشاق کا مکان عز خانہ رہ گیا ہر قصر میں جو دیکھیہ ویرانہ رہ گیا پہلو میں میری اک دل دیوانہ رہ گیا گلشن میں مثل سبز بیگانہ رہ گیا ساقی ٹھٹک کے کیوں سوئے نہ خانہ رہ گیا </p>
---	---

<p> ہوش و حواس عقل تو دشت میں چل بسا آتی اس جو موت تو ہوتا یہ کیوں اسیر اگر گئی بہار پہ دشت وہی رہی گلگیر سر پہ چل گئی تلوار کی طرح ابھی طرح سو مجھ کو جگایا نہ قبر میں خنیق مکان کی یاد میں سمجھا لحد کو میں میں دم کا جواب نہ اس شہر کو کچھ حلقہ کند زلف کا دل سے نکلتا کیا جلتی رہی یہ شام سو کم سو کم سحر تاک </p>	<p> پہلو میں اک گھر دل دیوانہ رہ گیا نہذا نکو واسطہ ترا دیوانہ رہ گیا سرمین جنون صورت دیوانہ رہ گیا سنہ ویکھتا ہی شمع کا پیروانہ رہ گیا امی دوست کیوں ہلا کر شانہ رہ گیا مرکز بھی وہ ہی نہایت کا کاشانہ رہ گیا مختل میں چل کر دست پر وائے رہ گیا ماتہ طوق گردن دیوانہ رہ گیا جل بھن کے پہلے شمع سو پر وائے رہ گیا </p>
--	--

غزل	<p> عشاق کا فنا پہ بھی سٹنا نہیں ہر نام فنا خرجان میں قیس کا افسانہ رہ گیا </p>	<p> تعداد اشعار ۲۵ </p>
-----	--	-------------------------

دل مرا تیر حوادث کا نشانہ ہو گیا	دشمن جان بڑ سبب راز مانہ ہو گیا
آہ مجنون کا اوسر جب تازہ مانہ ہو گیا	بند کو تب ناقہ لیلے روانہ ہو گیا
دیکھ کر تصویر عاشق کو بہانہ ہو گیا	عشق اوس رشک پری کا غائب ہو گیا
پوچھتے کیا ہوا سیر کو زمانہ ہو گیا	ایک مدت سہ مرا گھر قید خانہ ہو گیا
سج باد نیستے کا تازہ مانہ ہو گیا	تو سن چالاک ہستی بھی روانہ ہو گیا
مالن نیت ہو کر خود قتل کر کے وہ مجھ	سندی ہاتھو نہیں لڑ خوں کا بہانہ ہو گیا
نیچی نظروں سے نظر کی دیکھ کر الٹ	دل بہا راتیر الفت کا نشانہ ہو گیا
غم نہیں طول سیری کا کہ عاتق ہو گئی	رہتے رہتے قید خانہ میں مانہ ہو گیا
نہیں فرما گئی سکر شب ہجر انکا حال	درد دل کا تذکرہ انکو فسانہ ہو گیا
عذریہ گلشن زہر اوحید رہ گئے ہم	شیخ طوبی پر ہمارا آشیانہ ہو گیا
تو نے دیوانو کی زنجیریں بنائیں سقد	گھر ترا آہنگ و نکا کار خانہ ہو گیا

سر چڑھے ہیں آج کیا عشاق بھی شوق فکر
 غنچہ چکر وہ صد آئی دلا کی باغ میں
 خوفِ صیاد کو و نرات اور اکتاہٹ نہیں
 صاف بالوں کو کی بوتِ خنائی کو سبب
 فصلِ گلینِ دینِ جہدِ کشتہ گیسو ہوا
 اشک بھی طولِ سیرِ لعلِ سکینہ
 قصہ خوانوں نے کیا مشہور حالِ عشق
 دوستِ روتے رہ گئے روچین ہو چکے ہیں
 مانعِ زینت رہی او کو ہمیشہ ناز کی
 فرج کرنا چھپتی ہیں اس دلِ رنجور کا
 مصرعہ قاست کی موزونی پہ لڑائی ہو گئی

شاخِ گل پر پلبلو کا آشیانہ ہو گیا
 کاروانِ بختِ گل وہ روانہ ہو گیا
 اندرونِ دوشِ صبا پر آشیانہ ہو گیا
 پنچہ مر جان سیہ گیسو کا شانہ ہو گیا
 قبرِ سرا پر بہاری شامیانہ ہو گیا
 اب قفسِ زینِ بند میرا آبِ روانہ ہو گیا
 تذکرہ میرا تمھارا اک فسانہ ہو گیا
 کاروانِ ملکِ عدم کا یونِ روانہ ہو گیا
 ہاتھ سے کنگھی و ٹھالی درویشانہ ہو گیا
 یاد کیا ہو گا تمھیں اسکو زمانہ ہو گیا
 یہ بھی جھگڑا کیا فسادِ شاعرانہ ہو گیا

ہوں وہ بلبل موت جسکو خود لپیچھرتی ہوں	دست صیاد اجل پریشانی نہ ہو گیا
کچھ تنگ رہ کر شمعین لحد کی کچھ گئیں	قافلہ شہر خموشان کو روانہ ہو گیا

غزل ۲	یا دانی اوئی الفت جب مجھے ہنگام نہ کر	تعداد شمار ۹
	رنگ فاتحہ کی غزل کا عاشقانہ ہو گیا	

دل فسرہ کی دنیا ہر خریدار یہ کیا	سرو آہو نسو مری گرم ہر باز اریہ کیا
کھاٹ دیتی ہو مری بات کو اسی ماریہ کیا	مثل مقلض زبان چلتی ہر ہر باریہ کیا
گردنیں دیکھو لاکھوں کی کٹی جاتی ہیں	بارہد پر اوئی جوانی کی ہر تلوار یہ کیا
آج بھی وعدہ فردا پہ نہ ٹالو محب کو	کر چکے وصل کا اقرار تو انکار یہ کیا
روح سو بڑھکی ہو کیوں شمع و بزم کو عزیز	رشتہ جانسو بنی سبھ و زنا یہ کیا
ہر غمیر مجھے قتل کر و گشتا یہ	ساتھ ابرو کو کھینچی میانسو تلوار یہ کیا
بزم میں بڑھ کر جو ایک ایک کو کھاتے تھے	ہنداب ہو گئے او کو لب گفتار یہ کیا

شانہ تربت میں ہاگر یہ عجیب ہو کسا

جو سخی ہیں وہ تہید ست سدا تم ہوں

تندرستی نہ خزا نہیں نہ بہاران میں صحیح

میں نے تصویر بھی کھینچی نہیں کوئی دلشد

کیون ڈراتے بھی نہیں آپ دم بوسہ مجھے

شاہ ہو جاتا ہوں اوسن رہے جو آتا ہوں فقیر

تیوریاں کل نہ رقبہ نہ چڑھائیں تہن

نگہت گل کی طرح چاند کو آؤ نگاہیں

سپاہ تو آپ کو کس بل پہ بڑا دعویٰ تھا

ذکر ہوئی ہی ہو وصل میں ہوش میں ہیں

کب پیاخون کف پای نگاہ عاشق

خواب سر آج یہ ہوتا نہیں سدا رہ گیا

زہدین شمعیں ہیں لیکن غنچہ زردار یہ کیا

ماندی رہتی ہر سدا نرگس ہمار یہ کیا

بچہ عجب کچھ چلاتی ہوا تر پار یہ کیا

اب جلاتی نہیں ایک تش رخسار یہ کیا

ہو گیا خال ہا سا پہ دیوار یہ کیا

آج کھینچ ہو رہی ہو خنجر خونخوار یہ کیا

مجھ کو کینٹے تھاری در دیوار یہ کیا

اب روانِ حلق پہ ہوتی نہیں تلوار یہ کیا

مثل نشہ کو چڑھاسا پہ دیوار یہ کیا

لال خود ہو گئے خار سے دیوار یہ کیا

تعداد اشعار ۱۹	قند لب کو لیے کب بوسہ مکر فاحشہ پھر ہے بیوجہ ہر اک بات پہ تکرار یہ کیا	غزل ۳۰
<p>سخت جانو نگر گل کار کی تلوار یہ کیا حشر میں بھی نہ میسر ہوا دیدار یہ کیا میرنی نظر و نہیں سمائیں رو دیوار یہ کیا مائل نالہ نہیں مرغ گرفتار یہ کیا بارِ فرقت اب اوٹھا میری دلناریہ کیا ہو گیا لال لہو سے لب سے فاریہ کیا گالیاں دینے لگے اب سر پر بار یہ کیا قابلِ رحم نہیں اب یہ گنہ گار یہ کیا ہر خطِ شوقِ سراطرہ و ستارہ یہ کیا</p>	<p>خون بہائیں گویا ابرو بخوار یہ کیا آج بھی وعدہ فردا سے ہوا انکار یہ کیا جب میں چاہوں تو ہر گھر ساتھ ہوا گویا دیکھ صیاد و زکجِ قفس کو جا کر تو تو کتا تھا نہیں نام کو طاقنِ چیت ناوکِ فگن دہن زخم کو زبوسہ لیے پہلے و شام دیا کرتا تھم غلو میں مجھ اپنے عصیانِ شہساز ہوں نہ روئے مجھ و مہر تو نے دھرا ہوا جو اسو گہر میں</p>	

دیکھو بوجھ گل بدنامی اوڑا چاہتی ہو	غیر کے ساتھ چلے ہو سو گلزار یہ کیا
جلوہ دوست مگر باعث بیہوشی تھا	گر پڑ غش میں تم اے طالبِ یار یہ کیا
سو گیا تو بھی مری ساتھ شبِ وصلت کو	نہ جگایا مجھ کو اے طالبِ بیدار یہ کیا
تنوع میں دیکھ کر مجھ کو یہ طیبہ نسو کسا	کیون بتاؤ نہ بچ گیا مرا بیمار یہ کیا
آج بے نور ہو کیون میری سیہ خاہن	دیدہ کور ہوار و زن دیوار یہ کیا
تپِ فرقت جو گئی درد جگر میں وٹھا	کبھی اچھا نہیں رہتا ترا بیمار یہ کیا
دلِ ناخوش کی صدا سینہ میں لوگن لگی	مر گیا اب مرضِ عشق کا بیمار یہ کیا
ملک بھی شرم و نزاکت زہر و کاٹکو	سر پر مہنہ چڑا کر سر باز رہ یہ کیا

عزل	فروا حباب سے کٹ کٹ گئے نام حسد و	تعداد اشعار ۲۵
	دستِ فخر میں قلم ہو گیا تلوار یہ کیا	۱۱

ہمارا طائرِ جان نامہ پر ہوتا تو کیا ہوتا	مری مریسی کردہ باخبر ہوتا تو کیا ہوتا
--	---------------------------------------

جواب صاف میں گردش کاؤرہوتا تو کیا ہوتا
 خدائی کا بتو دعویٰ اگر ہوتا تو کیا ہوتا
 تصور سہ سدا پیش نظر ہوتا تو کیا ہوتا
 یہ ہیں عقد ثریا کا دماغ آپے سمان پیہ
 دوسارا کد لکھو نہ سہ تو اتنی بتیاری ہر
 ہمارے اور یہ قبو کو بھلا کیونکر سیر ہوتی
 اکیلا اسے چوں مجھو بایا تو نہیں کیوں چھوڑا
 اسیر آرزو وصل یو ہیں آپ قیدی تھا
 ہزار و ستمو اسے شہابی سپہ بناتے ہو
 فراق حورین نرات اب بھی رویا کرتا ہوں
 ابھی کروٹ بد نہادہنی مجھ کو حد کی شکل ہے

ترسا لہجہ نین بر بدر ہوتا تو کیا ہوتا
 بہرہ سا کوئی پیغامبر ہوتا تو کیا ہوتا
 کسیکے عکس کی دلیں جو گھر ہوتا تو کیا ہوتا
 کسیکے کانکا جھمکا اگر ہوتا تو کیا ہوتا
 جگر کے پار بھی تیر نظر ہوتا تو کیا ہوتا
 تری محفلین غیر و لگا گذر ہوتا تو کیا ہوتا
 اگر تو ساتھ میرے ہمسفر ہوتا تو کیا ہوتا
 اگر یہ ہاتھی طوق کمر ہوتا تو کیا ہوتا
 ہمیشہ کے لیے و نہا میں گھر ہوتا تو کیا ہوتا
 خدا کا واعظ خوف و خطر ہوتا تو کیا ہوتا
 ترقی پر اگر درد جگر ہوتا تو کیا ہوتا

کبھی تو ہو گا وہ مہر و بھی میری دلین
 و کھا دی ہمت مردانہ دل و شن
 نظر کی طبع رہے گا جو میری نکچوین
 وداع ہو گا جو دل رز و کر آنے سے
 یہ شوق قتل میں جانبازاؤں کو کہتین
 نہ نکلی جان شب انتظار آنکھوں سے
 ہمارے رنگ پریدہ کو ساتھ مرجھائے
 زمانہ ہو گا ترپنے سی یوں تہ و بالا
 رگوں کے ساتھ کٹے رنگ خون بھی قاتل
 نہ اس کو گار گل کو شبکو گلچین بھی
 چلو گارہ مری طبع یہ بھی گر پر کے

کبھی تو مجھ پہ زمانہ بھی مہربان ہو گا
 بسان شمع ترا آج امتحان ہو گا
 تو خود مجھی سے وہ پردہ نشین ہو گا
 تو مینر بان بھی مری حق بین ہو گا
 گلے پہ خنجر خونخوار کب و ان ہو گا
 کھلی وہ آنکھیں جو دیکھو گا بگیاں ہو گا
 گلو تمھاری نزاکت کا امتحان ہو گا
 زمین سر پہ تہ پایہ آسمان ہو گا
 کہ آج برش خنجر کا امتحان ہو گا
 چمن میں شور عناد اگل پاسبان ہو گا
 کہ ناتواؤں کا سایہ بھی ناتوان ہو گا

دم اخیر وہ کہتے ہیں میرے بالین پر بتا بتا مجھ شرمین تو کمان ہوگا

غزل ۳۳	عذابِ قبر کا ادنیٰ یہ حال ہے قاصر دم فشار ہر اک چور استخوان ہوگا	تعداد اشعار ۳۳
--------	---	----------------

کبھی تو صاحبِ خانہ بھی مہمان ہوگا یہ حال سوزِ محبت کا کیا نہان ہوگا شبِ وصالِ سحرِ تن سے دم روان ہوگا زمینِ حشر میں ہوگی نہ آسمان ہوگا وہ سنکر دعویٰ الفت کو مجھ سے کہتے ہیں عصا کا تیر بھی چلے ہیں کھر کھینچو نگا نغان کو پہلے روان ہوگا اشکِ نکھر نغان کرونگا نہ کیوں قافلہ چھوٹے ہیں	کبھی تو دل میں میری بھی ترا مگان ہوگا جگر کا دل بھی تو آہوں میں بھر دھوان ہوگا شمالِ صویر جو آوازہ اذان ہوگا تمام خلق میں چھایا ہوا دھوان ہوگا مجھ تو نکاتری آج امتحان ہوگا قدِ خمیدہ صغیفی میں جب کمان ہوگا دراگر اگر روانہ یہ کاروان ہوگا ضرور صد مہ یارانِ رفتگان ہوگا
--	--

<p> کلیجہ ہو گا ہر فـ دل مرانـ شان ہو گا تو میرے حال پہ دشمن بھی مہربان ہو گا مٹے ہوؤں کا ہر مہینہ ہی نشانِ ہجـ کا یہ پیر ہو کر زلیخا صدفِ جوان ہو گا ہمارا سایہ بھی مہرِ الگ وان ہو گا بہادر می کا ترعی اُج امتحان ہو گا بلند رنگِ شفق کی طرح دھواں ہو گا نئی زمین نیا سر پہ آسمان ہو گا کہ حال دردِ جگر کا سر پہ بیان ہو گا غبارِ دل کا بلندین آسمان ہو گا خبر تھی کہ اکہ زبان ہو کر بیزبان ہو گا </p>	<p> لگاؤ شوق سے تیر شبنم پہلو میں دلِ عدد پہ بھی ہو گا جو یکسی کا اثر سری کد کو مٹائیں وہ مثلِ نقشِ قدم عروجِ حسن کا اوس طفل کیہ ایسا تھا سفر میں ساتھ بھلا اور کوئی دیگا کیا پھرے جو تیغِ دلا مضطرب نہ تو ہونا لگو گی آگ جو دلیں اٹھیں گے شعلہ بھی قفس پہ ڈالے گا دوسری جو پوچھیں سنبھال لیں ازل کو و زون باتھو سر ترقیان جو یونہیں ہو گئی سکو شام و گاہ وہ گل بھی ہنسے نہ بولے گا صورتِ ستون </p>
--	---

تداوا شمار ۲	جلو گادل تو بڑھو گی بصیرت ای فاجر سمٹ کر مرو مک چشم بھوان ہو گا	غزل ۳
<p>میرے آرام کو وہ تکیہ زانو ہوتا تیرے گانگی کمان کھینچو وہ ابرو ہوتا آپکے میرے وہی رنج کا پہلو ہوتا جان پڑتی شر دلیں تو جگنو ہوتا میرے پہلو میں نہ وہ ریت پہلو ہوتا سامری بھی سو آپکا جادو ہوتا پکشے تیغ کو پیٹتے ہی جگنو ہوتا آپ شمشیر سے جاری بھی نہ آنسو ہوتا زیر سراب بھی وہی تکیہ زانو ہوتا</p>	<p>نخت خوابیدہ جو بیدار کہیں تو ہوتا مائل قتل جو وہ ترک جنا جو ہوتا پاس گرد و لوطی غیر سیہ رو ہوتا آتشیں آنہ کا ایسا کوئی جادو ہوتا غیر کا پھول مضطرب نہ قابو ہوتا دل دیوانہ عاشق پہ جو قابو ہوتا خون سب تن کا دم قتل جو آنسو ہوتا گر مرے قتل پہ تلوار وہ ابرو ہوتا جس پہ لیٹے تھے شرب وصل بڑی راحت</p>	

<p> لہریں و ٹھین مری آہو نسو جو بحر غم میں جوش گریہ بھی دم فکر جو ہوتا محکو ابر تیرے سے میرے تو بھی نہوتا طاہر اختیار ایک کا بھی برق پہنچا نہیں ابو بزار ہر بوسہ کی خطا پر مجھ سے غیر کیا تاب جو آنکھوں سے لڑا آنا نکھین شکو گلشن میں جو روتا میں کسی غلو ساتھ آتے دن رات جو رنج و غم و درد کوئی ہم جنس تو ہوتا جو نہوتا مجھوں ہچکیاں آنیہیں بتا جو میں اشک خونی بید گریہ میں نہ نگاہیں جو پریشان ہوتیں </p>	<p> چادر آب روان پر وہی آتو ہوتا ویدہ ترک کی طرح کاسہ زانو ہوتا پردہ زلف سے پوشیدہ جو ابرو ہوتا خاک میرا دل بیتاب پہ قابو ہوتا جب بھی راضی تھا جو بیکار خفا تو ہوتا کھینچ کر گردن پہ روان خیر ابرو ہوتا قطرہ شبنم کا رخ گلہ سے ہر آنسو ہوتا او جڑی ہی گھر سے پھر آباد یہ پہلو ہوتا دل پہلنے کو لہو و شبنم آہو ہوتا صورت شیشہ بادہ مجھ اچھو ہوتا دل لگی کر لیر اول انکھوں کی آہو ہوتا </p>
--	---

چاندنی بھی شب دیو رسی کالی ہوتی | اگر پریشان شب میں بھی گیسو ہوتا

غزل ۳۵
دشت و حشت میں اگر ساتھ یہ دیتا فخر
خستہ پاتیری رفتار سے آہو ہوتا

کار گراسپہ رقیبوں کا نہ جادو ہوتا
نامہ ہر کوئی خط جو شن بازو ہوتا

گرم پھر وصل سے ہرات کو پہلو ہوتا
کیا مزے تھی جو دل لپا رہے قابو ہوتا

تو لٹا عشق کی میز انہیں جو اوسکی ہوتا
حسن پر یون کا بھی پانسنگ ترازو ہوتا

ساتھ دلوں میں اسی بھی نہ ٹپڑ دیتا
گرم راہی کی شب برق پہ قابو ہوتا

کس قیامت کی شب ہجر وہ اوسکی ہوتی
بڑھکے طو لا شب یلدا سے جو گیسو ہوتا

چھالی پڑ جاتی جابوئی یہ حدت ہوتی
اگر سمندر میں شریک یک بھی آنسو ہوتا

درمیان رکھ کر شپ وصل وہ سوچو آئے
نیچے ساتھ مرے زینت پہلو ہوتا

مہسری چشم فسون ساز سے کرتا یہ اگر
کو رجا دوسے ہر اک دیدہ آہو ہوتا

<p>مر رہا ہوں سر بالین تو مری تو ہوتا وقتِ زمیّت وہی آئینہ زانو ہوتا لطف تب تھا جو اکیلا میرا بیچ تھا خود کشیدہ تری تصویر سیاہ رہتا خانہ تیرہ و نہا میں اگر تو ہوتا پھیرنے کے لیے ہتھکڑی آہو ہوتا خانہ دل میں اگر ایک تو ہی تو ہوتا</p>	<p>شرط انصاف و محبت ہی ہی اچھی سجھ کا نہیں جو عکس رخ نور پڑتا مخملِ عالم میں یوں وصل ہو کر انا کا کیسے لیتا کوئی بے اذن جو نقشہ تیرا خوف ہوتا نہ ذرا قبر میں ای دوست مجھ تیرے دیوانے کی صحرائیں نہ کھیل تیں لطف خلوت کا نہ کیونکر مجھ ہوتا حاصل</p>
<p>تعداد اشعار</p>	<p>غزل ۳ وصف اوس شوخ کی آنکھوں کا لکھا تھا فخر نامہ لیجانی کو میرے کوئی آہو ہوتا</p>
<p>باغ ہوتا شبِ مہ ہوتی وہ گلرو ہوتا غیرتِ رنگ گل گلشن مینو ہوتا</p>	<p>شاد تب وصلِ شاد دلا تو ہوتا سبزہ رنگ ورجو کچھ وہ رخ نیکو ہوتا</p>

اس سبہتر تھاشب ہر جو ہوتی دھن
 راز ایک ایک پہ اون لون اونکا کھلتا
 سیلی سوج صبا کو جو نشان پڑجاتے
 غنچہ برگ خزان دیتو برس کی آوا
 اور بھی عجیبہ قیامت میں قیامت ہوتی
 حال حشر کا جو پاؤں یہ کرتے تحریر
 مجھ پہ کچھ اور قیامت میں قیامت ہوتی
 یاد کچھ اور دلاتا شبِ فرقت اسکی
 ایک میر سے ہی یوں بس یہ کچھ رہتا ہوا
 پختہ افشان شبِ صلت میں بھی وہی ہوتا
 زندگی میں تو پہونچنا بھی ہوتا شکل

پھانسی گردن کے یہو علقہ کیسہ ہوتا
 پہلو کے یار جو میر پہلو ہوتا
 حاتمہ گل پہ نئی قسم کا اُتو ہوتا
 اگر گلستانے روان قافلہ بو ہوتا
 حشر میں قدم کے برابر جو وہ کیسہ ہوتا
 صفتِ خاصہ شکافِ سیم آہو ہوتا
 مجمعِ حشر میں گر برہنہ سر تو ہوتا
 نیند اور اٹیکو مری تکیہ پہلو ہوتا
 غیر کے واسطے بھی تیغ وہ ابرو ہوتا
 پھر مہ نوسہ سوا ضو میں وہ ابرو ہوتا
 کوچہ یار اگر کوچہ میں ہوتا

<p>باغ عالم سے روانہ صفت ہو تا ہر ستارہ وہ چمکتا ہوا جگنو ہوتا غیر کے واسطے بھی سانپ دگیسو ہوتا</p>	<p>تھامین وہ زار کہ جھونکری ہو اکو اڑتا خانہ تیرہ مین آکر جو لگا کر افشان اسکے ڈسنے کو یہ کیا ہون مین دنیا مین</p>
<p>تعداد اشعار ۲۲</p>	<p>غزل ۳ کائنات کا اشارون مین جو ہوتا منظور قتل فاجر کے لیے تیغ وہ ابرو ہوتا</p>
<p>مثل میت کا جو بے حس سر بہتر دیکھا آئینہ مین نہ کبھی عکس سکندر دیکھا کوئی ویران زمانہ مین نہ یون گھر دیکھا اپنے کشتہ کو ذرا منہ نہ پھرا کر دیکھا لوٹا دیکھا مری تلوار کا جو ہر دیکھا کھلتے ہی آنکھ کے صیاد کا بس گھر دیکھا</p>	<p>نبض کو سانس کو بیمار کی رد کر دیکھا صاحب خانہ سے خالی ہی سدا گھر دیکھا غم حیران نے مری دل کو اوجاڑا جیسی بے رخی سے بھی کیا فوج مجھ قاتل نے اک اشارہ سے گلہ کاٹ کر کشتہ نوں کہا مین و بیل مین کہ دیکھی نہ کبھی ہانگیل</p>

دل سے بولا کہ یہ بوسہ کو نشان کیس ہیں	جس کو اوٹھ کر جو آئینہ اوٹھا کر دیکھا
سخت جالتو کو جو سترن سر جدا کر لیا	سیان سر کھینچ کھلا دے زخیر دیکھا
مین یہ کہتا تھا دلا برق گردگی اسپر	کوئی جانانے پھر آیا نہ کہو تر دیکھا
صاف معلوم ہوا دیدہ گریان ہر کوئی	نہیں رونے مین جو آئینہ سکنہ دیکھا
ایک دم ساتھ ترا دی کی چھپو ابر مین یہ	حوصلہ برق کا تو نے دل مضطرب دیکھا
اوسکی سی اسپین دورنگی نہیں بکری گاہ	تو نے آئینہ مرے دلا سکندر دیکھا
فرج اغیار کرین محو تماشا ہوں حضور	کسطح آب نے مج کو تر زخیر دیکھا
ابر بار یک مین جسطح نظر آؤ قمر	پر وہ زلف مین یوں منہ نور دیکھا
تین جلا دس کوٹ جائیگی گردن شایہ	خواب مین آج جو ابرو می شکر دیکھا
نور میری شبِ فرقت نہ کیا یوں ازل	چشمِ اعمی کی طرح دیدہ اختر دیکھا
سر و شمشاد مقابل ہوں کیا طاقت ہے	ایک گیسو کو تر می قدر برابر دیکھا

اپنی تصویر ہی منظور بنانی تھی تجھے	کچھ بھی آئینہ میں جزا پر سکندر دیکھا
دل میں سمجھا کہ ہر منظور اس پر بادہ کشتی	خط میں تحریر جو مینے خط ساغر دیکھا
صبح کو کشتہ حسرت جو اس پر ہونا تھا	شمع کو یاس پر والون کشت بھر دیکھا

غزل ۳۸	اس مہینہ میں نہ سرتن سے جدا ہو فاخر	تعداد اشعار ۲
	آج مینے مہ نو دیکھ کے خنجر دیکھا	

قلزم اشک وانگہ نہ برابر دیکھا	چشم گر با نس اگر ہننے سمندر دیکھا
بیقراری میں کیس کو بھی نہ کتر دیکھا	دل و سیماپ کو رکھ کر جو برابر دیکھا
تکلیف رنشت لحد خاک کا بستر دیکھا	چونہ دیکھا تھا ابھی اب نہ نیا گد دیکھا
ہم سہری کی بھی تو کی دور سواں ^{فقط} ات	بدر کو بھی نہ تر سوز خلج برابر دیکھا
سحر بان ناقہ لیلیٰ کو بھگایا تو کیا	سایہ سان قیس کو محل کے برابر دیکھا
دیکھنے کی نہ ہی تاب گراغش کھا کر	مجھ کو سہی جو ٹڑپتا سر بستر دیکھا

<p> خون نہ کہتا تھا کہ ہر رنگ خنائی خوشتر لب جانا تو قرین جب لب ساغر دیکھا تو نے ظلمات میں کیا جا کر سکندر دیکھا جب سہاوس گل کی بنا گوش میں گونج دیکھا یاس سہو میں فلک کو تہہ بن کر دیکھا ہاں مگر شمع کو روٹی ہو کر اکثر دیکھا شمع لیکر رنج دلدار کو شب بھر دیکھا عالم یاس مراد اور محشر دیکھا جس کا مشتاق تھا زانو پہ وہی سر دیکھا رویہ جانان پہ اگر گوشہ چادر دیکھا عدل کو رحم کو خالق کو برابر دیکھا </p>	<p> ہوس بوسہ بڑھی وصل کی امید ہوئی اندھی ہو جاتی ہیں ظلمت میں سب آنکھوں کی میرے آنسو بھی ہو خوشک سہارا میں فوج کرنے میں بھاری جو رہا منہ کو و شمع کوئی گریان لحدِ شتہ حسرت پہنیں صبح اس چاند کو آنکھوں سے جو ہوتا نہاں وقت پر پھر گئے اعضا بھی مقتدر کی طرح خواب بھی خوب ہر انسان کی تسکین کے لیے دل بھرا یا مرے آنسو بھی یہی ساتھ ہو کے دیگر عصیان کی سزا خلد میں بھیجا جھکو </p>
--	---

بال بکھڑی ہین کیوں و سوسری ماتم میں	غم مجھویہ ہو کہ اور ون لڑکھل سر دیکھا
ہوش ہوتا تو میں کیوں گور سید میں آتا	بند ہو کر جو کھلی آنکھ تو یہ گھر دیکھا

غزل ۳	اوس قدر جلد دم فرج کتا سیرا	تعداد اشعار ۳
	اونکو جی بھر کے نہ فاختہ ترہ خنجر دیکھا	

سحاب کو بھی برسین کچھ جانب تھا	مقابلہ میں جو یہ دیدہ پر آب نہ تھا
مجھ خیال ہوا کب کہ جب شبانہ تھا	زیادہ دلسے کوئی خانمان خراب نہ تھا
وصال یار میں کب ساغر شراب تھا	سہاری بزم میں کس شکیو آفتاب نہ تھا
کھلا یہ حال قیامت میں سوز و رفت کا	جگر کا داغ یہ جلتا تھا آفتاب نہ تھا
ہمارے ساتھ تڑپتی تھی کیوں نہ فتن	شریک برق اگر دل کا اضطراب نہ تھا
سہاری عمر و روزہ کی دوہی فصلیں	سوا طفلی و پیری کبھی شبانہ نہ تھا
شال و سن نہ سادہ سو کسطح دیتا	بغیر خار چمن میں کوئی گلاب نہ تھا

برس کے دیدہ گریبان کی کیا قیامت کی
 ہو این اور ڈگیا کیوں نامہ در قیامت سے
 وہ چشم مست نہ کیوں یاد آتی سال ہی
 برس برس کے جو روتا تھا ہجر جانانین
 گلون نے چار نہ کیں آنکھیں عند لیونے
 تمھاری کو چھین کیوں مھوپا لٹی جاتی
 اگر جہانمیں نہ ہوتا یہ چرخ ناہنجار
 ہمارے خوشکی مہندی لگانی کیوں سہین
 بہاویا جسے پانی سمجھ کر میتی پر
 میں پھر طالع بیدار کا ہون شکر گزار
 اونچین وصال کے پہلو بہت تھی شرم حیا
 مکان وہ کون تھا عالم میں چرخ خراب تھا
 مرے تو خط میں بھی مضمون اضطراب تھا
 کیسکی آنکھ تھی اولٹی ہوئی سہا بنے تھا
 ہماری آنکھ تھی روتی ہوئی سہا بنے تھا
 سوا ہر دیدہ تر گس کسے حجاب نہ تھا
 جنان میں دیکھ میں آیا ہر آفتاب نہ تھا
 تو تیری ظلم شعاری کا پھر جواب نہ تھا
 جوانی آپکی تھی موسم خضاب نہ تھا
 لہو یہ عاشق جان باز کا تھا آب نہ تھا
 ذرا اول آنکھوں میں وصلت کی شیکو خواب تھا
 ہماری پاس جو لیٹے تو پھر حجاب نہ تھا

اگر نہ دیکھتے آئینہ تم دم زینت
سوال وصل کر دے وہ مجھ پر دشنام
برو بھی اچھو بھی ہوتی ہیں باغ عالمین
فقیر جانکے کمدیر کچھ نہ کچھ مجھ سے
مری اجل کا بہانا تھا وصل کا انکا
جہانمیں کیوں نہ عدیم المثال ہو مشہور
وفائیں گنتا تھا اپنی خفا ہو تو تم کیوں
بہاؤ اشک نہ کیوں آنکھ منہ پرستے ہیں
وہ میری خط شکستہ پہ لکھتے کیا نامہ
جباب چرخ کی گردش ہو جام کیا ہوتا
زمین میں دو رفلک کو میں بانٹا کیونکر

تو پھر تمہارے سرخ صاف کا جواب تھا
جواب غیر کا یہ تھا مرا جواب نہ تھا
چمن میں خار سے خالی کوئی گلاب تھا
مرا سوال ہر کیا قابل جواب تھا
پیام موت کا تھا صاف وہ جواب تھا
کہ اوسکے حسن خداداد کا جواب تھا
تمہاری ظلم و ستم کا کوئی حساب نہ تھا
کہ دود آہ تھا چھایا ہوا سحاب تھا
کہ سر نوشت کا پاس ونگ کچھ جواب تھا
یہ منقلب تھا اس خوف انقلاب تھا
مرے ہونے کی کوئی انقلاب نہ تھا

غزل ۲۰	سوال وصل پہ کیونکر نہ وہ خموش ہین تھاری بات کا فنا کر کوئی جواب تھا	تعداد اشعار ۲۰
کب حلق تہ خنجر قاتل نہیں ہوتا زخمون پہ نمک شور عنادل نہیں ہوتا اوس خسے خود آئینہ مقابل نہیں ہوتا رقار سر پامال مرادل نہیں ہوتا جس شبکو کہ پہلو میں مرادل نہیں ہوتا کیا آپ سمجھتے ہیں میں بسمل نہیں ہوتا رہرو کو سکون کب سر منزل نہیں ہوتا تارا سا چمکتا ہوا کب تل نہیں ہوتا بیہوش مسافر سر منزل نہیں ہوتا	کب لفت ابرو میں بسمل نہیں ہوتا نالو نسے دل گل کوئی بسمل نہیں ہوتا دعویٰ کبھی کیا کی کا باطل نہیں ہوتا اوس چال میں انداز ہو کیا کبکڑی وہ رات تڑپتے ہی گزرتی ہر سحر تک یوں خنجر ابرو کا چڑھانا نہیں اچھا آرام نہ کیوں کوچہ گیسو میں ہو دلکو عارض کا تو کیا ذکر سیناں جہانکے آہوش میں یں شیخ کہ پہونچا ہر لب کو	

<p> کم آج بھی در و جگر و دل نہیں ہوتا بیتاب ذرا بھی دل بسمل نہیں ہوتا او تکو تو کوئی امر بھی مشکل نہیں ہوتا یوں غرق سفینہ لب ساحل نہیں ہوتا میں چرخِ دنی سے کبھی سائل نہیں ہوتا بوسوں کا بھی اونسو کبھی سائل نہیں ہوتا کسرات کو خونِ جگر و دل نہیں ہوتا ان باتوں کا بندہ متحمل نہیں ہوتا وہ عالمِ غفلت میں بھی غافل نہیں ہوتا وق ہوتی ہو انکو مرضِ سل نہیں ہوتا محضائیں جو وہ رونقِ محفل نہیں ہوتا </p>	<p> وصلت میں بھی فرقت کا وہی ڈر ہو سہا وہ ماتم و دم فوج جو سینے پہ دھر جائیں دل لایا بالو نہیں اشار و نہیں کیا قتل دل جھیل کے جبے میں فرقت میں ہو ڈوبا جزدانِ مہ و مہر کے کچھ اور نہیں ہے ہوں عاشق محتاج پہ نفرت ہو طلب سے روتا نہیں کب یا دین گیسو کی لہو میں دشنامِ رقیبوں کو بھی دیتا رہیں بھر کا وصلت کا کبھی خواہید بچ عدہ نہیں کرتا ہیں زار تر ہو غار ہو تھو لیں گے لہو کیا شمعوں کو جلاؤ بھی تو جلتی ہیں بھی سی </p>
---	---

<p>گستاخا تجھ سے تعجب میں یہ مجنون کشت تو نکو دم فوج بھی یہ پارسا زبہر اڑتیس تری آہ میں تاثیر نہیں کچھ نقصان اوسیکا ہر جواہر نوسر جدا ہو</p>	<p>خستہ کبھی یہ ناقہ محل نہیں ہوتا آلودہ خون دامن قاتل نہیں ہوتا بیچپن دل صاحب محل نہیں ہوتا ترشا ہوا ناخن مسرہ کا مل نہیں ہوتا</p>
<p>غزل ۴۱ پہلو میں وہ ہوتے ہیں تو یہ دل نہیں ہوتا</p>	<p>جی بھر کے مزا وصل کا ملتا نہیں فاکر تعداد اشعار ۱۹</p>
<p>ازل سے حوصلہ ہر تیر می آشنائی کا وہ پورا ہاتھ پڑا تیغ آزمائی کا ہزار بار چمن میں مہار آ کے گئی ایکیلی قبر میں ظلمت سے یہ ہوا روشن کمر خمیدہ نہ کس طرح پیہر کی ہو</p>	<p>عدو می زلیست نہ کیونکر ہو غم جدائی کا دھان زخم سے اک غل ہوا دو دھائی کا نہیں ہر حوصلہ اب کچھ مجھ پر مائی کا یہی تھارنگ ہماری شب جدائی کا لیے ہر بار گنہ سر پہ اک خدائی کا</p>

<p> ہے ناز کیوں تجھ پر جانیوں کی الفت پر دم نظارہ پہلستا ہر پامی نظارہ جنون میں ہر سر شوریدہ کی یہ فریاد بلند ہو کے ستارے زمین پر گر تھیں حضور جھوٹوں کہیں دن میں چوہا بنی لہو سفید ہو دنیا کا مثل شیر اگر اگر وہ فتنہ محشر ہو قاتل عالم کیا جو بزم میں بوسہ تو مسکرا کر کہا بھٹک کر جبے و کعبے راہ دیر کی لی ڈبو دیا یہ وقت میں نا خدا نے مجھے ہر ایک جانکوار دیوانہ شگسار کرے </p>	<p> کچھ اعتبار نہیں ان کی آشنائی کا رخ صبح میں وہ حسن ہر صفائی کا مزا ہر سنگ دربت پہ جبہ سائی کا طریقہ آہ شرر زائین ہر ہوائی کا گمان ہر عاشق صادق پہ بیوفائی کا تو کیوں نہ خون کا پیا سا ہو بجائی کا مثال حشر ہو غل چار سو تائی کا خدا بھلا کرے دنیا میں جیانی کا تو میرے دلنے کیا کام رہنمائی کا برا جان میں یارب ہو آشنائی کا یہی نتیجہ بتوئی ہے آشنائی کا </p>
--	---

<p>جہان میں کیا ہو برائی عوض بھلائی کا کبھی بتونے بھی دعویٰ کیا خدائی کا</p>	<p>دیا ہو مینے تو دل وہ جفا میں کہ نہ ہوں برہمنو بخین تم کہوں خدا سمجھتی ہو</p>
<p>تعداد اشعار ۹</p>	<p>غزل ۴ شناو گیسوی مشکین بکھونجے قاسم سواد اور زیادہ ہو روشنائی کا</p>
<p>اثر دکھایا مرے خون نے مومیائی کا سبق پڑھائیں فلک کو بھی کراؤں کا خیال بھی اونچیں ہوتا نہیں ٹائی کا کہ بزمین پہنے ہے وہ جامہ بھائی کا سفر ہون میں بھی یہاں تو جی صفائی کا جنازہ در پہ رکھا ہو تہہ فدائی کا نثر ملایہ مجھ نخلِ شنائی کا</p>	<p>ہو نہ دست شکستہ کو غم جدائی کا وہ سیدھی راہ چلین عاشقوں کو آتہ چھٹین گے قیدی زندانِ زندگی میں کبھی برہنگی پہ بھی عریان نہیں بزمین شمع کیا ہے داؤدِ محشر سے خون کا اقرار نکل کر دیکھ لے اسکی یہی وصیت ہے لیا ہو بسہ سیبِ ذوقِ محبت میں</p>

خطا کسی کی نہیں گرتے یا تک پہنچا
 اکیلی قبر کی راتیں ہیں قیامت تک
 قفس کی تیلیاں توڑ دینی ہیں پھر اسی
 فراق میں ہم خوبی کے کیوں نہ مضطرب
 چراغِ روز کے مانند بے فروغ ہوئے
 یہ دل بھی ہر دل فریاد کی طرح تھہر
 کیا حلال قفس سے نکال بلبل کو
 اجازت دیکھ سکون گانہ بانج کو صیاد
 شراب و لولہ وصل نے یہ مست کیا
 بہانہ دزدِ حنا کا نہ کیجیے مجھ سے
 یہ سرکشی نہ کر نہ موقوفہ و نسو

گلہ ہے اپنی ہی قسمت سزا سالی
 اب اور حال کہوں کیا غم جدائی
 مرا تڑپنا ہو باعث ہوارِ ثانی
 سہک کو غم پر بڑا بحر کی جدائی
 پڑا جو شمع پر پہ تو تری کلائی
 کہ کاٹنا ہے اسے کوہِ غم جدائی کا
 نتیجہ قید سے بدتر ہوارِ ثانی کا
 خزانہ حکم نہ دینا مری رہائی کا
 کہ درمیان سے اٹھا پردا پار سالی کا
 کسینے بوسہ لیا ہر کفِ حنائی کا
 کہیں نہ کا سہ سر کا سہ ہو گدا بی کا

پڑے گا خط بھی نہ گردان دست نازک | بکنا سیکھ لیا تیغ نے کلائی کا

غزل ۳۴ | اکیلی حیر کی راتوں میں بیقرار می ہے
اثر نہ کیوں دل قاتر پہ ہو جدائی کا

سفر میں کیا دیوانوں نے سفر کیا	عدم کو بچ گئے تھایہ رہ گزری کیا
مثال چرخ کے پھرتا ہے میرا سر کیا	نہ جانسیج ہے وہ غیرت تر کیا
ہوا ہے ساتھ یہ ٹھنڈا دم سحر کیا	مثال شمع جلارات بھر جگر کیا
فغان و آہ میں اولٹا ہوا اثر کیا	وہ میرے پاس نہ آئے گئے قریب گھر
رہو نگاہ کسی صحرا میں جاگ گھر کیا	جنون میں ضیق مکان مثل قید خانہ ہر
مریض ہجر سے عیسیٰ ہے بخیر کیا	علاج کیا نہ عیادت کو بھی کبھی آیا
یہ قلب کیسا مرتجان یہ جگر کیا	طلب کرو تو ابھی دیدوں اپنی جان لگ
دیا کیے مجھے دھوکا وہ عمر بھر کیا	قضا تو آگئی وہ آج کل ہی آتے رہی

تپ فراق طیبو زیادہ اور ہونی	کیا دوانی تمھاری مجھ ضرر کیسا
سرو ہی باندھ کی پہلو میں اپنے کتے ہیں	ہوا ہے نیچہ یہ زینت کمر کیسا
بسر کرونگا فقیرانہ لامکانی میں	پڑا رہو نگا دریا پر میں گھر کیسا
یہی تھا دعویٰ نزاکت کا امی ستم ایجا	ہے بار تیغ اوٹھائے ہوئے کمر کیسا
ہوا کو ساتھ مری خاک اور تلک پہونچی	کیا ہے یار کے دربار میں گذر کیسا
فروغ داغ جگر ہے وہی مزار میں بھی	سہ آج شبکو بھی خورشید جلوہ گر کیسا
ملا نہ صبح قیامت بھی فتنہ عشر	مرا تھا نالہ شبگیر بے اثر کیسا
یہی نامیرے گلے پر وہ تیغ پھیر گئے	جھپٹ کے بوسہ ابرو میں لونگا در کیسا

غزل ۴۴	تڑپ تڑپ کے بدلتا ہوں کروٹیں فاختر	تعداد اشعار ۱۵
	ترقیوں پہ ہے دردِ دل جگر کیسا	

جگر کا داغ پہری میں جلوہ گر کیسا	ہے دن کو آج ضیا بار یہ قمر کیسا
----------------------------------	---------------------------------

دوانے آج یہ اولٹا کیا اثر کیسا	بڑھاکچ اور بھی صندل سے درد کیسا
تھین خیال ہمارا تھا پیشتر کیسا	یہ کیا ہے اب جو ذرا بات تک نہیں کرتے
بچا یا دل نے مجھے صورت سپر کیسا	اسی نے وار کو تیغ ادا کی روکا ہے
فقیرین کے گیا ہوں میں تابہر کیسا	قریب پر دابلا یا اوٹھیں بھی دیکر صدا
ہوا ہی دانتوں سے اونکڑی نخل گھر کیسا	ہنسے وہ دیکھ کے آئینہ میں جو کان پہنے
ہر اک ہے چین سے میرا دل جگر کیسا	وہ پہلو و نگوہ بالے ہیں ولولہ تلخ و نرسو
ملا ہے گرد و پٹی میں بھی گھر کیسا	نکل کے لطن صدف سے جدائی قہر کیسا
پری میں بھی یہ نہیں حسن ہے بکھر کیسا	جہان میں کیوں نہ عدیم المثال ہو وہ شہنشاہ
عدم کی راہ میں درکار راہ بر کیسا	نصیب وصل کمر ہو بغیر مشاطہ
ہوا ہی خون سے تر دامن سحر کیسا	لمو پیا ہو کسی بے گنہ کا کیا دم صبح
اوٹھا رہی ہے یہ طوفان چشم کیسا	مثال نوح کی کشتی تن بچا یا رب

مریضِ غم کے سنانے کو سُنکے کہتے ہیں و فور شرم سے تر ہونہ وہ پیسے میں دو چار ہوتے ہی آنکھیں حلال کر ڈالا او دھر کو شمع ہوئی گل دھروہان کی ہو اے دید کر کو میں لکھو کیے چھایا	ڈکھار ہی ہے مرے دل کو یہ خبر کیسا ہوا کا خلوتِ محبوب میں گزر کیسا بھگر کے پار ہونا وکِ نظر کیسا ملا ہے مج کو دم صبح ہمسفر کیسا جہان میں اوڑ گیا خط لے کے نامہ پر کیسا
---	---

غزل ۲۵	کلیجہ ہاتھوں سے پکڑو وہ گھر یہ خود آئے ہماری آنہ نے فاش کیا اثر کیسا	اعداد اشعار ۲۵
--------	---	----------------

تماشا عشق کے ہمراہی کر دیکھ لینا تھا مریضِ سحر کو بھی سوچ بستر دیکھ لینا تھا جدا کر نہیں سر کے زیرِ خنجر دیکھ لینا تھا نہ ملتا تو نہ ملتا ذوقِ ارمان تو نکلتا جاتا	وزرا آبِ بقا پیکرِ سکندر دیکھ لینا تھا وزرا حالت کو میری منہ پھر کر دیکھ لینا تھا ہماری سخت جانی کا بھی جو سر دیکھ لینا تھا طلب کر کے گدا آسا مقدر دیکھ لینا تھا
---	---

گمان بد ہم نشینو نہ پریا کیوں نامہ لیتو کا	خط جانان کو پہلے زیر لبہ دیکھ لینا تھا
اگر باور نہ تھا مرنے کا میر بد گمانی سے	ذرا سینہ پر دم کو ماتھو رکھو دیکھ لینا تھا
لگا دست کو اتنا ہی کافی تھا پلے دستی	نظر بھر کر چھلکنا می کا ساغور دیکھ لینا تھا
ترس کھا کر ہٹا لیتا چھری گردن سر وہ شیا	لگا وایسے سو سو شکر دیکھ لینا تھا
رجلا کر تم مسیحائی کا دعویٰ از مابیتے	سر میت لگا کر ایک ٹھوکرو دیکھ لینا تھا
گراتے خرم ہستی پہ سیر بھی کہیں بجلی	ادھر بھی منہ پھر کر مسکرا کر دیکھ لینا تھا
ارادہ تھا جو مجھ سخت جان کے قتل کرنے کا	کہ سے کہیں کچھ قاتل کو خیر دیکھ لینا تھا
بھری بھیری عبت خود حسرت پر واز لاتی	تجھے صیاد میر پر کتر کر دیکھ لینا تھا
تسلی شہادت کو شناور دلیں کہتے تھے	ذرا طوفان بحر آب خنجر دیکھ لینا تھا
صباح سے ذرا بلی کے دعویٰ کو شاد و تیر	رخونکو آئینہ رکھ کر برابر دیکھ لینا تھا
ضرور اس وقت قاتل جان نشانی کا یقین تھا	تجھ کو ہی جد اگر کے میر دیکھ لینا تھا

<p> اور دھڑ سے جب جنازہ کشتہ فرقت کا گذر تھا چٹک کر میری آہ آتشیں ہو کر پڑا اور تھے خدا نگ ناز کا وہ توڑ دکھانے کو کہتے ہیں اوسر خطا و سقد رکھنا تھا جتنا بار اوسر سکتا بڑا دعویٰ تھا خورشید قیامت کو بھی خوش کا کبھی تھمتانہ تیرا دست نازک میرے سینے پر نظر اپنی سو اور روک تو صورتانہیں آتی گدھ تک کر نہ پہونچا کو چہ جانان تلک آخر مے دل کی ٹرپ کا امتحان میں ہی کیا ہوتا </p>	<p> ذرا تکلیف کر کے تمکو درپردہ دیکھ لینا تھا بتو تم کو لحد کا اگر پتھر دیکھ لینا تھا کلچہ تمام کے احرار قلب مضطرب دیکھ لینا تھا دم تحریر بازو سے کبوتر دیکھ لینا تھا مے داغ جگر کو اہل محشر دیکھ لینا تھا ترپ کا حال رکھ کر ماتھ و لپڑ دیکھ لینا تھا بنا کر آئینہ پہلے سکندر دیکھ لینا تھا اوڑا کر زور پر واز کبوتر دیکھ لینا تھا تمھیں سیاب بھی رکھ کر برابر دیکھ لینا تھا </p>
---	---

غزل ۱۴	نگاہ مہر کا خاٹان تھا روز حشر فنا خیز بھی اسی بھی ساقی تسنیم و کوثر دیکھ لینا تھا	تعداد اشعار ۱۹
--------	--	----------------

صد چاک صفت قلب کے دامان نہیں دیکھا
 کب مانتھین تلوار کو عریان نہیں دیکھا
 دے اوج ذرا دست جنون جامہ نرمی کو
 تاثیر ہوئی گریہ بلبیل کی یہ کیسی
 ارباب فنا کے لیے پردا نہیں درکار
 جلتا دل پر داغ ہر جسطح ہمارا
 آنکھ ایسی ترے کشتہ حسرت کی کھلی ہے
 عبرت کی نظر سے کبھی موت فراموش
 اسکی بھی اوڑھین دھجیاں کچھ جھوٹ
 اب دم شمشیر نہیں باڑھ پہ قاتل
 کیا ترک تعلق نہ لے بکھیرے چھڑا یا
 اموجش جنون دست گریبان نہیں دیکھا
 کب در پہ ترے گنج شہیدان نہیں دیکھا
 مانند سحر چاک گریبان نہیں دیکھا
 گلشن میں کسی گل کو بھی خندان نہیں دیکھا
 فالوس میں کب شمع کو عریان نہیں دیکھا
 روشن کوئی یون سرور چرخان نہیں دیکھا
 نرگس کو بھی یون باغ میں حیران نہیں دیکھا
 اکدن بھی سوئے گویہ غریبان نہیں دیکھا
 دامن کی طرح چاک گریبان نہیں دیکھا
 طوفان یم خون شہیدان نہیں دیکھا
 کانٹوں سے او لہجہ ہو مر دامان نہیں دیکھا

کب زخم شکفته کو نمک ان نہیں دیکھا	کب ریگ پہ ترپے نہیں بنی تر و قاتل
کس وز روان قافلہ جان نہیں دیکھا	رہتے نہیں مسدود کبھی راہ عدم کی
یون چاک سے لو کا گریبان نہیں دیکھا	اچھ دست جنوں بست آہیں پر پرترا زور
آلودہ ترے خونین پیکان نہیں دیکھا	بولو لاؤ کہنا بزار جگر تاک کے میرا
یون تنگ کوئی خانہ زندان نہیں دیکھا	ولے مرے کتے ہیں یہ ارمان بقید
پر خم کوئی یون تار گریبان نہیں دیکھا	کیا وحشت و پیری کجھ کا یا ہر تن زار
اس دل کو شب وصل میں خندان نہیں دیکھا	رونا تھا اسی ہجر کی راتوں کو جو تا عمر

تعداد اشعار ۲۳	تصویر کسی کی ہر کلیجے سے لگائی	غزل ۴
	فان کو شبِ احب پریشان نہیں دیکھا	

پیوست کسی تیر کا پیکان نہیں دیکھا	حسرت کہ دل نے کوئی مہمان نہیں دیکھا
ہاں زور ترا دیدہ گریبان نہیں دیکھا	مدت سو پہانوج کا طوفان نہیں دیکھا

یون دل نکلتے ہوئے ارمان نہیں دیکھا	بے خون تناسے شادان نہیں دیکھا
گردون لچمہ نوسا گریبان نہیں دیکھا	ناخن و مجھ کاٹ کر کنٹھائیں بناؤں
پُر خار کبھی دل کا بیابان نہیں دیکھا	آہیں جن خاشاک ڈالتی ہیں ہمیشہ
یون ویشیوں کا دشت بین بان نہیں دیکھا	زنجیر کے نالوں کی نقیبانہ صدا ہے
دم گھٹتا ہر یون تنگ گریبان نہیں دیکھا	احسان ہو جو اسی دستِ جنوں چاک کر
یہ کیسے مرا حال پریشان نہیں دیکھا	دشوارہ تمھارے ہے جو بجا ہوش تمھارے
محفل میں کسی شمع کو عریان نہیں دیکھا	رخت پر پروانہ نے تن اسکا چھپایا
محفل کو تو اسی گرد بیابان نہیں دیکھا	اوٹھتے تھے بگولے تو یہ دیتا تھا صد قیس
دروازہ درویش پہ دربان نہیں دیکھا	دولت کے لیے بہر حفاظت ہیں جھگڑے
دامن سے ملا چاک گریبان نہیں دیکھا	اعلیٰ کار و می حال بھی ادنیٰ سے جدا ہے
یون دھجیان اوڑتے ہوئے دامن نہیں دیکھا	خار و نئے بچا جو وہ پھٹا دستِ جنوں سے

وشت نہ بھی یان کے کیا مجھس کنارہ	ایسا کوئی پرہول بیابان نہیں دیکھا
پڑھ پڑھ کے سرفراز نہ عشاق ہوں کیونکر	اوس پرہ سوادا کے دربان نہیں دیکھا
خطا اوس گل رخسار پر سبزہ کی پوش ہے	اک پھول میں انداز گلستان نہیں دیکھا
کیا شمع گل اشک بہانی ہو سر بزم	ہنستا ہوا یون ویدہ گریبان نہیں دیکھا
کیا قدر ترے مصحف عارض کی کر غیر	کافر نے کبھی آنکھ سے قرآن نہیں دیکھا
ابر و جو دکھایا ہو تو رخ کو بھی دکھا دو	بے مہ نو دیکھ کے قرآن نہیں دیکھا
محشر میں بھی تبار نے قاتل کو چھپایا	مقتول کے ہاتھوں میں گریبان نہیں دیکھا
فرقت میں کوئی چہرہ کھانے نہیں دیتا	اس غم سے سوا خلق کا دربان نہیں دیکھا

رہتی نہیں کب فکر تجھ سر کی فآخر	غزل ۴
کس روز تجھے سر بگریبان نہیں دیکھا	تعداد اشعار ۱۵

تن لاغز نے دیا اوج مجھے خار و نکا	سایہ پڑتا نہیں سر پہ کبھی دیوار و نکا
-----------------------------------	---------------------------------------

جان ہی دی قشتگیں عاجز ہو کر	حال کچھ ایسا ہوا تازہ گرفتار و نکا
گھر سے وہ غیرت یوسف نہیں آتا باہر	ایک انبوہ ہی چوکھٹ پہ خریدار و نکا
ایک سون ہی پہ سدا جو روح جفا کرتے رہے	کچھ بھی بگڑا نہ زمانہ میں ستمگار و نکا
کون تھا رحمت خالق کو سوا محشر میں	فیصلہ سنے کیا ہے گنہگار و نکا
صحبتیں جسے شبِ روز راکر تھیں	اب نشان بھی کہیں ملتا نہیں ان دنوں کا
کس محبت سے شب وصل گلے اپنے	یاد آتا ہو وہ پہنا نا مجھے مار و نکا
ٹکڑے ٹکڑے کیے نظروں سے مے قلابگر	کام تیرے لیا آپ نے تلوار و نکا
بوسہ کسکے دہن زخم کا اس نے تھا لیا	اب تک خون سے جو منہ لال اسو فار و نکا
راز دل دیکھ نہ خلوت میں بھی منہ سے نکلتے	کیا نہیں جانتا تو کان ہر دیوار و نکا
سوسم گلین چلو جبکہ خزانگی جھونکے	رنگ بدلائے نظر آن لگا گلزار و نکا
خوف سے رعبہ پڑا ہوا ہر زنا یا مین	جائزہ لینے وہ آتے ہیں گرفتار و نکا

ترجھی نظر ونسے حسینونکی ہوا دل نہ ہن	کوئی ناوک نہ پڑا مجھ پہ کما نزار و نکا
آتش حسن ہی یوسف کی بھڑکتی جاتی	گرم سودا نہو کیوں مہر کے بازار و نکا

آتش حسن سے ہونٹوں کو جلایا فاحشر	تعداد اشعار ۱۵
غزل ۴۲ بوسہ کا ہر کو لیا شوق سے رخسار و ن کا	

حال کچھ قابلِ بردمان نہیں بیمار و نکا	دستِ تدبیر بھی اپنل ہی پرستار و نکا
سخت جانوں کے گلے کاٹنا کچھ سہل نہیں	قاتلو میا نہیں دم بند ہی تلوار و نکا
مرصن ہر سے جان بر کوئی ہوتا نہیں	گر کے مشکل ہو سنبھلنا انھیں بیمار و نکا
دیکھنے سے نہ ہو کسطحِ نگہ کو قوت	سبزہ خطا ہے نمونہ پر تر و رخسار و نکا
قدر و اولوں سے ہر اک چیز کی ہوتی ہے قدر	نام یوسف سے سوا ہوتا خریدار و نکا
ای جنون برہنہ پائی کا مزہ لینا ہے	مجھے وحشی کے لیے فرشتے کچا خاں و نکا
شعب بن کیا لڑنا	خود کمان جھاک کر ہوا قدیر کما نزار و نکا

<p>ہو نہٹھ جلیا نیگے بو سوئے تصورین کے</p> <p>قاتلوں سے مجھے ملاح کا لینا ہے کام</p> <p>صبح کے ہونے کی عاشق کو خبر دین</p> <p>دیکھ لیتا ہوں شب وصل سی میں صورت</p> <p>لے نہ جا بلع میں دم بھر کو قفسل ہر صیا</p> <p>مجھے جس کو پڑے دیکھ کر وہ کہتے ہیں</p> <p>پاؤں کہتے ہیں کہین اور کہین پڑتا ہے</p>	<p>شعلہ حسن بڑھا اور چو رخسار و نکا</p> <p>ہے یم آہ غضب باڑھ پہ تلوار و نکا</p> <p>ڈوبنا خوب نہیں وصل کی شب و نکا</p> <p>آئینہ کم نہیں کچھ یار کے رخسار و نکا</p> <p>اضطراب اور سوا ہو نہ گرفتار و نکا</p> <p>بیٹھنا اوٹھنا بھی آنا نہیں لوار و نکا</p> <p>آپ کی چال میں انداز ہے مسخوار و نکا</p>
---	--

غزل	<p>سخت مشکل ہے ہر کچھ جان عبت ہو در مان</p> <p>حال فاخر ہے برا ہجر کے بیمار و ن کا</p>	تقدیر و اشعار
-----	--	---------------

<p>مجبے لیٹے ہیں جدا کچھ نہیں قابو اپنا</p> <p>گرم ہے شعلہ رخسار سے پہلو اپنا</p>	<p>شب وصلت میں بھی ہیراں پہلو اپنا</p> <p>تکیا وس سر کا نہ ہو بخت ہو زانو اپنا</p>
---	--

دل میں ہر یاد حبیب الم و دروغم
 پاس بیٹھے وہ کبھی اور کبھی اٹھ کھڑا
 غیر سمجھیں گے مرے منہ پہ لگائی تلوار
 دل صد چاک پہ آ رہے ہی چلا کرتے تین
 سڑ مہری بتائے میں ہا ہجر نصیب
 برق و سیلاب کے بڑھچاؤ جو بیتابی نیا
 اشک خورشاب بہانی ہیں جیسے میری نگین
 اک نہ اک غیرت خورشید سے ہوتا وصال
 ٹھوکرین لاش بھی کھاتی نہ پس مرگزی
 سڑا ہونے ہر اک اشک جھاگنے میں
 ترک الفت بھی ممکن ہے نہ ممکن ہو وصال

شبِ فرقت میں بھی آباد ہو پہلو اپنا
 کبھی ویران کبھی آباد ہو پہلو اپنا
 تم چڑھاؤ نہ مجھ کو دیکھو ابرو اپنا
 کوئی کنگھی سے جو سلجھاتا ہو گیسو اپنا
 گرم اک دن نہوا وصل پہلو اپنا
 پھیکد وں دل کو ابھی چہرے پہلو اپنا
 دریا قوت سے لہریز ہو چلو اپنا
 گرم رہتا ہو زمستان میں بھی پہلو اپنا
 سر نہ رکھتا کسی قدموں پہ اگر تو اپنا
 ہو گیا گوہر نایاب ہر آنسو اپنا
 نہ تو دلیر ہے نہ اوس شوخ پہ قابو اپنا

<p>مین اوٹھا پہلو دیویر تو دل میٹھ گیا سخت جانوں کر گل جیٹ کھڑوہ بولے زور پر واز سے اوڑتا میں نفس کو لیکر</p>	<p>نہو پر نہو اسیف یہ بد خواہی تیغ بے آب کہ کمزور ہی بازو اپنا شل نہو تا کہین صیاد جو بازو اپنا</p>
<p>غزل ۱۸ تعداد اشعار ۱۸</p>	<p>مرغ دل میرا گرفتار نہوے قاصر صورت دامن وہ پھیلا ہے گیسو اپنا</p>
<p>دل بے تاب پہ او سوقت ہو قابو اپنا کس طرح ہو دل بیتاب پہ قابو اپنا دشت میں یاد جو وہ گیسو میٹھیں چھوڑا صیاد نے مجبور سمجھ کر محکو آگ لگ جائیگی اس شعلہ کی طرح ہر زمان رکھ کر جو سویتا تھا شہ وصل کی گل</p>	<p>اونکے پہلو سے جو لپٹا رہے پہلو اپنا آج پہلو میں نہیں زینت پہلو اپنا نافہ خود لائی مرے واسطے آہو اپنا کام آیا یہی لٹا ہوا بازو اپنا قہر ڈھائیگا یہی ایک ہی آہو اپنا اب وہی سو نکھتا ہوں تکیہ پہلو اپنا</p>

گرم کیون ہونہ روان آنکھ سحر آنسو اپنا
 کھولنا تم نہ مری لاشہ گیسو اپنا
 کارگر حضرت موسیٰ پہ ہو جادو اپنا
 جامِ جم سے ہو سوا کاسہ زانو اپنا
 دل تو ہی دیدی مجھ کو سرِ دل پہ جو اپنا
 آئینہ پر تو عارض سے ہو پہلو اپنا
 جب ہنساتے ہیں نکال تاہو آنسو اپنا
 کبھی تھمتا ہی نہیں آنکھ سحر آنسو اپنا
 دامن یار پہ گرتا کوئی آنسو اپنا
 مین دکھاؤں کوئی چلتا ہوا جادو اپنا
 تم جھٹک دو جو نہا کر کبھی گیسو اپنا

سوختہ مثل کبابِ آتشِ وقت پہ زل
 دل کی او بھین سے خاک بچا نا محکو
 سا مژول میں اسی بات پہ کرتا تھا غو
 سر جھکاتے ہی نظر اگیں کیا شکلیں
 جستجو میں قدرِ جانان کی مین کھو آیا ہوں
 رخصتے میرے جو ملائی ہیں دہخ کو دم فکر
 اونکی شوخی کی نہیں اس سے سو کوئی لیل
 مثلِ نالی سو رکھتے ہیں مرے دیدہ تر
 نزع میں خشک ہوئی دیدہ گریبانِ افسوس
 آنکھیں پھر پھر کے یہ کیتی تھیں بیتِ سحر
 لطف ہوا برگر بار سے موتی بر سین

غزل ۱۵	ٹھوکرین کو وہ بیا بانکی نہ کیونکر کھاتے دل پر فاختہ رہا عشق میں قابو اپنا	تعداد اشعار ۲۱
<p>دل سے اولہ کے زلف میں آیا نہ جائیگا اگر تجھ سے جو شہین آیا نہ جائے گا جھونکے ہواؤں میں خزانے یہ کہتے ہیں کتنی ہر ناز کی کہ وہ مہندی لگائیں گی بس دو قدم حضور نے تکلیف کی بہت میرے گلے سے تیغ اوٹھا کر یہ کہتے ہیں مجھ زار کو گراؤ نہ آنکھوں سے اپنی تم یہ سوچ کر وہ مہندی لگاتے نہیں کبھی مانند شبہم آپ رولاؤ تو ہیں مجھے</p>	<p>اب سر سے اس پر لگا بھی سایہ نہ جائیگا دریا مثال چشم بہا یا نہ جائیگا بس اب چراغ لالہ جلایا نہ جائیگا رنگ حنا کا بار اوٹھایا نہ جائیگا میت کے ساتھ قبر تک آیا نہ جائیگا ہمسے کیا خون بہا یا نہ جائیگا پھر مثال شک بنکاوٹھایا نہ جائیگا دل بکیسوں کا ہے جلایا نہ جائیگا لیکن گلوں کی طرح ہنسا یا نہ جائیگا</p>	

مجھ کو دکھاؤ شعبہ سزا کھونکی رات بھر
 مجھ دل جل کر کی قبر پر تسکین کر لیے
 کچھ اودھ مجھ کو دار پر منصور کی طرح
 برباد کیا کر یگی ہوا خاکِ ناتوان
 اے عشق شیبِ مین تو مٹا دے دل کو تو
 مثلِ شمیم ہو گا مرے دل سے منتشر
 آہو نہیں سوزِ عشقِ دل بھونکا بسطح
 یہ دیکھنے کی آتشِ گل کی ہر گریان
 کیوں آپ دیتے ہیں مجھ کو چھٹے گلاب کے
 یہ نیچے کمرین لگاتے ہو کسلیے
 اوس شعلہ رو کی گرم مڑاچی کا ہر پتہ
 کیا جادو آج بھی یہ جگایا نہ جائیگا
 بادل سے ایک شک بہا یا نہ جائیگا
 مجھ سے بھی رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
 بیٹھا ہوا غبار اوٹھایا نہ جائیگا
 دن کو بھی کیا چراغ بجھایا نہ جائیگا
 اوس گل کا رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
 آندھی میں یون چراغ جلا یا نہ جائیگا
 اس سے تو آشیانہ جلا یا نہ جائیگا
 مجھ ناتوان سے ہوش میں آیا نہ جائیگا
 تم سے تو ایک ہاتھ لگایا نہ جائیگا
 وہ دل ہو کو نسا جو جلا یا نہ جائیگا

غزل	کنتا ہے رعبِ حُسنِ یہ اوس بد مزاج کا فاخر انھیں گلے لگایا نہ جائیگا	تقدیر ادا شمار
-----	--	----------------

سنہ پر تمھاری تیغ کے آیا نہ جائیگا اگر کسیکے ہاتھ بڑھایا نہ جائیگا لاشِ رقیب سوختہ جان بھنیکد گی قبر مشکل ہوا اتحاد میں کھلنے پناہ بت کچھ ڈرنہیں مجھے نگہ گرم یار سے مثلِ خمار ہو گا عیان چشمِ مست سے آہو نسے داغِ دل کو نہو گا ضرر کبھی اوس حور کی گلی میں نہیں دشنی کا ہم اکمد گی زلزلے سے دل مضطرب کا حال	غیر ونسے ایک ہاتھ بھی کھایا نہ جائیگا حرفِ طلبِ زبان پہ لایا نہ جائیگا یہ گرم لقمہ گور سے کھایا نہ جائیگا دل سے جگر کا راز چھپایا نہ جائیگا میرا دل فسرہ جلا یا نہ جائیگا کیفِ شرابِ ناب چھپایا نہ جائیگا مصر سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا جنت میں بھی چراغ جلا یا نہ جائیگا تربت سے میرا راز چھپایا نہ جائیگا
--	---

<p> ہو گا عیان رسد کی طرح عشق گل خان جس کا مکان ہے آپ بچائیگا وہ اسے ڈرو باہون بجز اشکِ ندرت میں تیا گلو ہم باز آئے آپ کے ایسے سنگار سے تم کیا ہمارے طائرِ دل کو کرو گوا صید ہوں عنایتِ گلشنِ فردوس کی بدست پیو نہ خاک گر کے نہ مین کیوں ہوں نا آں سچ ہر بدی مین کوئی کیسا نہیں شریک اوسِ نشتِ حو لاک مین مرفن مرنا </p>	<p> پر دوشے آنکھ کو بھی چھپایا نہ جائیگا دل سوزشِ درویشِ جلایا نہ جائیگا اب آتشِ سفر سے جلایا نہ جائیگا مندری لگا کے پاؤں میں آیانہ جائیگا اوڑتا ہوا نشانہ اوڑا یا نہ جائیگا بجلی سے آشیانہ جلایا نہ جائیگا نقشِ قدمِ زمینِ سحر اوٹھایا نہ جائیگا انسان کو ساتھ قبر میں سایہ نہ جائیگا برسون جہان چراغِ جلایا نہ جائیگا </p>
---	---

<p> غزل فاتحہ سے رازِ عشق چھپایا نہ جائے گا </p>	<p> الف کی بخودی مین رہی گا نہ دھیان کچھ تعداد اشعار ۳۳ </p>
--	--

کبھی نظر سے گرا کر ذلیل و خوار کیا	چڑھا کے سر پہ کبھی صاحبِ قار کیا
عجبت حضور نے مجھ کو گناہگار کیا	پلا کے ساغر سے بھی نہ چکنا کر کیا
تڑپ کے برقِ نِزال ورمقیر کیا	برس کے ابر نے آنکھوں کو شکنا کر کیا
خزان کی فصل کو بھی موسم بہار کیا	لہو سے پاؤں کے خاروں کو لالہ زار کیا
مجھی کو میری تمنائے شرمسار کیا	جواب سخت سزاؤں سے شکنا کر کیا
ہمارے زرِ گل کا طبق نثار کیا	چمن کی سیر کو آیا جو ایک شکریہ
تڑپ تڑپ کے مجھے بھی تو بتا کر کیا	اشارہ دل بیتاب کا ہر بجلی سے
کہ اونکی نیچی نگاہوں کی فگار کیا	نظر اوٹھا کہ جو وہ دیکھتے تو کیا ہوتا
کسینے یا دہین وقت انتظار کیا	دہن سے جان بھی نکلی جو ساٹھ بھکی کے
کبھی جو نالہ سوزان تہ نزار کیا	جلا کو تختہِ مدفن کو خاک کر ڈالا
کچھ اور آپ نے دل کو بقیرا کر کیا	دومِ اخیر عبادت بھی کی تو پھر کیا کی

<p> ہمارا رازِ دلی اسنے آشکار کیا ہر ایک جبر تر اسنے اختیار کیا کہ ایک تیر میں قلبِ جگر فگار کیا قسم یہ بھی نہ مرا تنے اعتبار کیا لگا لگا کے گلے خوب بیٹے پیار کیا دمِ اخیر مجھے یا رب سے دو چار کیا زبان سے شکرِ خدا کا دم فشار کیا تباہ بادِ صبا نے مرا غبار کیا کمان کمان نہ ترا اپنے انتظار کیا غضبِ چراغ نے ہنس کر سزا کیا رولار و لاکے مجھے تو نے اشکبار کیا </p>	<p> براہو آہ کار سوا کیا محبت میں ہمارے دل کو لیا چین کرنے کچھ بولے نہیں ہے تمسا کما نہ اردو سر کوئی دیانہ دل مجھ دم بھر کے واسطے اپنا شبِ فراق جو تصویرِ او کی تاتھ لگی یہ دوستی تری اور آسمانِ عداوت ہے فلک کے بعد بھی صابر ہر اک بلا میں تا برس کے ابر بہار سی بھی نہ روک لیا جمائینِ حشر ولی میں تا میں چشمِ براہ وہ آکے پیٹھے تھوڑے ہنسایا او وہ میرے جوشِ گریہ یہ مجھے کشتہ پہنایا </p>
---	---

<p> لیا نہ قول کوئی دل سے تیر تھیں میری صدرا کھڑے یہ آئی گیا جو دوڑا کے گامہ یہ تجھ سے ہر اے موت کیون تو آئی سوائی و صل پہ محفل میں گایا کیون تمام رات کھلے سر پہ رویا کرتی ہو انصیب نصف ملاقات بھی مجھ نہ ہوئی وہ لیکے طائر دل کو پہننے پہ الفتین </p>	<p> جو سمجھو تم تو بڑا ہم نے اعتبار کیا نیکو خیال نہ اتنے شہسوار کیا شب فراق بڑا تیرا انتظار کیا حضور چارمین مجھ کو ذلیل و خوار کیا یہ کسے شمع کو تربت پہ سو گوار کیا تری طرح ترے نامے کا انتظار کیا منہ کی بات ہو خود صید نہ شکار کیا </p>
<p> غزل بتوں سے لیکے جو واپس کیا نہ دل کو کبھی تو پھر کسی نے نہ فآخر کا اعتبار کیا </p>	<p> تعداد اشعار </p>
<p> روایف پائی موحده </p>	
<p> ماہ کی صورت جو ہوتا ولید بی اغ آفتاب </p>	<p> چرخ چارم پر نہوتا پھر دماغ آفتاب </p>

دست ساقی میں نظر آیا یاغ آفتاب	گھر میں مل گیا بمکو سراغ آفتاب
شب کو جو ہر دست ساقی میں یاغ آفتاب	دن کو ہو گا آسمان پر یہ چراغ آفتاب
سیری آہوں کے جو جھونکے آسمان تک گئے	شام فرقت گل کیا مینے چراغ آفتاب
کیون جلا کرتا ہے دنگو شب کو کیوں ہو گھر	داغ کیا ہوا اس ل سوزا کا داغ آفتاب
آسمان پر کب شفق بھولی ہر نگام غروب	رنگ بچر کیا خزان میں بھی یہ یاغ آفتاب
رات کا دن دن کی شب عالم بالا پہ کیا	دن کو جلتا شب کو بجھتا ہر چراغ آفتاب
تیرہ بجتی سو گھن میں نگ کالا ہو گیا	اب بجا ہر گھر میں اسکو میں تراغ آفتاب
اے فلک تیرا جہاں سے یہ نرالا ہر رواج	دن کو جلتا ہر ہر اک گھر میں چراغ آفتاب
دن کو رہتی ہر ترقی شب تنزل آ	داغ سوزاں یہ ہمارا کیا ہر داغ آفتاب
پختہ اسکی دھوپ ہے پڑو نہیں کچھ نہیں	سہجہ جا گریں کہوں گلشن کو یاغ آفتاب
سیکھہ ساقی یہ تیرا آسمان سے بڑھ گیا	روز و شب جلتا ہوا گھر میں چراغ آفتاب

گرم ہوتا ہے سحر کو روزِ باغِ آفتاب	تازہ لقمہ صبحِ دم کیونکر نہ مج کو ہو نصیب
رات کو بہنے لگا یا ہے سرِ باغِ آفتاب	زلزلتِ مین وہ عارضِ و شیطاںِ آہن
نور سے مملو نہ کیونکر ہو یاغِ آفتاب	یہ پیالہ بادۂ حُبِ علی کا ہے پیہ
گھر میں ساتی کے پھلا پھو کا یاغِ آفتاب	ہے مے گلگونِ احمد دائۂ انگور کی
اک مرادِ باغِ جلگاہ ہے چراغِ آفتاب	سارِ عالم میں انھیں دو نونگی چھپائی صنیا
آسمان چاروں ہن گویا چار باغِ آفتاب	اک گلِ خورشید کی بوسے رہتی ہیں یہ
گل ہو اسی ہونہیں سکتا چراغِ آفتاب	تین فالو سین فلک کی ہر حفاظت کیلے
پنبہ مینا نہ کیونکر ہو و باغِ آفتاب	شیشہ گردون بھگا بادۂ نور و زک

غزل ۵۶	داغِ سوزانِ مین نہ کیوں فاختہ اثر ہو نہ ہر کا بہرہ بیگانہ کرتا ہے سرِ باغِ آفتاب	تعداد اشعار ۱۵
	روایت تائے فوقانی	

وہ بولے بہر وصل نگر گفتگو بہت	اترا گیا ہر منہ کے لگانے پہ تو بہت
گلزار و دشت و کوہ مین کی جستجو بہت	ترسانہ ابتو دید سے اسی ناہر و بہت
آپ گھر کی حرص کرا کر خدا پرست	ہے آبرو کے واسطے آپ وضو بہت
باتیں بھی اوسکی اور لگانے سو کم نہیں	قدرت خدا کی ہر وہ صنم خوش گلو بہت
اس موت ایک دم ٹھہر کر کوہ و شمع	ہنگام نزع وید کی ہے آرزو بہت
سیراب کر دو بہر خدا جلد قاتلو	پیا سنا آپ تیغ کا سو کھا گلو بہت
یہی تجھے ہے جان تو لیلے فرماں	کیون در و قلب آج ستا تا ہر تو بہت
بوسے کی قبل و قال پہ بولا وہ تہذو	اب کیجیے نہ آپ ذرا گفتگو بہت
اگر دے میری طوق یہاں عشق دور کر	قمری کی طرح اب نہ پھرا کو بکو بہت

غزل ۱۰	اوس بد مزاج سے کہیں فخر بگڑ نہ جائے	تعداد اشعار ۹
	تکرار دیکھو خوب نہیں دو بد و بہت	

ایر آسمان یونانی این سیر عدد و بہت	پر روز و شب ہر درپے آزاد تو بہت
کیا وصل کی کروں ہو ہر آرزو بہت	ہر خو و بد مزاج ہے وہ تنہا تو بہت
دور و فراق کی نہیں تجھ سے سوا دوا	ایر موت تیرے آئین کی ہے آرزو بہت
دل سے زیادہ وہ رگ گردن ہے تیرا	مینے کی دور دور غربت جیتو بہت
وہ دلربا تو خیر سے یادش بخیر ہے	تڑپا رہی ہر گج کیوں ہی برق تو بہت
کیونکر نہ جاسے زکر کے یہ مثنوی جان	اہل و ول کے دوست ہیں کم اور عدد بہت
اک بات ہی میں ہو گیا مطلب و امرا	مجھ سے کبھی نہ اونسے ہوئی گفتگو بہت
نکلی ہوئی زبان ہر دہک سیام کی	ہر تیغ ترک نشہ خون گلو بہت

غزل	کیونکر فراق دوست میں بیرون نہ اپنی جان	تعداد اشعار
	فاخر وصال کی ہر مجھے آرزو بہت	
	روایت ثنائے مثلث	

دھرو نہ مفت کوا حسان کا سر پہ بار عبث
 لحد پہ میری نہ آیا وہ شہسوار عبث
 پھری گلے پہ نہ تیغ ادا یا رعبث
 ہسا ہوا ہون میں خود آپ آسمان کا
 کلیجہ تھام لیا باغبان کے امی گلچین
 وہ جانتے ہیں دلا یہ بہانہ کرتا ہے
 کیسے یہ ہو میں اور نہ ہوں گزشتہ ملک
 فراق میں گل رنگین میں خوار آنکھوں میں
 کبھی نہ آئی گا وہ بی وفا عیادت کو
 نہ پہونچی خاک ذرا بھی کیسے دہن تک
 پھنسے وہ آپ ہی آخر کو دام الفتن

دم اخیر عیادت کو آئے یا رعبث
 تباہ باد صبا کیا غبار عبث
 خدنگ نازنے دل کو کیا نگر عبث
 دوبارہ دیتی ہو تو امی زمین فشا رعبث
 گلوں کو ہاتھ سے تو نے دیا فشا رعبث
 ہوا ہے در و جگر میں تجھے قرار عبث
 بتوں کے عشق میں ادل ہو بقدر عبث
 دکھا رہی تماشا مجھے بہار عبث
 دم اخیر ہے آنکھوں کو انتظار عبث
 مرا ہوانے پریشان کیا غبار عبث
 ہمارے طائرِ دل کا کیا شکار عبث

نشان بھی ظلم فک سے مٹے گا ورنہ کسی کا دل نہ تنگوں کے ساتھ جل جائے وہ آتے جاتے اوٹھاتے ہیں نچوڑ کا	بنایا آپ نے مظلوم کا مزار عبث جلایا کس نے چرخِ سر مزار عبث بنایا کو چہ دلدار میں مزار عبث
غزل	لگائی تھمتِ دزدی دلِ حسینوں نے مٹا جہان میں فخر کا اعتبار عبث
ردیفِ حیم	
ہوں کیون نہ بحرِ طبع کی نہ زبانِ معجز جز شور آئے خاک سمجھ میں بیانِ معجز دریا کی طرح جوشِ طبیعتِ کاشیب میں گریبانِ جو ہم سے دشت میں یاروانِ معجز ہنگامِ جوشِ فکر کے کیا زبانِ مری	میری زبان ہر شستہ و رفتہ زبانِ معجز باہر نکل پڑی ہر دہنِ زبانِ معجز ہیں جھریاں پڑی ہوئی تن پر زبانِ معجز ہوں نقشِ پا جنابِ توجا دی زبانِ معجز لیتی نہیں قرار ہوا میں زبانِ معجز

<p>ایکنا اضطراب میں آج امتحان موج دل بے قرار ہو گیا میرا بسان موج ہوا اور بھی سوال پ دریا نغان موج رکھتی اگر کلام کی طاقت زبان موج گر چاہے وہ جہان بچے خود مکان موج گرداب کے دہن کچے لیے ہوزبان موج نابود میری طبع ہو یا رب نشان موج جیسے ہوا کے پیچھے رواں کاروان موج ماہی کے طعم سے نہیں واقف زبان موج</p>	<p>ایک بحر کم رہے نہ دل بے قرار سے ساحل پر یاد وہ ہم خوبی جو آگیا بہ بہ کے اشک شور جو دریا میں آگیا کس دیتی حال صاف مرا اضطراب کا ہونا المون کچ بھی دل مظلوم میں جگہ ہو چشم نم کے واسطے مرگان ترضو سو جو نسے پھوٹ پھوٹ کتنا ہی حجاب لہر و نہ لہر میں ڈھکتی ہیں یون بحر عشق کی ثابت ہوا اضطراب میں کیا لطف و لطف</p>
--	---

<p>غزل دریا رواں ہے بند ہے قاتر زبان موج</p>	<p>جاری ہیں اشک شیشہ دل کی صدا نہیں تعداد اشعار ۲۲</p>
---	---

دل ہے شکستہ خاطر ناشاد کی طرح	باتون میں میری درد ہو فریاد کی طرح
باغ جہان میں کب ہو نین آزا کی طرح	تھامے زمین پاؤں پر شمشاد کی طرح
چمکون اگر میں بلبیل ناشاد کی طرح	پھر شور زمر سے بھی ہو فریاد کی طرح
میتا نہیں میں کیسے کیا کی طرح	جھکتا نہیں ہوں خنجر فولاد کی طرح
اونکو ہے فکر صید جو صیاد کی طرح	نالہ میں دل کے بلبیل ناشاد کی طرح
گر حال درد دل میں لکھوں فس کی طرح	پیدا صریر کلاک ہو فریاد کی طرح
باغ جہان میں قید ہوں مثل شیم گل	میں زار بھی اسیر ہوں آزاد کی طرح
اوٹھا بگولہ کوئی جو گلشن کی خاک کا	کھینچا آسمان پہ شمشاد کی طرح
مثل خرم جو شیخ اذان دیر میں بھی دے	ناقوس کا بھی شور ہو فریاد کی طرح
گردن پہ ہاتھ بھی ہو روان ساتھ کچ	بیدار مجھ پہ کچھے بیدار کی طرح
کستہ ہیں وہ جواب میں کتنا نہیں جو میں	تیری زبان دراز ہو آزاد کی طرح

تنگ آکے میرے شور و فغان سے یہ بولادہ
 گلزارِ داغِ دل بھی آرم نہیں کج کم
 برقِ جمالِ یار کی تصویر کھینچ لون
 ہر آہ میں نکلتے ہیں تیرے سرے سرے
 دشتِ جنون میں خار بھی سپا کہو گزین
 بلبیل وہ ہوں کہ دوست بھی ملے عروا
 آوارہ دشت وہ ہوں کہ خار و لکاؤں میں
 اے سرو قد تھاری یہی یہ ضرور ہے
 اقلیمِ عشق میں کوئی عاشق نہیں رہا
 ارمان میرے قلب شکستہ میں کیا ملے
 سختی غم کو تیشہ غم سے کرو لگاٹے

فریاد آپ کیجیے فریاد کی طرح
 پہنان نہ کیوں ہو گلشنِ شدا کی طرح
 کب سست ہوں میں مانی و بہار کی طرح
 آتش بھری ہر کورہِ حداد کی طرح
 خون پی لیا ہے ~~سیرِ فضا~~ کی طرح
 دشمن ہے باغیان بھی سیار کی طرح
 سخت آبلہ ہیں بغیہ فولا کی طرح
 اکڑ و جوانِ باغ سے شمشاد کی طرح
 ویران شہر ہے عدم آباد کی طرح
 خود بے نشان ہے مرقارِ برباد کی طرح
 کالٹ لگا کوہِ پیرینِ سرنا کی طرح

شوخی نقش پاکو وہ کہترہین دیکھ کر	ہین پاؤن میرے خامہ ہزار کی طرح
عزل ۲۹	فاخرہ سب ہے آپ کی تعلیم کا اثر شاگرد بھی جو ہو گئے اوستاد کی طرح
کب خار غم ہے نشتر فضا کی طرح اونکے گدگدانا بھی بیدار کی طرح غربت پہ میری دید نہ بخیر رو دیے وہ کیوں نہ میرے بلبل کو کرین اسیر سر چھوڑون جا کر سنگ ریا پر اگر گو خاک ہو گیا ہوں یہ ہوں قاتل قریب پھولا پھلا بہار و خزان میں یہ کبھی شالو نہ کیسو و نکو نہ بکھریے حضور	بر مار ہا ہے قلب کو خزاں کی طرح فاخر صد آخندہ ہو فریاد کی طرح آہن ہے سخت کبل صدا کی طرح ہے شوق ضیہ خاطر صیاد کی طرح ہو جوی خون روان سر فرما دی طرح کشتہ کرد لگا کشتہ فولاد کی طرح کیا نخل آرزو بھی ہے شمشاد کی طرح رکھے نہ دام دو شہ صیاد کی طرح

<p>مین پانگل ہوں باغین شمشاد کی طرح ہو سنا سنا نہ سہت کا شاد کی طرح عیسے بھی میرے حق میں کجا ہلا کی طرح ایراد کرتا ہے تو کرا ایراد کی طرح ابرو پہل ہے خنجر فو لااد کی طرح ظالم ہے کون اس ستم ایجا کی طرح خالقی یہ فن ہر حسن خدا کی طرح ہے رنگ لالہ شعلہ فریاد کی طرح زند ان غم سے دور ہیں زاد کی طرح پھیلایے نہ دام کو صیاد کی طرح بر باد کر فلک نھین بر باد کی طرح</p>	<p>ٹالے سے باغبان کھٹکتا ہوں کب بھلا ڈرتا ہوں باغ کو چہ جانا کی سیر سے آٹے ہین کو سننے لب جان بخش یار پر بے سمجھے بوجھے غیر یہ کیوں متعرض ہو تو تیوری چڑھا ئین وہ تو تکیو کرا کٹن کرتا ہے ظلم و جور وہ مجھ پر نئے نئے شاگرد وہ کسی کا نہیں مکر و کید میں لبیل کی آہ گرم سے چمکین نہ غنچ کیوں سور عیش و وصل میں تہہ ہین روڑو بکھرا ئے نہ گیسو و نکو بہر مرغ دل رقہ کا مہ مٹوئی نشان تک ہر نہ کچھ</p>
---	---

روشن ہر سینہ کو رہِ خدا کی طرح	دماغِ دل جگر سے شرارے بلند ہیں
ہے بنگ رنگ شورش فریاد کی طرح	نالہ کنان غیب جو اک قافلہ میں ہے
دے گا وہ آبِ ودانہ بھی صیاد کی طرح	اگر ہر صغیر و مول جو لگا ہمیں کوئی
کرنا نفس میں بند نہ صیاد کی طرح	پالو جو پالتے ہو درامسغِ دل مگر
شور شکستِ غنچہ ہے فریاد کی طرح	فصلِ بہار جاگو ہر آمدِ خزان
وہ کی ہے آگ کو رہِ خدا کی طرح	سینے میں شعلے سوئی نفس سے تیز ہیں
خلقتِ ازل سے دل کی ہر شمشاد کی طرح	کیون ابتر اسے یاد نہ اوس ہر وقت کا
چلتی ہر سالس خنجرِ بیدار کی طرح	کیونکر کٹے نہ آمد و رفتِ نفس سے حلق
آوازِ ہچکیو کی ہے فریاد کی طرح	ہے وقتِ احتضار نکلتی ہر تن سے صبح

غزل
فانِ زلِ شکستہ سے چھکو یہ خوف ہے
ہو منہم نہ حسانہ ہر باد کی طرح
اللہ او اشعار

روایت خاکے مجسم

<p>ہر ایک تری بات ہر ماہ لقا شوق اٹھکھیلیاں کرتی ہوں آتی ہر چین زلفین جو بنائیں گہڑ جاتی ہیں اونکی اٹھلائی ہوں کیوں یہ چلی میر گلے پر شوخی سو کسی رخسہ پر شیان کیے گیسو کیا وحشیوں نے نکھیں بچھائی ہیں زمین کیا ہر کسی محل میں کوئی غیرت لیلے خطا کہن خجک کہیں سبکی ہے عباد بے جان لیے آکے پٹ جاتی ہر ہر بار باتوں میں سار و نہیں ہر دیتو ہیں سہل</p>	<p>انداز واداد لہری و شرم و نیا شوخ اوس شوخ کے مانند ہر کیا باوصا شوخ بچ ہو کے وہ کہتے ہیں کہ کیا ہر یہ پو شوخ نازک وہ کلائی ہو تو ہر تیغ جھا شوخ مانند صبا کی ہر مری آہ رسا شوخ ہیں دیدہ آہو سے نشہ ان کہنا پاشوخ اس قافلہ میں آج ہر کیا بنگار شوخ تحریر بھی اوس طبع مانند ہر کیا شوخ معشوق کے مانند ہر کیا میری قضا شوخ ہے رنگ طبیعت کی طرح تیغ ادا شوخ</p>
--	--

اون نیچی نگا ہون کیے قلاب جگر خون	کس طرح کوہین ناوک نذر واداشوخ
گل کرتی ہو جاتی ہوئی شمع کو جگر کی	چالاک ہے کیا قمر کی کتنی ہو اشوخ
سر کاٹ کر تم شوق سے ہاتھوں میں ملو خون	اس رنگ کے آگے ہر کمان رنگ خاشوخ
ظاہر میں کچھ اور تو باطن میں کچھ اور	ہے طبع دورنگی میں تر ہی مثل خاشوخ

غزل ۱۱	بالونین ہنسی کی جو چھپا دیتا ہوں اون کو اور ونسے یہ کہتے ہیں کہ فاختہ بھی ہو کیا شوخ	تعداد اشعار ۱۵
--------	---	----------------

روایف وال مہملہ	
-----------------	--

ستم و جور سے ہے نام و نشان صیاد	عند لیون سے ہو آباد و وکان صیاد
خاک بجلی سے ہو جل جگہ مکان صیاد	یا الہی نہ رہے نام و نشان صیاد
جان گویا ہر مری روح روان صیاد	مین نہ ہوں گر تو نہ ہو جسم میں جان صیاد
بیل سبز بھی جلا یا ہر شہن کوثر سے	بھونکے آتشیں آہو نشو مکان صیاد

<p> مین وہ ہوں بلبل شیدا جو ہر جان صیاد بد ہی رہتا ہر صدرِ محبہ گمان صیاد آشنای سے میری ہر زبان صیاد داستانِ میری رہو رو زبانِ صیاد میرے ہی دم سے ہے آباد مکانِ صیاد ساتھ ہونا کہ بلبل کے فغانِ صیاد مثلِ وراق پریشان ہر بیانِ صیاد آج کل باغِ مین بتا ہر مکانِ صیاد قطع کر دے کوئی قینچی ہر زبانِ صیاد منہ سے باہر نکال لی ہے زبانِ صیاد </p>	<p> فرجِ مجبور جو کہے خود اچالے اوسکی کھولتا ہی نہیں کھڑکی کو قفس کی یہ کبھی نام میرا ہی یہ دنرات چپا کرتا ہے ہوں وہ بلبل کہ مری موت فساد ہو جا ہم صفیرون کا صد آمری ہتا ہر جوم جب مین جانوں کہ ہر پاکی محبت ہوتی دفترانِ غم بلبل کو ہم کیا یہ کرے آشیانہ کہو اب یانچ لگاؤ بلبل جب نہ تب دیکھو اسیر و نہ خفا ہوتا عند لیون کے ابو کا یہ غضب کیا سا ہر </p>
---	---

غزل ۱۶ اب ٹھکانا ہر کمانِ باغِ مین اپنا فاختہ تعدادِ اشعار

باغبان بھی مراد شمن ہے بسان ضیاد

رویت ذال معجم

<p>قاصدا آیا بھی تو رستے میں گرا کر کاغذ رکھوں آنکھوں پہ کبھی اور کبھی سر پر کاغذ پڑھ کر رکھ رکھ کر یہ مینے تیر بستر کاغذ نامہ بر لیکے چلا ہاتھ میں خنجر کاغذ لیکے ستار میں جاتا ہر کبوتر کاغذ پرزے پرزے کیا اوس شوخ نے پڑھ کر کاغذ زرفشان ہو گیا اشکو نشہ مقرر کاغذ نامہ بر لیکے نہ جا نہ کبوتر کاغذ بھیجے جاتا ہوں بعد شوق مکر کاغذ</p>	<p>ہاتھ آیا نہ مرے واہ مقدر کاغذ نامہ کا میرے جو بھیج مراد لبر کاغذ مشغلہ ہو گا انھیں سے شب تنہائی میں خود گلا کا ٹکڑا میری لکھا اوسنے خط جو اک غیرت بلقیس کو لکھا مینے نامہ بر کو دیا کیا خوب مر خط کا جواب غم میں دس سیم بد کہ جو ہوا میں گریان اوڑکے جائیگا خطا ہونکی ہوا میں تک نامہ بر ایک کے بعد ایک روان کرتا ہوں</p>
---	--

<p> جوٹاوس عارض نوز کی جوڑھنیں بڑی ہوں وہ گناہ کہ ملتا نہیں قاصد کو پتا خیر قاصد کی ہو یہ خواب برادیکھا ہے پھر خواب خط اغیار کا دینا کیسا لب لگا کر جو لافانہ کو کیا بند اوڑھنے </p>	<p> ہو گیا ہاتھ میں آئینہ سکندر کا غنہ لیے پھرتا ہوں مرے نام کا دور کا غنہ خونین ڈوبا ہوا لانا ہے کہوتر کا غنہ دیکھتے ہی نہیں وہ آنکھ اٹھا کر کا غنہ بس کے آ یا صفت برگ گل تر کا غنہ </p>
--	---

<p> غزل ۶۶ آپ ہی ہو گیا حق میں مگر مہر کا غنہ </p>	<p> در تک و سکے میں گیا خاک کے پتے سے قاتر تعداد اشعار ۲ </p>
---	--

<p> رویف راے مملہ </p>	
------------------------	--

<p> پاکین وہ جگر و قلب کی راہیں کیونکر وہ تو غیروں پر مرین ہم اونچیں چاہیں کیونکر تیر بن بنکر لڑیں و سے لگا ہوں کیونکر </p>	<p> گر لگائیں تیر سی وہ تیز لگا ہوں کیونکر اک اکیلے ہیں الفت کو بنا ہوں کیونکر یار کی پیش نظر کھینچوں میں آہیں کیونکر </p>
---	--

<p> بند ہو جائیں گی تاثیر کی راہیں کیونکر ہاتھ سے تمام کے مجھوئے یہ لیلیٰ نے کہا اُف ملک منہ سوز نکلتی نہیں بیارون کے گر گئیں یہ جگر دل میں سنا تو نکی طرح دل بھٹکتا ہوا پھرتا ہو مراد سے سنکے الفت کو مری ہنسکی یہ فرماہیں اختیاری یہ محبت نہیں تے و ا شد دل سنبھا لو نہ اگر نام بدل دوں اپنا سانس کے ساتھ ہوا بنکے یہ جائیگی ضرور راہبر کو بی نہیں پہلے پہل جاتا ہوں ہمسے عاشق تو ہزاروں ہیں کیلہ دم میں </p>	<p> دل دکھائیں کی غریبوں کی نہ آہیں کیونکر پروا محمل کا اور اُڑاتی ہیں کیاہیں کیونکر شدت درد جگر میں یہ کراہیں کیونکر ہو گئیں چار مرے اونکے لگاہیں کیونکر کوچہ زلفت کی معلوم ہوں آہیں کیونکر سہیں چاہیں نہ اونچیں جب تو وہ چاہیں جان ہی جا رہی ہماری تو نہ چاہیں کیونکر دیکھوں کرتی نہیں تاثیر آہیں کیونکر دل میں ادسکی نہ رسائی کریں ہیں کیونکر واوی عشق کی بلجائیگی راہیں کیونکر کس سے کس سے وہ محبت کو بناہیں کیونکر </p>
---	--

<p>دل سے آئینگی لبون تک سر آہن کیونکر پھرین دیکھون کہ ٹپتی ہیں نگاہن کیونکر میٹھی میٹھی نہ مزادین وہ نگاہن کیونکر آہن کیونکر کرین بیمار کراہن کیونکر نہیں معلوم پھرین ونکی نگاہن کیونکر دیکھیے اوٹھتی ہیں نہی وہ نگاہن کیونکر</p>	<p>نا تو انی سو تو آئی نہیں تبا گوش صدا چار آنکھیں ہوں تو سیدھی سے تقدیر میری شربت دید سے بیمار میں جان آتی ہے صفت تو سانس بھی لین نہیں تیا او کو مجھ سے برگشتہ مقدر کو بھی کھٹکا ہے ہی آفت آتی ہے کہ فتنہ کوئی ہوتا ہے بپا</p>
--	--

<p>جان دینے کو یہ موجود ہے وہ ڈرتے ہیں مثل فاخر کے رقیب کو وہ چاہن کیونکر</p>	<p>غزل ۶۷ تعداد اشعار ۳۳</p>
--	---

<p>ادب سے نامہ ملقیں لیچلا سر پر غبار خط ہے یہ کب وس رخ منور پر ہے تاج صورت ہر ہر سر کیوتر پر پڑی ہیں جھایاں آئینہ سکندر پر بھوون کی یاد میں آئے چلا کیسر پر تڑپ تڑپ کے کٹی رات ساری بستر پر</p>

فلک سے سنگ گرے بازو کی کوتر پر	روان کیا ہو خطِ شوق و دوشِ مصر پر
بندھا ہو اوس شہرِ خوبان کا نامہ بازو میں	گمانِ بالِ ہما ہے پر کیو تر پر
لبون پہ اون کی کب لڑہیں ل ہزاروں کے	ہجومِ تشنہ لبوں کا ہو نہر کوثر پر
جبیں سے اپنے یہ کسے چٹرائی ہو نشان	پڑے ہو ہیں ستارے لحد کی چادر پر
لکھت اہل صفا بھی پسند کرتے ہیں	اتو ہے لہر کا آبِ رواں کی چادر پر
لہو مرا ہو نہ خونِ رقیب میں شامل	وہ تیز کرتے ہیں تیغِ دودم کو پتھر پر
کریم و امنِ رحمت تو چھپا لینا	نہ فاش پردہ عصیان ہوا اہلِ شہر پر
اثر دکھائے فرا بھی جو بقیہ اری دل	کلیجہ تھامی ہو آئینِ خود مرے گھر پر
غرض نہیں مجھ مشاطہ کی خوشامد سے	ہے وصلِ یار فقط منحصرِ صفتِ در پر
شبِ فراق میں بچر کی کون صورت	پہاڑ ٹوٹ پڑا غم کا جانِ مضطر پر
شکستہ ہو گئے گلہا زخمِ اشکو سے	گمانِ ابر بہاران ہو دیدہ تہ پر

حسرت کسین جهان کا نظار کرنا
 زمین کو زلزلہ آیا جو بقرار ہوا
 مریض ہجر کی کوئی خبر نہیں لیتا
 تصور لب جانا نہیں چشم پر ہم ہے
 جو دیکھا دور سے سمجھے وہ میر نامہ کو
 زمین میں آج کپڑا نہیں بغیر فرش کو وہ
 جو نامہ اوس شہ خوبان کا لیکے آیا ہے
 یہ کون میکیش رنگین مزاج آئے گا
 عوض جواب کے پرزوی اور کا نامہ کے
 اسید شیشہ و خم کیون ہو بادہ خوار و
 تڑپ تڑپ کے دل بقرار نے میرے

یہ رشک ہوتا ہی آئینہ سکند ر پر
 اوٹھا لیامرے نالوں کے آسمان سر پر
 تڑپ رہا ہوں اکیلا پڑا میں بستر پر
 کھڑی ہے حور یسے جام حوض کوثر پر
 دبا ہوتا ہی متقار میں کبوتر پر
 سدا جو زیت میں تھوکتھے نرم بستر پر
 کئی ہے سایہ ہمال کا کبوتر پر
 کیا بہار نے مینا گلوں کے ساغر پر
 پھر آئی اولٹی چھری گردن کبوتر پر
 پھر الی آنکھ ہر ساقی نے ایک ساغر پر
 گرائی حنہ سے بجلی لحد کے پتھر پر

مرض کو عشق کے گرد ملا لے کھویا	گمان خاک شفا ہر دل مکد رہا
چٹک چٹک کے جو ٹکڑے لہر کے اوڑھائیں	اثر یہ سوزش دل نو کیا ہر تپہ سہا
شب وصال گریو تھو جو اونچی فشانکے	وہی ستارہ چمکتے ہیں سیر بستر پہ
یہ جا بجا نہیں خونِ بابِ شک کی چھٹیں	بچھے ہیں گل گل قالین کی طرح بستر پہ

غزل ۶	نویز سلطنت وصل یار لایا ہے	تعداد اشعار ۳۹
	گمان ہما کا ہے فخر مجھے کبوتر پہ	

اثر محبت زرنے کیا ہے تپہ سہا	پڑا داغ درم بھی دل تو گرہا
خط اضطراب میں لکھا ہر مینے بستر پہ	شکن یہ فرس پہ پایا میں خطوط مستر پہ
نظر کے پڑتے ہی ظاہر ہو عشق دلبر پہ	لکھا ہے خولے نامہ پر کبوتر پہ
خطر قریب دھڑے جو کیے جاو ان	گراؤن آہ کی بجلی سر کبوتر پہ
ہمارے خط کے تصور میں وکال فکری	لکھتے ہو انی پر کبوتر پہ

<p>سنون ہی خاک کی تھی وہاں بہت مین مین یہ اک حسین کا دل سخت مین تصور ہے جواب خط مین سبب کیا جو اتنی دیر ہوئی ہمارے خون سے سیراب کر اسو قاتل پلٹ کر کوچہ جانان سے پھر نہیں آیا خبر یہ قیس کی لیلیٰ کو دی بگولوں نے تمام رات تڑپنے کو یاد مرثوگان مین مقصودِ دردِ دزدان مین چشم حیران ہے اسی سے پوچھ لے فسادِ حالِ حشر کو کیا سبیل جو قاتل نے فی سبیلِ سر سمجھ کے خاک کا تو وہ اسی پہ مشق کرو</p>	<p>غبار بار گر ان یوں ہے جسم لاغز پر جڑی ہے یار کی تصویر مینے پتھر پر روانہ اور کبوتر کرون کبوتر پر پڑھیں پیاس کا ٹھونڈا بنِ خنجر پر کوئی بجوگ پڑا راہ مین کبوتر پر اوڑا رہا ہے بیابان کی خاک ہر سر پر بچھایا خار کا بستر ہے اپنے بستر پر صدف کی ناو ہے ستادہ آبِ گوہر پر کہ داستانِ جنون ہر زبانِ شتر پر گرے مین دوڑ کے پیاسی بھی آبِ خنجر پر لگاؤ ناوکِ مرثوگانِ دلِ مکر رہر</p>
---	--

ہے شہ کے در و جگر کا اثر صبح تک
 ہمارے مانع جگر سوز پر نہیں بچا تا
 گلی بنا کے روانہ کیا ہوا اس گلیاں
 اسی سے غم جینوں کو ہر بلور مجھے
 یہ آبرو اسو فیضانِ چشم نے بخشی
 اس سے ادس شہ خوبان کو جوش الفتن
 رہ نہوگا کبھی بکسیوں کی آنکھوں میں
 ہو عشق بت دل سنگین برہمن کو تو ہو
 دم وصال جو لٹوٹا تھا اس گلزار
 یوہن روانہ کیا سوئی یا راجدی میں
 زمین کو چہ جانان فلک سے لڑتی ہے

شکن جبین پر چرخین پڑی ہیں بستر پر
 پڑا ہے لکڑا بر آفتاب محشر پر
 دبے ہیں خون کے چھینٹے پر کبوتر پر
 اوٹھا کر آئینہ بھیکوں رخ سکندر پر
 ہمارے اشک کا پانی پھر گواہ رہا
 لکھا ہے مطلبِ شہ کبوتر پر
 دعا قح لکھی ہر معانِ کساغر پر
 صر زہین ہے کہ تھر گرا ہوا پتھر پر
 وہی مین پھول بچاتا ہوں روز بستر پر
 فقط وصال ہے لکھ کر پر کبوتر پر
 نگاہ پڑتی ہر ذرو کی چشم اختر پر

<p> لکھا جو خواب میں نامہ خیال قاصد سے بسر شراب میں ہوتی ہر بادہ خوار و کی ہوا بھی اب نہیں جا روپ کش جو برکت جہان میں رخت سفر بھی نار یوں کو لیے دیا ہر رنگ مگر خون زعفرانی سے کسی کے کام نہت پس فنا آئی بھرون یہ بال پر تھو قلب بھی ڈالی ہمارا خط جو گیا کیسے فوج کر ڈالا رسائی شام و سحر کیا ہو تیرہ جنتوں کی کرین شہاب میں کشتہ نیکون ابرو سے ہو اسے بال جو بھکرے ٹکڑیاں شانہ </p>	<p> روان کیا وہ ہوا پر کبوتر پر جہاز عمر روانہ ہے آتش تر پر بچھی ہے گرد کی چادر لحد کی چادر پر کٹا ہوا آتش ہے شمع کے سر پر چھڑانا سونیکا پانی بھی آبِ خنجر پر اک آئینہ بھی نہیں قدرِ سکندر پر اک در کاٹھی پہ کاٹھی چڑھانی خنجر پر غضب کیا یہ ستم بیزبان کبوتر پر کہ مہر و ماہ کا پہرا ہر یار کے در پر ہے دوہری بازو جو انشلی و کی خنجر پر بہت وہ زنجیریں جو قابو نہیں ہر مصر پر </p>
---	--

تحداد اشعار	<p>غمر مریض محبت کی کیا کہوں فاحشر</p> <p>مثال تنکیہ کے سجس پڑا ہے بستر پر</p>	غزل ۶
<p>غم فراں رہا دل میں آرزو ہو کر دلوں کا راز کھلے گا گلوں کی بو ہو کر چلا ہوں دھڑکے سرگرم جستجو ہو کر جہان سے اوٹھ گئے جاتناز سرخرو ہو کر رہا میں باغ میں شب بھر گلوں کی بو ہو کر رہا ہے قلب میں پرکان گلوں کی بو ہو کر شکم بھرے گانہ دس جام سب ہو کر ہلاک دوسرے ہو گیا عدو ہو کر اثر صدا میں نہ پیدا ہو خوش گلوں ہو کر</p>	<p>بہانہ آفسو و مین چشم سے لہو ہو کر نسیم آہ رقیبان سے منتشر ہو گا عدم میں اونکی کمر کا نشان ملنے لے خوشی سے کھاتی ہیں تلوار میں چاقو کی ہوائے صبح کو مجھ زار کو تباہ کیا وہ ہفت جو کشش کی دل پر امان لے حریص بادہ یہ پیخان سوکتے ہیں وہ آئی دلی طرح اور گئے قضا کی طرح غنا سر دل نہ ہمارا ہو اہری نہ بچین</p>	

<p>زیادہ اور بھی بگڑے وہ گفتگو ہو کر گئے جو آہ کر جھونکر کنارے ہو کر چھری گلے پہ سر پہر و عدد ہو کر کلفت چھینٹ نہیں رہے ماسر و ہو کر صبا جو باغ میں کناری ہو کر لہو نہ دلین صرف آرزو ہو کر قباح جسم کی زیت بڑھی اُلو ہو کر</p>	<p>خیال تھا مجھ باتو نہیں میں سناؤں گا جہاز آگئے طوفانیں کشتیاں و بین اٹھاؤ ہاتھ تم اب وستی و الفت سے وہی حسین ہر حسین نہ عیب ہو کوئی شگفتہ صورت گل باغ باز کا قلب ہوا یہ میزبان بھی کوئی دم کا آپ ہر مہمان پسند کیوں نہ گدا کو ہوتی نقشِ حصر</p>
<p>غزل تعداد اشعار</p>	<p>غم و ملال ہوئے تھے جو ہجر کی شب میں رہے ہیں وہ دل فاخر میں آرزو ہو کر</p>
<p>میں کو یار میں پہنچا ہوں کو بکو ہو کر زبان بند کہیں ہو نہ رو برو ہو کر</p>	<p>رہا تباہ مینوں گلوں کی بو ہو کر ہوس گلہ کی مجھ تو ہو دو برو ہو کر</p>

کمر و حلال نہ مندی لگا کر مانتھوئے
 نکلتے یہ تو مریجان بھی نکل جاتی
 قفس میں بیچ بچھیا و کاین شکر گزار
 جو دل میں کچھ نشاط و سرور پیش کی بھی
 رولار لگا کیا تیر غم نے یوں افکار
 اجل نے وہ سلیم ناسخ مجھ کو چھوڑ دیا
 ہماری روح کو اکرات ہو گا نصب
 تنک مزاج بد خو سو خوف ہے مجھ کو
 ترقی خط عارض ہے اونکی آنکھوں سے
 ہماری حق میں ہوئی نہ ہر ماہ و شان
 شب فراق میں لگی مراد بر آئی
 خنایہ زنگ لائے کہین لہو ہو کر
 کہ دل میں حسرت و ارمان کچھ لہو ہو کر
 نگاہ لطف و عنایت کرے عدو ہو کر
 رہے وہ حسرت و حرمان آرزو ہو کر
 بہا ہو آنکھ سے اشکو بنیں لہو ہو کر
 یہ کام وہ سب کر چکر کیا عدو ہو کر
 سہیلی او سکا گل و گوشین ہو ہو کر
 ملا لال و رسوا ہونہ گفتگو ہو کر
 تنویر سبز نہ کیوں کنارہ جو ہو کر
 دوبارہ زخم جگر بھٹ گئے رفو ہو کر
 اگر یہ دم ہی نکلا آرزو ہو کر

کٹا ہے تارِ نفس بھی رگِ گلو ہو کر	گلے پہ پھر تیرے ہی خنجر کی سانسِ قطع ہوئی
رگوں میں تنکے لہو اور گلوں میں بو ہو کر	سہو کی روح ہماری انھیں جینو نہیں
لہو جگر کا بہا خونِ آرزو ہو کر	کلیج چھٹ گیا میرا تونکی باتوں سے
صبا اب آئی مرے در پہ چار سو ہو کر	شیم زلفت یہ لیکر کمان کمان گئی
بہا ہو آبلہ دل مرا لہو ہا سو کر	یہ بے سبب نہیں آنکھوں سے اشکِ سرخ رونا
رہا وہ دل میں جینو تکی آرزو ہو کر	ہمارے دل سے جو نکلا غم فراق کبھی
خفا وہ ہو گئے کچھ اور گفت گو ہو کر	بگاڑا کام مرا اولیٰ سیدھی باتوں نے
بسا ہے گیسو پر مشکین میں جا کر ہو کر	دل نزار کے دل کی امید برآئی

غزل	نصیب ہم کو گلو نکا ہو وصل تب فاطر	تعداد اشعار
	فنا یہ روح ہمارے لگ رہو . لو ہو کر	
	روایف زائے معجز	

<p> نہ نکلی خوف سے بسمل کی آواز اثر رکھتی ہے آہ دل کی آواز یہ آتی ہے کسی بسمل کی آواز سنا پھر تو اسے قاتل کی آواز نہ سمجھائیں لب ساحل کی آواز ہوئی رہبر سب منزل کی آواز سنی مہول نے عامل کی آواز محکم ہو خود زکامل کی آواز اسیران چہ بابل کی آواز جو سنتی ہیں کسی سائل کی آواز غیب پرورد ہے سائل کی آواز </p>	<p> سنی جب خنجر قاتل کی آواز جگر ہاتھوں سے تھامے سے دل فغان سنکر مری سمجھو وہ دل میں کیا باتوں میں ہم کو جس نے بسمل ملاحظہ شور یہ کیسا سخت یارب مسافر نے سدا پائی اسی سے کیا نالوں سے دل لے لو کو کس خیر کھر کھوٹا پر کھتے ہیں اسی سے وقت کی چاہ میں آئی دلوں سے مرے دھوکے سے وہ آتے ہیں ترک کیے دیتی ہے ٹکڑے دل کے یارب </p>
---	---

اثر دلیر ہو ہمدردی کی باعث بڑا دل میں ہمارے دماغ الفت بڑا ارمان بالون کا تھا مجنون تصور میں یہ مجنون کہہ رہا ہے	سُنی بسل اگر بسل کی آواز سُنی جب وس مہ کامل کی آواز سُنی بھی صاحب محل کی آواز وہ آئی ناقہ محل کی آواز
غزل	ہوا الفت کا دل میں جوش فاحشہ سُنی جب عاشق کامل کی آواز
روین سین مہلبہ	
کوئی مونس ہو تو صیاد گرفتار کی پاس سنع کرتے ہو ہر اک کو جو عیادت کر لیے گوشہ ابرو جانا نہیں ہر لوین خال سیاہ چھوڑا کیونکر نہ کیلا وہ مریض غم کو	پھول کچھ توڑ کر کھبل گلزار کی پاس کدواؤ نہ اہل بھی مرے بیمار کی پاس رستی جیسے سپر ہو کوئی تلواریں پاس اک پرستار نہیں نرس بیمار کی پاس

<p> لیگا کوئی نہ سینو نہیں شکستہ دل کو حال کیا پوچھتے ہو ہر کوئی دم کا مہمان نہر کو در پہ ترے عصر کو چھوڑا ہوں سبح ہے ٹلستی نہیں جو قسا اہل قی ہے شوق صیاد ہو کر صیدِ عنادل کا تجھے وصل کرتا نہیں منظور تو دید و محکو کیسے پھر شب کو بسر ہوتی اکیلا کیونکر جان کیونکر ہے نکلتی شبِ تنہائی میں اپے دربان پہ عموماً ہے یہ افواہی تاکید زندگی سے نہوایوس یہ کیا کرتے ہو </p>	<p> جنس ناقص کو نہ لیجا تو خرمیاد کر پاس اپنے بیگانے ہیں گریان تری بیمار پاس سایہ تیرا بھی رہے سایہ دیوار پاس دم بخود خود ہیں اطبا ترے بیمار کو پاس موسم گل میں مکان لے کوئی گلزار پاس اپنے دل کے لیے جاتا ہوں میں دلدار کو پاس یہ کلیجہ بھی جو ہوتا نہ دل زار کو پاس مرے دم بھی کوئی مونس نہیں بیمار کو پاس کوئی بستر نہ لگائے مری یواہر کو پاس دیکھو تیرے نہیں آواز سے بیمار کو پاس </p>
--	---

عسل	اسرار کیون نہو گلچین کو گلگون کا فاشر	تعداد اشعار ۱۱
-----	---------------------------------------	----------------

طع لے کر کسے جاتے نہیں روار کا پاس

ردیف شین معجم

جانی کو یہ عدم پر نہیں کچھ سفر کا ہوش	پروا نون کو ذرا نہیں شمع سحر کا ہوش
صندل کی کچھ نہ فکر نہ درد سحر کا ہوش	اوس بے خبر کو کچھ نہیں سیری خبر کا ہوش
جوشِ لکائین کچھ نہیں لوار و در کا ہوش	بہ جا یا رہ نہیں کچھ ایندھ گھر کا ہوش
بیخود ہوں کوہ و دشت میں فدا و قس سا	پاؤن کی کچھ خبر نہ مطلق ہر سحر کا ہوش
بیمارِ عشق حالتِ غش میں پڑا ہوں	کچھ درِ دل کی فکر نہ دردِ جگر کا ہوش
درپیشِ راہِ سخت ہو خالی ہی ہاتھ میں	غافلِ تجھ کو ذرا نہیں زادِ سفر کا ہوش
کانوئیں ہر بھری شبِ فرقت ہی صدا	کچھ بھی نہیں ہر مالِ مرغِ سحر کا ہوش
ولسے دوسار ہو کہ کلچر کے پار ہو	مجھ کو نہیں ہر پار کے تیرِ قطر کا ہوش
جاننا زوہ ہوں ہاتھ پر سر پہ لپی ہو	تلوار کا نہ ہوش نہ مجھ کو سپر کا ہوش

<p>کچھ نفع کا خیال نہ اؤ نکو ضرر کا ہوش اؤ ناز نہیں تھیں نہیں اپنی مکر کا ہوش گلشن کا کچھ خیال نہ صحرا نہ گھر کا ہوش بیہوشی و نین کچھ نہیں قلب جگر کا ہوش رہتا نہیں ہوا دوسوین بشر کا ہوش</p>	<p>بے سمجھے دل قریب لیتے ہیں مول وہ دیکھو نہ یہ لکھنے لگے بار زلف سے آوارگان عشق کو اک جا نہیں قرار ہو ہو کے خون آنکھوں سے شاید یہ بہ گئے مثل غبار کیوں نہ پر لشیان ہوگا ہو</p>	
<p>تعداد اشعار</p>	<p>پہلو سے کون لے گیا فاختہ نکال کے مطلق نہیں اس پر دل نہ جگر کا ہوش</p>	<p>غزل</p>
	<p>رو لیف صا و مہم</p>	
<p>بیل کو حبیب باغین ہوشیاں کی حرص حصہ میں میرا فی ساری جہان کی حرص اگر ہے سوا گل کو بچ لیے باغبان کی حرص</p>	<p>اس کو کوئی یار میں یوں مکان کی حرص ہو بعد پھر وصال نکلیں رشتہ وصل مجاہد بھی کم نہیں ہوں سیر و دوست</p>	

مشل گدایہ لوگ قناعت کرینگے کیس	ہوئی تنہا ہر کم کبھی ہل جانا کی حرص
انسور وان ہو دل گم گشتہ کے لیے	یوسف کی جستجو میں بڑھی کل روانگی حرص
غم خون دل کوئی کو جگر کی طرٹ چلا	آخر کو رفتہ رفتہ بڑھی میہمان کی حرص
ورد پ فراق کی تسکین کو لیے	محکومہ کیوں ہونا لہ آہ و فغان کی حرص
غنیچے شگفتہ ہو گئوں کو ہوس ہوئی	بالیدگی گل سے بڑھی بل غبان کی حرص
کیا ذائقہ ملا جو زبان نسوز بان لڑی	محکومہ کیوں ہو بوسہ غنیچہ دہان کی حرص

غزل	فاخر تر قیون کی نہ کیوں ہو ہوس مجھے	تعداد اشعار ۱۰
	کسکو نہین حیات میں نام و نشان کی حرص	

روایت ضارہ

جان لیتا نہین کیوں شو قسم تو در کو عرض	توڑ کھینچ لیں لیل کو گل ترک عووض
قول میکیش کمظرف کا ہر ساقی سے	تھے دھلو ہی میں جلدی مجھ ساغر کو عرض

<p>کو چہ گردی سینان یہ کہتا ہوں وہ سرگرم یاد فرگان من کہیں نیند نہ آو مجھ کو دیکھ کر تیغ کو پہلو میں ہ بولے شب کو یا الہی مرے پاؤں کی طرح سے یہ پھر دل کی دھڑکن کو کہ خون ملا سینہ پر چہیں اسکو نہیں مجھ کو جو سکون ہے شب بھر اون کی تیوری ہی جو بجا تو ہو نگاہیں حلال</p>	<p>پاؤں تلوار سے کاٹوں گا تیرے سر کو جن فرش خارون کا ہو کچھ اب کے بستر کو جن دشمن جان تو تیری پاس دلبر کو جن گردشیں چرخ کو دیکھ کر تقدیر کو جن ذبح قاصد کو کیا اوسے کہو تر کے عوض برق بیتاب ہے میرے دل مصطر کو جن جنہش برو کی ہر کافی مجھ کو خنجر کے عوض</p>
--	--

غزل	آبرو اسکی نہ کیونکر ہو سوا فاحشہ کو تار آشکون کا ہو جب رشتہ گوہر کے عوض	تعداد اشعار ۱۰
	روایف طائے مہلہ	
مجھے مجھ گروہ تغافل شعار خط	رستے میں گم نہ ہوئے پروردگار خط	

<p>کیون ہونہ میری زلیست کا پر اعتبار خط دیتا ہے لالہ زار میں کیا کیا بہا خط پڑھنے نہ دیکھا در دل بقرار خط بہجا صبا اوڑا کر تو ہی پیش بار خط اوس ترک بے وفا کو میں لکھوں ہزار خط بھیجا جو اوس کے لکھ کر خط عبا خط لیک کر چلے وہ یاس سوے مزار خط اوس رو آتشین یہ چر کیا پر ہمار خط</p>	<p>اے جو میکہ پاس شب انتظار خط سبزہ نہ ہو گلشن خسار یار پر مطلب سچ کو نگاہیں انتظار میں قاصد کوئی نہیں ہو کہ تو کوئی نہیں بیجے نہ اک جواب بھی بھولے وہ کبھی تخریسے کہ ورت دل ہو گئی عیان پہنچا جو بعد و فن مرے نامہ یار کو سبزہ نہ ہے آگ پر حیرت کا ہر مقام</p>	
<p>اعداد اشعار ۱۱</p>	<p>فاخر ہوئی نہ اونس ملاقات بھی نصیب دکھلا رہا ہوا نکلی طرح انتظار خط</p>	<p>غزل</p>
	<p>روایت خطائے مجھ</p>	

<p> اول کو نہیں ہر میل زار کا لحاظ جیسے مجھ ہے کوچہ و لدار کا لحاظ جلو دکھانا ہی تھا تو انکار کیوں کیا ہنگام نزع دیکھ لو چلے تو اک نظر میں نرا روٹ کے جاؤنگا اوس تک ہو سکتا صیاد آہکی سال تو کتنا سحر رہا بجھو بھی سرفراز کرو آکر ایک دن اوس خود غرض کو کچھ بھی نہیں کسی کام منت سے پہلے لیا پامال بھر کیا عشق دروغ ہو اوس بدنام کر دیا </p>	<p> مطلق نہیں سچ کو بیسار کا لحاظ بلبل کو اسطرح نہیں گلزار کا لحاظ کچھ بھی کیا نہ طالب دیدار کا لحاظ لازم تمھیں ہر عاشق بیمار کا لحاظ مجھ کو نہیں ذرا درود یوار کا لحاظ ہوتا جو اسکو مرغ گرفتار کا لحاظ اتنا نہ چاہیے تمھیں اختیار کا لحاظ اپنوں کا کچھ خیال نہ اغیار کا لحاظ کچھ بھی کیا نہ میرے دل زار کا لحاظ اغیار نے کیا نہ ذرا یار کا لحاظ </p>
---	--

عزل یہ بھی تو بات بات پہ دیتا ہر اپنی جان تعداد اشعار

اوس کو نہ کیوں ہو فاختہ غنچہ ار کا لالہ

روایت عین مہملہ

<p>نظارہ ہوا وہ ظلم پہ چو تھا خیال شمع شک جو شل بلبل گل ہو وصال شمع ایماہ وصل وز کو کہتو ہو مجھ سے کیوں اوس شعلہ رو کی یاد ہو آٹھون پہ رسد کامل کو سامنے کسی ناقص کا کیا فروغ اس شعلہ رو جگمگا دل نہ تم اگر پروانوں کو جلا کو نہ جاتی تو جانتے یوں سیر دل کو وہ رخ نور پسند ہو دل مجھ سے مانگتے ہوں تم آجان کس لیے</p>	<p>پروانوں کو جلا کو ہو کیا مال شمع پروانوں پر لٹا کر گل زر نہال شمع پروانوں سے بھی دیکو ہوا ہو وصال شمع رہتا ہو روز و شب مجھ کی سان خیال شمع وقت طلوع مہر ہے وقت زوال شمع پروانوں کو جلاتی یہ پھر کیا مجال شمع خود جلگئی جلا کو تو ہو کیا کمال شمع پروانوں کو عزیز ہو جیسو جمال شمع پروانوں سے کسی نے سنا ہو سوال شمع</p>
--	--

<p>اگر ہوا بجھاوے تو جلنے سے یہ بچے ظاہر کریں وہ رنج دلی مجھ پہ کس طرح گلگیر سے کٹے کہ رہے سر میان بزم</p>	<p>سہتا ہر شام سی یہ سحر تک خیال شمع پروا نون پر ثبوت ہوا کب ملاں شمع کھینچا ہے سر تو دیکھیو کیا ہوا کاشمع</p>
<p>غزل اوس شعلہ رو کی بزم میں چلتا ہر رات بھر فآخر ہمارا دل غ جگر ہے مثال شمع</p>	<p>تعداد اشعار ۱۱</p>
<p>روایت غین معجم</p>	
<p>کیا عند لب ہی کو ہر شوق لقاء باغ آہو نسو کیون ہو دل پر دنگو سکون وہ خانہ باغ قلب میں آگیا ایک دن صیا و کیون قفس میں لیو پھرتا ہر مجھے تعریف میں زبان ہر سو صفت ختمش</p>	<p>ہر باغبان کا قلب بھی دل فدا ہو باغ ہوتی ہر فصل گل میں بفتح ہو باغ او سکویو یہ باغ ہر وہ گل بر باغ میرا نہ جی لگو گا کسی جا سوا ہر باغ بلبیل کی ہون زبان تو کروں بربا باغ</p>

اس رنگ بوکا ہوا تو کوئی دکھائی باغ	اکھاؤ زخم گل سے جو کرتا ہی ہسری
صیاہ بیلونسو نہ کہہ ماجراؤ باغ	سنگ خزاں کو ظلم کو ہو ہائیگی ہلاک
جنگل میں آشیانہ بنا تو بجائی باغ	امو عندلیب ڈر جو ہو صیاہ کا یہاں
رگ رگ سے آ رہی ہو صدا آؤ باغ	کن جسے تو نسو رہی ہو عندلیب فوج
دیکھانہ کچھ جہان میں میو سو باغ	آنکھیں ہیں کہیں تو نہیں بند ہو گئیں

تعداد اشعار کا	فاحشے ساتھ آؤ جو وہ سیر کے لیے	غزل
	کیونکہ پھر خوشی سے زر گل لٹائی باغ	

روایت

آئی نہ ڈر کے موت بھی بیمار کی طرف	وحشت کلخ ہوا ہوانہ کی طرف
پروانہ بنکے جائیگا دربار کی طرف	مائل جودل ہو شعلہ رخسار کی طرف
چشم مسیح ہے رخ بیمار کی طرف	آنکھیں ہیں اوکلی بیکردانہ کی طرف

<p>و بچھین لے صیب کے کھیلین کو بن ہو شہید مر مر کے یون اکیلی کٹی رات ہجر کی مین وہ گدا ہوں ظل ہما چاہتا مین کیا دور گدہ ف ہو جو تیر نگاہ سے خود جھانکتے ہیں حکم ہر در بانگو یہ مگر اب لٹٹنے کو ہینگو مر مر دل کو آبلے اب کہو بیگناہ بھی ان مین شریک ہوں صیا و اسکو لے گیا سب بکھیر رہے اک جھوٹے سچ کا دوست تھا وہ بھی یون کھدون حلق دوڑ کر قاتل کی تیغ کرتا ہوں آؤ آتشیں ابرو کو دیکھ کر</p>	<p>رہ رہ کے دیکھتے ہیں وہ تلوار کی طرف آئی نہ موت بھی تیرے بیمار کی طرف بستر لگاؤں سایہ دیوار کی طرف بید ٹھہب وہ دیکھتی ہیں لزار کی طرف آئی نہ کوئی روزن لیوار کی طرف پاؤں بڑھی مین واوی پرخار کی طرف رحمت بڑھی صفوں گنہگار کی طرف گل بھی ہو نہ بلبل گلزار کی طرف دل بھی ہمارا ہو گیا دلدار کی طرف آنے نہ پامی تا تھ بھی تلوار کی طرف آتی برق کو نذر کے تلوار کی طرف</p>
--	--

<p>دیکھو تو مٹکے طالب دیدار کی طرف جب کان لے گیا لب سو فار کی طرف</p>	<p>مخشرین بھی رہ گئی وہی مجھ سے بیرخی کیا کیا نہ دیکو واسطی سرگوشیاں میں</p>
<p>تقدیر و اشعار</p>	<p>غزل فاخر کو کیونہ حشرین بخش کی ہو اسید اسکی نظر ہے رحمت غفار کی طرف</p>
<p>لاٹیا کھینچ کھینچ کے یہ دار کی طرف یوسف چلا ہر مصر کے بازار کی طرف سینہ سپر چلا ہون میں تلوار کی طرف کیا سنہ پڑھاؤں آتش رخسار کی طرف آئی خزان نہ اوس گل رخسار کی طرف اسکی نظر ہے پہلو ہر ولد دار کی طرف بیل گل وھیان ہر گل گلزار کی طرف</p>	<p>دل لے چلا مجھ مژدہ یار کی طرف دل ہو روانہ کوچہ دلدار کی طرف دل آ گیا ہر ابرو سے خمدار کی طرف ڈر ہو کہ بوسہ لیں ہر جلنی لگین نہ لب اوسکے فروغ حسن یہ یون ہی رہی بہا یار ہو خیر دل کامر و اور رنگ صیاد نے اسیر نفس میں کیا تو کیا</p>

<p> دم توڑتا ہے اول کا مریض غم فراق بتیاب ہو کر گھر سے نکالے بید ہڑک ہوں منتظر صرف کی طرے گہ کاین اکتھیں ہوں جو وید کا کرتا ہوں نہیں سوال او محتسب کہیں نہ شکستہ ہو دل مرا واع دل و جگر کی ہوس کیوں ہو چھو الدر کی شش کہ نہ پہلو میں تھم سکا تہنا مریض ہجر ہر ہدم کوئی نہیں کدو یہ اونسے ہیں جو جنازہ لیے ہو چنے سے یا س کے نکلتا ہے تن سے </p>	<p> حسرت سے دیکھتے ہیں وہ بیمار کی طرف آئی جو لاش کو چہ دلدار کی طرف چلو لیے ہوں چشم گہر بار کی طرف بجلی گری کی طالب دیدار کی طرف شیشہ نہ پھینک میرے دلدار کی طرف میری نظر ہے درختم دنیا کی طرف دل خود چلا ہر کھنچا کماندار کی طرف اک یکسی ہر بس ترے بیمار کی طرف تابوت لیچلین درد دلدار کی طرف حسرت کی ہر نظر درو دیوار کی طرف </p>
--	---

عزلہ فراہ کی محبت ہے فآخر جنون مجھے تعداد شمار

بڑھتے ہیں ہاتھ دامن کسار کی طر

ر دلیف و تاف

<p>ماہ کی صورت زینگو گردش ایام عشق درین ہت اگر جاری کری احکام عشق ان بتوں کی چاہ میں نلت سو بھی تو ڈیو لذت الفت ملی ہر چشم جانان سے مجھے جان رو رو کر فراق یار میں سری گئی خط لکھ آ یا رخ جانان پہ چل کر دیکھو نردبان فکر بھی او سجا ٹھہر سکتا ہن نکلے حسرت قاصد جانان چشم و گوش کی بعد اس کے ایک لیلی کا میں مجنون گیا</p>	<p>داغ اوٹھا کر دل پہ ہم روشن کرینگا نام عشق گہر بھی بڑھن لگیں پھر کلہ سلام عشق نامور دنیا میں وہ جو کہ ہر بدنام عشق ہے سجا آنکھوں نکلا و سکی اگر کہوں با دم عشق زندگی کا جام چھلکا یہ ہوا اتمام عشق حسن کے قاصد نے مجھ کو یہ دیا پیغام عشق بام گرد و سن سوا ہر مرتبہ میں بام عشق خط چھو دیکر زبانی جیب یا پیغام عشق ابتدا میرے لیے ہر قیس کا انجام عشق</p>
---	---

وصل شیرین کا نہ لیلی کا مجھ ممکن ہوا
 آسیا سان ہجرتین نا لکیو نکرین کروں
 چاہ میں یوسف کی ہوتی ہی تو سرور چون
 یاد ابروین بہاؤں خوں آنکھوں نہ کیوں
 کلہ الفت تہان دہر کا پڑھا ہوں تہین
 غم سے جل جل کر سحرک ہو گئی دونوں تمام
 کیا تا شہر دل نے الفت کو دکھائی تہین
 دیر رہا ہوا وہ مئے الفت کے ساتھ بھر آج
 خوشی میرے تیغ قاتل نے کیا طرفہ خفا
 درو پیدا ہو گئی دنیا کو سب غازیہ میں

صورت فرما دو مجنون میں ہانا کام عشق
 زلف و رخ تہین اس بت ہر کی صبح و شام عشق
 کیا زلیخا کو دکھا لہا ہر مفرہ انجام عشق
 ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہوں مرا مصداق عشق
 کفر کتا ہر جسے زاہد وہ ہوا سلام عشق
 شمع و پروانہ کا آخر یہ ہوا انجام عشق
 جام جم سے سپرین بھڑکیں سچ جام عشق
 چل رہی تہین نیم ساقی میں برابر جام عشق
 لال سارے ہو گئے موی صمصام عشق
 لیے چلا کم نخت آخر گور میں انجام عشق

غزل ۱۰۰ حسرت مردہ ہے فآخر ساتھ ہی وقتی بھی تعداد اشعار

اوٹھ گیا دنیا سے کوئی آج کیا نا کام عشق

نالامکان رسید سر افتخار عشق

قربان ہم عشق ہو ہم ہین نثار عشق

ہم بھی تو مد تو نسے ہین خد سنگد از عشق

عشاق کی خزان ہو تو آئی بہار عشق

آباد میرے دم سے فخر دیا عشق

ہے خاکپا عیش سر انکسار عشق

نچھیر تیر موت ہو بسمل شکار عشق

یک رنگ ہو سدا چمن روزگار عشق

ہر صبح سحر شام سواد دیا عشق

دماغ جوانی ایک ہو اب یادگار عشق

الفت شد از رسول جو پروردگار عشق

ہو ہمہ سحر عاشقوں کو نہ کیوں اعتبار عشق

فرہاد و قیس ایک نہیں یادگار عشق

آباد انکی مرگ سے ہو گا دیا عشق

اب ہین ہوں بعد قیس کے حاجت برار عشق

پستی مین او جسے ہر سواذ یوقار عشق

دشمن ہے جان کا فلک کجدار عشق

جتنی خزان ہو اتنی ہی ہو گی بہار عشق

باریک مثل زلف ہے لیل نثار عشق

سینے مین دل کبھی تھا مرا افتخار عشق

آہوں کے ضبط سے گل لفت کھینچ لیا
 پس پس گیا ہر بار محبت سوار کے
 دل مر گیا تو الفت جانان بھی مر گئی
 کیونکر ہو س نہ الفت خواب کی مین کروں
 الفت بتوئی لیکر چلا ہوں لحد مین مین
 فرما دو قیس و دامن و محمود مر گئے
 ہے اب و گل مین الفت لیلی ملی ہوئی
 عشق تہان دہر سچو ہر بھرا ہوا
 بے پردہ لیلی آئی تری آگ قیس کیا
 عاشق بھی جان تیا ہر فرماؤ کی طرح
 ان بھولوں مین شریک ہے اوں گل بنکی بو

پھرتی ہر داغ دل مین نسیم بہار عشق
 گزرا ہر دل پہ صدمہ ورنج و فشار عشق
 سینہ کو جاتا ہوں مین ہر مزار عشق
 عاشق مزاج رہتا ہے اسید و ار عشق
 میرا جو ہر مزار وہی ہے مزار عشق
 ویران مد تو نسو پڑا ہے دیار عشق
 مخاوط خاک قیس مین کیا ہر غبار عشق
 دل ایسا کیوں دیا مرے پروردگار عشق
 کس طرح آنکھیں جا کر پین شمسار عشق
 ہے خود کشتی ضرور ہی انجام کار عشق
 ہر باغ داغ ہر جگر مین بہار عشق

دل آپ ہو گیا ہے ہمارا شکارِ عشق	تھا قصدِ صیدِ دامِ محبت میں بھنس گیا
و کھلا دی القلاب جو لیلِ نہاِ عشق	او لٹریہ دل و آنکھوں کی الفت میں لکین
چھبھتا ہے مد تو نلِ عاشق میں غائبِ عشق	کیا سخت راہِ دادِ الفت ہے خون
بس عشق ہوا ترامے پروردگارِ عشق	اس میرے دل میں کسی کی نہ چاہ ہو
مجنوں کی خاک ہو کہ غبارِ دیارِ عشق	یہجا اوڑا کر نجد میں بادِ صبا سے
ہنسنے بنا یا قبر میں اپنے مزارِ عشق	الفت ہوئی گردِ کدورت میں ملگئی
خالی پڑھی ہوئی ساری دیارِ عشق	ملکِ عدم کو قافلہٗ عاشقان گیا
مضبوط ہے بنا ہر مکانِ دیارِ عشق	اشکو نگر منہ سے خانہٗ دل کو ہو خوں کیا
ہے کحلِ چشمِ قیس سوا دیارِ عشق	بینائی جا کر سرحدِ لیلیٰ تلک بڑھے
مملو ہے رہزنی ساری دیارِ عشق	ارمان و یاس کا دل عاشق میں ہجوم
دنیا میں آج کل تو نہیں اعتبارِ عشق	ہو گا کبھی فریفتہ لیلیٰ پہ قلبِ قیس

بختِ سیاہِ قیسِ مین و نوونِ شریکِ مین	اک زلفِ لیلی ایک سواد و یا عشق
غزل ۲۰	<p>جنون کے بعد وادیِ الفت کا ہونِ مین</p> <p>آباد میرے سے ہر فاختہ و یا عشق</p>
	رویت کا فارسی
<p>ہاتھ پھیلا یا کیے شاد و گدا ایک نہ ایک</p> <p>اپنے ہاتھوں سے بناتا ہر خدا ایک ایک</p> <p>پیرہ دار اُنکے رہے شرم و حیا ایک ایک</p> <p>روز آتی ہر مرے گھر میں بلا ایک ایک</p> <p>ہم نعل مجھے رہا ماہِ بقا ایک نہ ایک</p> <p>ڈھونڈتی رہتی ہر گھر میں بلا ایک ایک</p> <p>روزِ عشاق کو دیتے ہیں نر ایک ایک</p>	<p>اُسکی درگاہ کا محتاج رہا ایک نہ ایک</p> <p>اگل کو پوچھا ہر بُت کو برہن تو کبھی</p> <p>بے چارے نہ مونی وصل کی شب کو بھی ذرا</p> <p>یاد گیسو کبھی دل کو کبھی خال کی یاد</p> <p>وہ قرآن کے گیا غیرت مہر و آیا</p> <p>جستجوئل کو رہتی ہر توبہ کی کو تلاش</p> <p>قتل کرتے ہیں کسی کو تو کسی کو وہ اسیر</p>

نہج کوئی نہ کوئی ہوتا ہی جانبا زون میں	رنگ ن دونوں میں لاتی ہر خاکین ایک
بھکھو پواتے ہیں یا آپ چلے آتے ہیں	اُنپر کرتی ہر اثر آہ رسا ایک نہ ایک
عرش لرزا کدل سخت بتان نرم ہو	لالی تاثیر مری آہ رسا ایک نہ ایک
زلف کھولے سر باز روہ جباتے ہیں	روڑھوتا ہی گرفتار بلا ایک نہ ایک
فتیس و فراد کی مٹی بھی ہوئی اب برباد	خاک اڑانے پہ ہر آمادہ ہوا ایک نہ ایک
وصل سے دور تپ بھر ہوا در و جگر	اپنی تاثیر دکھائیگی دو ایک نہ ایک
ستم و رجم جفا کیش دیوانوں میں	چھٹ گیا ایک اک قید رہا ایک نہ ایک
بوسہ سب ذوق پست لب لیتا ہوں	وصل کی شب مجھے ملتا ہی نہ ایک نہ ایک
ابٹ شمشیر سے بچنے کا نہیں قصربن	گھر گرائیگی ہی سیل فنا ایک نہ ایک
میرے مرنے کا ہوا رنج رقیبون کو بھی	سر مسان چشم حینان سے گرا ایک نہ ایک
غول نے شب کو ستایا جو درندوں سے	دشمن جان رہ غرت میں ہا ایک نہ ایک

قید کرتے ہیں وہ یا سر کو جدا کرتے ہیں	روز عشاق پہ کرتے ہیں جھانک ایک
غزل	سچ و غم نکلے رہے حسرت و امان فاخر خانہ قلب میں جہان رہا ایک
<p>میری آہوں میں اثر دیگا ایک ایک</p> <p>کاٹ دیتی ہوا اشارے میں گلا ایک ایک</p> <p>انکے روز وازے پہ رہتا ہوں گدا ایک ایک</p> <p>بہر مرض کی ہر زمانے میں دوا ایک ایک</p> <p>تیری خرمی کے لیے ہنگامی بلا ایک ایک</p> <p>روز کرتا ہوں زمانے میں قضا ایک ایک</p> <p>تیرے صدقے میں ابھی ہوتا ایک ایک</p> <p>روز اڑاتی ہوں خبر باد صبا ایک ایک</p>	<p>اگر جو مطلب مل ہوگا روا ایک نہ ایک</p> <p>خون کرتی ہر تری تیغ او ایک ایک</p> <p>پاسبان کی نہ ضرورت ہر تہ کار و زبان</p> <p>در و فرقت نہ گیا دید سے گروصل تو ہر</p> <p>آنہ صیون سے جو بچا برت گری او دھن</p> <p>کو دک و پیر چوان کو ہر مشغول کب</p> <p>چھوڑ دے گرد پھر اگر شہ خوبا جو طیور</p> <p>مرگ ماضی کی کبھی قید عنادل کی کبھی</p>

کبھی ہاتھ اُسکے بندھے اور ہوا قید کبھی	ہو سزا یافتہ یہ وز و خا ایک نہ ایک
وصل کیا ایک بھی بوسہ نہیں دیتے مجھ کو	وہ جہ طعین کروں اُنسے گلا ایک شا یک
وصل سے عشق کے امراض ٹپے چاہیں	انہی تاثیر دکھاتی ہو دو ایک نہ ایک
شمع کی آتش الفت نے دکھائی تاثیر	خاک جل جل کے پتھون میں ہوا ایک شا یک
خزینہ ستمی اغیار مری محفل میں	یار کی برق مہتم سے جلا ایک نہ ایک
یہی شرقی و جنوبی و شمالی عسری	لیے پھرتی ہو مری خاک ہو ایک شا یک
آسرا آنکھ کا مژگان ہو کہ تارا شکون کا	دست بیمار میں رہتا ہو عصا ایک نہ ایک
خون عشات بہاتا ہو جلاتا ہو قلوب	فتنہ کرتا ہو پیارنگ خا ایک نہ ایک
چادر گرہی ابر بہاری چھایا	شامیانہ مری تربت پہ را ایک نہ ایک
وصل میں ہوتی ہو بالیدگی ایسی مجھ کو	ٹوٹ جاتا ہو مرا بند قبا ایک نہ ایک
آسرا آہ کا تالون کا سہارا ہو مجھے	تا تو ان ہاتھ میں رہتا ہو عصا ایک شا یک

غزل	ایک دن کی ہو مصیبت تو اٹھا انسان روزِ فاخر پہ وہ کرتے ہیں جاکش ایک	شعر ۲۲
	روغنِ لام	
رنج و غم و ملال الم ہیں تبارِ دل ہو میری آہ سر و نسیم بہارِ دل واغ گمن پرے ہوئے انجامِ شبِ بین بجلی تڑپ تڑپ کے جو گرتی ہو اس جگہ تپ لگی بلا سے مجھے سوزِ عشق میں رورو کے میں نے اُن سے صفائی حاصل کی کشتہ گرین حضورِ جوش شیر ناز سے پامال کرتے جاتے ہیں قنارِ ناز سے	کب سے بچے کے کرتے ہیں طوط مراد دل ہو کیوں نہ ہو بے گل کی طرح انتشارِ دل آئی ہو خزان کی خزان میں بہارِ دل شاید کوئی بنا ہوا یان ہو مزارِ دل اچھا ہوا نکل تو گیا کچھ بخارِ دل اشکوں سے پاک وصاف کیا ہو بخارِ دل خود اپنے ہاتھ سے دین بناؤں مراد دل تلوؤں سے کھیلے ترن اپنے شکارِ دل	

ایہ برق سے بھی بڑھ کے کہیں فضا پر دل	سیا باد کے سامنے کیا ہو گا بے قرار
سب خاک میں ملا دیا تھے وقارِ دل	تل کے اپنے پانون سے برباد کر دیا
کیا آپ کے کہوں سبب انتشارِ دل	کچھ خود بخود حضور پریشان ہیں آج کل
پہلو میں اک جگر ہو فقط غمگسارِ دل	سب آرزو حسرت و اربابِ جدا ہو
میرے بھی سامنے نہ رہا اب وقارِ دل	تمنے اسے جو اپنی نظر سے گرا دیا
اک مدت مدید سے ہو انتشارِ دل	آتا ہو دیکھوں کو چہ جانان سے پھر گئے
کیونکر یہ بات ہو نہ بھلا ناگوارِ دل	پہلو میں میرے سامنے بٹھا اوجھل کو
بجلی کا اضطراب نہ صبر و متارِ دل	اسکی تڑپ سے اسکا سکون ہی کہیں سوا
وہ ناگوار یا ر تو یہ ناگوارِ دل	حیران ہوں پوسہ لون کہ نہ لون اُکھا تڑپ
دل ہی جگر پہ اور جگر ہوشیارِ دل	دونوں مثال عاشق و معشوق یک ہیں
آئینے کا عیار ہو اُکھا غبارِ دل	صورتِ ملال و رنج کی آئی مجھے نظر

<p>انہوں کا ہو گیا ہر جان میں اس قدر غم و ملال کٹین مجھے کس طرح انہیں کو کیا جگر نہوا سو گوار دل اک کوہ جمع ہو کے ہوا ہر غبار دل</p>	
<p>غزل</p>	<p>نایب کیسے بال پریشان ہیں اندرون فاختہ کچھ آج کل ہو سوا اشار دل</p>
<p>رو نہ بزرگ سبزہ تو ہو فتار دل حسن طلب سے یا کہ ہیں وہ خواہگار دل جلدی ہو نکلتی ہر جان ترار دل ہر بے قرار موج نسیم ہمار دل منظور ہو رہے نہ جان میں قرار دل پھیلا ہوا ٹھکے کیا کیا غبار دل ہر ہیلو سے خزان بھی دبائے ہمار دل</p>	<p>پانوں سے متھدی سان جو ملو ہو قار دل لاتے ہیں ہاتھ سینے پہ ہر قرار دل بالین پہ کیوں کھڑے ہو دم تھزار دل مچھانے کو خزان سے گل زخم سین پامال کر رہے ہیں وہ سینے کو پانوں سے آنکھی جو آج آئی ہو کب سے کسی سے پھٹ پھٹ کے اسکے زخم شلقتے ہو ہر گل</p>

جسدن سے دیکھا غیر پر مرتے ہوئے تھیں	اُس روز سے ہیں نہ رہا اعتبارِ دل
ڈانڈا ہوا سا ملکِ فتن سے بڑا ہوا	ہو زلفِ شکستِ نامِ سوادِ دیارِ دل
ای یاسِ بیکسی تو ہی آباد کرا سے	ویرانِ مدّتون سے پڑا ہوا دیارِ دل
اسکا بندھا ہوا ہون بہان چاہے تلخے	میں ہوں اسیرِ سلسلہِ اختیارِ دل
بکھرا تو اپنے گیسو پر پیچ کو کمین	پھندا بنا کے بال کا کھیلو ٹکارِ دل
اب نقدِ دل بھی دیتے ہیں اپنا وہ مستعد	داغون سے درہمِ دل کے بڑھا اعتبارِ دل
کوئی جہاد سے شمع کہ پروا نے جمع ہون	ویرانِ پیرِ غ پر پڑا ہوا مزارِ دل
پہلو میں اسکے آج کل اسکی نعلِ بن ہر	سچ ہی شبابِ مین نہیں کچھ اعتبارِ دل
ارمانِ وصلِ یارِ مین مردہ جو دل ہوا	خود میری حسرتوں نے بنایا مزارِ دل
بچنے تھے دوڑ دوڑ کے آنکھوں سے گر گئے	غالی ہو طفلِ اشک سے ہمدِ کنارِ دل
دل مٹ گیا تو حسرتِ دارِ مان بھی مٹ گئے	باقی رہا نہ سینے میں کچھ یادِ گارِ دل

چھائی پہ ہر دھرا ہوا سنگ مزارِ دل	عشق تیان مرے ہوئے دل میں ہر کیا
داغ جگر بنا ہر چراغ مزارِ دل	دلسوزیوں کی بنوں سے امید کیوں نہ ہو
وہ دل مجھے دے اے مرے پروردگارِ دل	جسمین سواترے نہ محبت تہوں کی ہو
سایہ نکلن ہر دودھ چراغ مزارِ دل	ہر شامیا نہ ابر کی صورت کھینچا ہوا
ہوتا دیون دیاں سے لکھنؤ شادِ دل	مٹھی سے اُٹکی خون کے قطرے پستیمین
میت سے ہوئی ذوالفقارِ دل	تیجِ عنبرِ ذوق سے ہر تاحفتِ درونم

کیا آئے قلبِ یارینِ فخر مرثیال	غزل
نغم ہر گاہِ حجبِ درِ قصرِ غبارِ دل	شعر

جاتا ہر ٹوکا کدہ قائم نہ گُل	آتے ہی خزان تنگ ہوا حوصلہ گُل
صیاد سے کرتے ہیں عنادِ دلِ گدہ گُل	باقی نہ رہا اب جو کوئی سلسلہ گُل
مرکب کے عوض آپ بنی رہا سہل گُل	گلشن سے خزان لیکے چلی قائم نہ گُل

گلشن سے روانہ ہو موافقت رکھ	آنے لگی اور ہر سن برگِ خزان سے
حقاً فصل بہار ان ہی ملک و لو لکھ	منستہ میں نہ اب اور نہ شگفتہ میں خزان
بیل سے زیادہ ہو کہین و لو لکھ	کرتا ہو تب جو شجرتیں دریدہ
جاتا ہی رہا باغ سے اب شمع لکھ	کچھ ذبح ہوئیں بلبلین کچھ ہو گئیں جھرس
شب بھر کے لیے باغ میں ہو قافلہ لکھ	ہمراہی گلچین میں روان ہو گا سحر
جان بیلون کی لیکے چلا قافلہ لکھ	ویران نہ کیونکر ہو چمن فصلِ خزان
یاں ہرج صبا باغ میں ہو سادہ لکھ	وان دام محبت میں عنادل ہیں گرفتار
کُل صبح کو گلزار میں ہو دامن لکھ	بیل کو یہ دیتی ہو خبر باد بھاری
ٹھہرا سہ منزل نہ کہین متافلہ لکھ	گلشن سے روان ہو کے عدم ہو پنا خزان
اس فصلِ خزان نے کیا سب فیصلہ لکھ	باقی نہ رہا نام کو گلشن میں کوئی پھل
ہو خانہ صبا دین اب خلد لکھ	سنگِ خبر قیدِ عنادل یہ چلے ہیں

<p>صیاد سے گلچین کی سوا جور و جہاں پھولوں سے غماول کو ہو کیا ترک تعلق یوں رات کو بلیل کی اسیری پہ بکا کی بچائے پہ پھر گال کسی غم دہن کا اترے ہو یہ دامن گلچین میں نہ تھول</p>	<p>ہر صعب غماول سے کہیں حوصلہ گل ہر رشتہ جان بلیوں کا سا دل گل شب نیم بھرا آتسوون سے سنبھل گل ہو جائے الفت بیچ میں گرافا صدل گل منزل پہ سر شام با قافلہ گل</p>
<p>غزل</p>	<p>فان سے نہ پوچھو کہ ترے شغل ہیں کیا کیا بلیل کو ہو کیا کام مجھ پر مشغول گل</p>
<p>بلیل کی جان چھپی نہ ہو گا نموے گل پھر اور بھی نظریں بڑے آبروے گل یکرنگ تھی جو دونوں کی خواہش نیازی عاشق کے دلخشاں پر مشوق کا فرات</p>	<p>صیاد و عنایب کا گلچین عدھے گل اگر اشک عنایب کرے شست شوے گل بلیل کی آرزو میں رہی آرزوے گل بلیل کیوں خزان میں کرے جمعے گل</p>

کھنڈے ذلیل و خوار ہیں پھولوں کے ساتھ	کچھ آبرو سے خار نہیں رو برو سے گل
بیل کی طرح دل بھی مرا ہو گیا انثار	اُس کے گلے میں اور بڑھا حسین رو گل
سچ ہو کہ مالدار کا دشمن ہو سب جہان	کوئی عدو سے خار نہیں جز عدوے گل
اس قافیہ میں جسکو نہ مہنی کا ہوا خیال	پھر شوق سے وہ شعر میں بانہ سے چو گل
دھونڈھا خزان میں یوں کہ ہوئی پچھی	بیل گئی عدم کو پئے جستجو سے گل
پھولوں کے پاس فوج جو صیاد نے کیا	بیل کے خون سے سُرخ ہوا زنگار سے گل
ایسی قص میں نیند عنا دل کی اڑ گئی	مسکن ہوئی نہ خواب میں بھی یار سے گل
گلچین نہ آنے پائے نہ صیاد باغ میں	ارمان یہ عندلیب کا وہ آرزو سے گل
تھالے بھرے ہوئے ہیں غدا دل کے خون سے	زیبا ہو گر کمون میں اسے آنکھ سے گل
گلچین ملا نہ خال میں پھولوں کو توڑ کے	کلم آبرو سے دُور سے نہیں آبرو سے گل
تختے کھلے ہوئے ہیں جو فصل بہار میں	پسلی ہوئی ہو باغ میں بہرت بو سے گل

<p>دورے میں ہر گندھا ہوا اکال گئے گل بیل کو کب نصیب ہوئی ویرے گل ہو منتشر ہوا سے نہ کس طرح بے گل</p>	<p>ایسے نکرہ گل خون کے گلے کا یہ ہار ہو گچین کے موتے ہی گلشن لیگیا آہوں سے راز داغ محبت کا گل گیا</p>
<p>شعر ۱۹</p>	<p>ممنون اس کا کیون نہ وفا خیر جو ہر مثاب ہوتی ہر وجہ خواندن صلوات ہوئے گل</p>
<p>کانون کی آرزو ہی سنیں گشکوئے گل شب نیم چہر سحر کو کرشت و شکر گل آخر کو بے عطر ہوئی آپ بے گل آتی ہر خود نسیم دہڑیاؤں سے گل منظور ہر اگر کہ ہے اب جو گل آتی ہر انکے کان کے پتوں سے ہو گل</p>	<p>ہر چشم عندلیب جو مشتاق ہوئے گل کرد و غبار سے نہو کیون صاف رو گل اطمح بلب لون سے کھینچے پیو لاغ میں نازک مزاج ناز و نبھ کے پلے ہیں یہ اوی باغیان لٹہ عا دے قریب گلاب کے تاثر قرب صحبت و رد عدا سے</p>

<p> آتی ہو میرے غنچے پر خامسے ہوئے گل کلیوں سے پیرہن کی نکلتی ہوئے گل اب اور اس سے بڑھ کے ہو کیا بروئے گل گلچین نے رسیان میں بانڈھا گلوئے گل جلجنگن جو باغین ہو شمع روئے گل مدہوش کر رہی ہوئے موج ہوئے گل پتوں کی طرح زرد ہوا رنگ روئے گل جاتا رہا سحر کو وہ سب اونچے گل اتراتی کیوں ہو اپنی لطافت پہ ہوئے گل قلب و جگر کے زخم سے آتی ہوئے گل اک برق کو نہ مٹتی ہوئی آتی ہوئے گل </p>	<p> تحریر و صفت مارض رنگین یار سے بیش شمیم جسم یون ہو بسا ہوا موتی سے موتیا تو ہوا باغ دہرین بلبل اگر کھی قید تو آزاد تھے یہ کب مون جمع آ کے بلبل و پروانہ ایک جا سرشار بلبلین مون نہ کیونکر بارسین جھونکے چلے چمن میں جو بادِ سموم کے پہلوے ہوشان میں جو گدڑی تمام رات اک رات کے عروج پہ غرہ نہ چاہیے سیٹھ میں میرے ایک چمن ہو کھلا ہوا بلبل تیری آہ شہر زانے کیا کیا </p>
---	---

<p>ایمان ہمارے دل میں ہو یوں از عشق یار غنجین طرح سے ہو پوشیدہ بے گل</p>	
<p>غزل شعر ۱۹</p>	<p>فاخر وطن میں قید بکرو رہینگیا دیوار بھانڈتی ہو گلستان کی بے گل</p>
<p>کس کی اس کی نگاہ سے تکتی ہو بے گل پہلوے گلرخسان میں نہیں آج بے گل منتقار عذیب سے آتی ہو بے گل آتی ہو صاف غنچہ مینا سے بے گل پہل سے ترے حسام کے آتی ہو بے گل دیتا ہو آج غنچہ منتقار بے گل دینے کا غنچہ مسواک بے گل جاتی ہو لیکے قافلہ گل سے بے گل</p>	<p>بلبل جو فوج ہونے کو ہو رہے گل شرمندگی سے زرد نہ کیونکر ہو رہے گل پوشیدہ راز پوش ہو کیا باغبان پر اس پھول کی شرب گنجی ہو یہ ساقیا قاتل ہو جو ہرون کا چین یوں کھلا ہوا بلبل چین سے لائی ہو پھولوں کو توڑ کے زہاد کی نسیم نفس کا اثر ہوا غنچے کی یہ چٹک نہیں آواز رنگ ہو</p>

رو تا بغیر و جب نہیں عنذلیب کا	ہوتا ہی اب اشک سے اسکے لمبے گل
مڑ جا گیا تلمک پہ ہر پھول آفتاب کا	با و سموم سے جو اڑا رنگ روئے گل
یہ ہر شراب مہیج نسیم سحر کا فیض	کیونکر نہ بلیوں کو کرے مست بوئے گل
غنجے میں بند ہر کبھی باہر چین کے ہر	آزاد بھی اسے بھی رہتی ہر بوئے گل
پڑ مر وہ گل ملا کے ر خون سے یہ بوسہ	بلیل کو کیا پسند ہوا حسن بوئے گل
کیا ہوشا غصے نے دل عنذلیب کا	ہر دامن نسیم میں پوشیدہ بوئے گل
انگوڑ ز حسن قلب عنا دل پھٹے ہیں کیا	دیتی ہر بو شراب کی کیوں کج بوئے گل
پانی جو رنگ و حسن سے اپنے مشابہت	کس رشک سے وہ محو نظارہ ہیں بوئے گل
پروا توں سے وہ چپ ہر چپ عنذلیب سے	ہر مثل شمع بزم خموشی میں بوئے گل

تاثر آہ گرم عبادل کو دیکھ
فاخر چین میں خشک ہوئی آنکھ گل

غزل	ریختہ	شعر
<p>مغرور یوں ہیں کشتی عمرِ روان سے ہم کو بے تمان سے لڑکے چلے پاسانِ ہم مجبورِ سخت ہو گئے ظلمِ تمان سے ہم کہتے ہیں دل میں حسرت و ارمانِ آرزو اچھا ستا لے ہمو یہ کیس سیر کے آج کیسا وصال دیدہ اسکی ہوئی نصیب صیاد نے اسیر کیا دام میں ہمیں پھرتے ہیں مثل گردِ رہِ قافلہ تباہ جانیگے اُنکے ساتھ ہوا میں وہ زار ہیں کہتے ہیں وہ سحر ہوئی اب گھر کو جانیے</p>	<p>کھینچے ہوئے ہوا پہ ہیں سر آسمان سے ہم آدم کی طرح نکلے ہیں باغِ جنان سے ہم دل آسما و صوٹھکے لائیں کمانِ ہم ہر سوں نکلتے ہیں زمین اپنے مکان سے ہم بہلہ ضرور لینگے ابھی آسمان سے ہم ناشاد و نامراد چلے اس جہان سے ہم آگے نکل کے باغین گراشیان سے ہم آوارہ چھٹکے دشت میں ہیں کاروانِ ہم روکے نہیں رُکینگے ترے پاسانِ ہم ماجرِ شب وصال میں شورِ اذان سے ہم</p>	

<p>چلتے ہیں چمکے چمکے جلاتا ہے جوہین اد کی طرح سے نہ دیکھی بہا رباع اے غنڈ لیب بھول نہ جانا ہمیں ذرا دامن میں کو کبھی اس موت سے بچے خواہش ایل سے کرتے ہیں لچل تو قبین کینخت موت آئے تو رحمت نصیب ہو وہ ہکو و بدبو کہیں ہم اُنکو و بدبو باقی رہے نشان کدھر کے کچھ دنوں جو چاہو ظلم و جور و تعدی کرو بہو</p>	<p>خاموش شمع سان ہیں کہیں کیا زبان سے ہم فصل بہا رہی ہیں چلے بوستان سے ہم لڑتے رہے ہیں تیرے لیے باغبان سے ہم اگر یہاں چھپے تھے فقط خوف جان سے ہم تنگ آ گئے ہیں ایسے ہی ضیوع مکان سے ہم بیزار ہیں شرارت کی شب اپنی جان سے ہم کیا ہو مزار زبان جو لڑائیں زبان سے ہم امیدوار تھے ہیں آسمان سے ہم ہو گئے نہ نا صبور کسی امتحان سے ہم</p>
--	--

<p>غزل</p>	<p>استاد جوہین کہتے ہیں استاد وہ ہمیں فاحرب اور کیا کہیں اپنی زبان سے ہم</p>	<p>شعر</p>
------------	---	------------

ہیں رست باز خلق میں پیرو جو ان سے ہم	جھک کر ملے نہ تیر کی صورت کمان سے ہم
بلبل کو بند کیا کرین حسن بیان سے ہم	کہ تے نہیں ہیں بحث کبھی بنیر بان سے ہم
چلتے ٹھہر ٹھہر کے ہیں مفضل دان سے ہم	کم صنعت ہیں نہیں ہیں کی ناتوان سے ہم
ای مصفیہ و ترپین نہ کیوں نیجاں سے ہم	ہیں نیم سر پر ہر حسام خزان سے ہم
ہاز و نوسے پالا تھا آغوش میں اسے	دل ہوا اٹھائے رنج وہ لائن کمان سے ہم
آتی ہوا ندھی رعد گستاہی چرخ پر	لیتے ہیں کام ہجر میں آہ و فغان سے ہم
ای دوست اب تو قبر میں جلوہ دکھائیں	ایران ویدائے ہیں مر کر چاٹنے سے ہم
گردش یہ بے سبب نہیں سنگ لحد کو ہر	مضطرب ہیں بعد مرگ بھی ہجر بٹان سے ہم
ڈرتے نہیں ہیں سنگ حوادث سے ہلکا	ہیں سخت جان زیادہ کہیں استخوان سے ہم
اوارہ کرو یا عنس ویرانہ نہیں	گلشن کو جانے نہیں فیصل خزان سے ہم
ساقی سے فخر کر کے یہ کتنی ہر دخت رز	ہیں سرخروز زیادہ کہیں ارغوان سے ہم

<p>ایسا ہو سکتے ہیں نہ جان سے ہم بے فائدہ سوال کریں پیربان سے ہم روتے ہیں آپ ہجرتیں اپنے سیانے ہم عادل ہیں وہ بہان میں نوشیروان سے ہم جان تک عزیز رکھتے نہیں یہاں سے ہم چل جائیں پرائزین نہ بھی آشیانے ہم رکھتے نہیں غرض کوئی نام و نشان سے ہم ہیں زرد و زار آمد فصل خزان سے ہم برباد وہ مکان ہوا اٹھے جہان سے ہم جھکتے ہیں دوستوں زیادہ کمان سے ہم انسانوں سے بے ہلینگے نادان سے ہم</p>	<p>قاتل لگا وہ ہاتھ کہ قصہ تمام ہو دینگے یہ جواب بتان جہان کبھی پرورد باتیں مٹے سے نکلتی ہیں اسح دل خون کرے جلکا تو دل کو کریں ملاں غم آئے کد و شوق سے دل کے مکان میں بجلی بھی آسمان گرا لے تو ڈھین کدو یہ آسمان سے مٹائے ہی تاک لگتے ہیں باغبان سے جو اٹان باغ یہ آباد تھا ہمارے ہی دم سے ویا عشق ایسا اس سے بڑھ کے اور تو وضع ہو گیا قصہ گو و کھا دے ہیں چلے روے یا</p>
--	---

یوسف کی طرح چھوٹ گئے کاروانے ہم مدت کے بعد آج ملے آشیانے ہم صد سالہ پیر ہو کے لڑیں نوجوانے ہم دبتے نہیں جہان میں کسی نوجوانے ہم نازل ہوئے بلا کی طرح آسمانے ہم شرمشک کہ قدریں تیرے یہاں سے ہم	مے سلطنت جو بعد صعوبات کیا عجب عالمین گذرے موسم گل قید میں ہیں زور شباب دیکھ ہمارا یہ شیبہ ہر بار چرخ پیر دلاتا ہی تو عبث ابریساہ زلف سینان کا ہی یہ قول غن و دل کا خشک ہو گیا آتے ہی تیرے
مضمون مکر کا ڈھونڈنے کا آخر عدم ہے یوں بڑھ گئے ہیں فکر میں عمر روان ہے ہم	غزل ۹۳
شعر ۳۳	
رویت نون	
سامان وصل کا ہی تو ہوا رہی نہیں میں اپنے دل سے آپ خبر داری نہیں	بیکار ہی شراب جو خمار ہی نہیں کیا اس سے پوچھتے ہو جو نیشاری نہیں

قاتل کو میرے قتل سے انکار ہی نہیں	پر کیا کرے کہ بنجر خونخوار ہی نہیں
پڑ مردہ گل ہیں خاک بڑاڑی شجر نہیں	کل جسطح تھا آج وہ گلزار ہی نہیں
کرتے ہیں قصہ تو وہ مرے قتل کا ضرور	پر کیا کریں کہ ہاتھ میں تلوار ہی نہیں
سمجھا ہی میرے خون کو وہ خون حلال کیا	قاتل کو میرے قتل سے انکار ہی نہیں
پہلو سے دل کو چین کے کرتے ہو پاپا	تسا بہان میں کوئی دل آزار ہی نہیں
کافر ہو یا کہ مومن دیندار ہو کوئی	اُس بُت کو خون بہانے سے انکار ہی نہیں
کرتا ہوں جب طلب چلے آتے ہیں پٹا	انکو بھی وصال سے انکار ہی نہیں
اب کیون غرور ہو کل آیا ہر شے پہ خط	جیسا تھا پہلے صاف وہ خسار ہی نہیں
ای باغبان بناؤں شمعین میں کس طرح	اس تیرے باغ میں تو کوئی خار ہی نہیں
بن کے لاکھ باغ میں چلتی تو ہر صبا	اٹھکھیلیوں کی پرتری رفتار ہی نہیں
صدقے میں شاہ حسن کے آواز سب ہو	اب قید کوئی مرغ گرفتار ہی نہیں

بعدِ نجاتِ حشر میں رحمت کا تھا یہ قول	اب اسکو بخشوں کوئی گنہگار ہی نہیں
انکھوں کو میری دید کا لپکا تو ہے مگر	جھاٹکوں میں کیا کہ روزِ یوار ہی نہیں
گہرائے میکہ میں نہ کیوں خستِ گاہ	کس سے ہوشِ غدا کوئی میخوار ہی نہیں
شکوہ میں اُنسِ وعدہِ خلائی کا کیا کروں	انکو تبولِ وصل کا استہوار ہی نہیں
پونچھا جو نوحِ دل کو تو شوخی سے بولے وہ	قیمت بتاؤں کیا میں خریدار ہی نہیں
باہرِ نونِ حصارِ وطن سے سفر میں بھی	لیکن قدم میں گردشِ پرکار ہی نہیں
دو شبِ فراغ سے کر لے مفتابلہ	جان دیتا ہجرِ یار میں دشوار ہی نہیں
پہلو سے میرے ٹھٹھیں تو بیدل نہ کیوں ہوں میں	دل لیکے چونہ جائے وہ دلدار ہی نہیں
اکتی ہر بہرِ دیدِ بصارت یہ پیسر کی	کیا نکون گھر سے طاقتِ قمار ہی نہیں
اکدم کے بعدِ ہجری رہتا ہر تذتوں	ہمکو تو وصلِ یار سزاوار ہی نہیں
کہتے ہیں دیکھو وہ دم واپسین مجھے	ادنیٰ اسکا فیل ہر پیار ہی نہیں

<p>یوسف نہیں تو رونق بازار ہی نہیں ناوک بھی میرے پاس ہر تلوار ہی نہیں کبخت آج وہ پس دیوار ہی نہیں اب اور کوئی طالب دیدار ہی نہیں گھر دکھلا ہوا کوئی دیوار ہی نہیں</p>	<p>سوار جا کے دیکھ چکا ہوں میں مصر میں کہتے ہیں مجھ سے ابرو و مژگان دکھائے وہ میرے شوقِ دیرین کہتے ہیں جاکر جلوہ دکھائے برقِ تجلی کسے کلیم آنکھوں میں انکی بند رہے کس طرح نظر</p>
<p>شعر ۲۳</p>	<p>بازارِ مصر میں اسے لیجا کے کیا کرے فاختہ کے دل کا کوئی خریدار ہی نہیں</p>
<p>غزل ۹۳</p>	<p>زنگ و ناقوسِ موذن کوئی دلِ شاو نہیں تنگ کب سختی جان سے مری جلا د نہیں ترک جلا و فلک کا کوئی اُستاد نہیں بات یہ ملکِ خموشان میں عجائبِ کبھی</p>
<p>کون اس غمکدے میں مائل فریاد نہیں کب گلے پر کششِ خنجرِ فدا و نہیں سب جوروں جہاں کچھ بھی اسے یاد نہیں شہر کا شہر سب اسے مگر یاد نہیں</p>	<p>کون اس غمکدے میں مائل فریاد نہیں کب گلے پر کششِ خنجرِ فدا و نہیں سب جوروں جہاں کچھ بھی اسے یاد نہیں شہر کا شہر سب اسے مگر یاد نہیں</p>

جان رہے یا نہ رہے پھونکے گرم ہونے
 جوش سودا نہیں کب عشقِ مرہ میں جھکو
 طوں قمری کے پڑاوغ پڑا بلبل کے
 اُسکے صد قہیں ہا ہو گئے قیدی شاید
 صفحہ دل پر مرے کھینچ دین اُسکی تصویر
 کیا کمون لیکیا دل کون مرے پہلو سے
 دو دن کا مثل نہیں ایک ہین تپن
 اتنی مدت ہوئی صیا و قفس میں مجھ کو
 چین گیسو سے مراد دل نہ بھی ہو گا رہا
 خاک آتش ہی ہوا اب ہر اک جاہم
 شوخیان اُنکی جو چین کی بیان کین ہیں

یا سین اب نہیں یا خاۃ صیتا نہیں
 تشلبِ خون کا مرے نشتر فضا نہیں
 قیدِ الفت میں کوئی باغ میں آزا نہیں
 آج زندان میں کوئی ماہل فریا نہیں
 یہ بھی کیا دستِ سرسبانی و ہزا نہیں
 ایک مدت کی ہر یہ بات مجھے یاد نہیں
 مجھ سا صاحبِ نہیں اُن سا ستمِ اچا نہیں
 ہشیاءِ تھا کمانِ باغ میں کچھ یاد نہیں
 قیدی خاۃ زنجیر کی میسا نہیں
 ان عناصر سے زیادہ کوئی احد نہیں
 پورے شراب کے یہ بائیں تو ہیں یاد نہیں

<p>کچھ جوانوں کی نظر میں تری بنیا دین آج بھولے ہوئے بیٹھے ہو مری یا دین دلِ قفس میں بھی مرا مائل فریا دین افعیٰ زلف سے ڈرنا وہ تمھیں یا دین آنکھ سے آج نہان گلشنِ شہِ ادب میں یہ وہ شاگرد ہے جو پیر و اُستاد میں ناتوانی سے مجھے طاقت فریا دین</p>	<p>ہم سے اری پیر فلکِ بل کی تو کیوں لیتا کل وہ چھپ چھپے مرے پاس پہنچا چین اس طرح سے صیاد مجھے دیتا کہتے تھے شانہ و گیسو کو سر مار سیاہ دیکھ کر جسم زخمون کو یہ بولے زخمی قیس کا خضرِ بیابان سے الگ جاوے ان دنوں کیوں نہیں آئے ستمِ ایجادوں کی</p>
<p>شعر ۲</p>	<p>کچھ تعلق انھیں یلین میں رہتا ہے ضرور سو فاختہ کوئی اس باغ میں آڑا دین</p>
<p>غزل</p>	<p>کچھ روانی تری اری تیشہ فولا دین خوفِ کلچین کا تنہا دہشتِ صیاد دین</p>
<p>نہرِ خونِ سحرِ دیدہ نہرِ یاد دین غدا لبِ آج کوئی مائل نہرِ یاد دین</p>	<p>کچھ روانی تری اری تیشہ فولا دین خوفِ کلچین کا تنہا دہشتِ صیاد دین</p>

بے سکھائے اُنھیں کب درِ سخنِ خایا نہیں

یہ جو اناں حینِ قید سے آزاد نہیں

مجھ سے کہتے ہیں شبِ وصل وہ بوسہ لیکر

اب میں دھونڈوں کہ ہر اُس بے گم گشت کو

آج پہناتا ہوں زنجیرِ توکل کا ٹکے گا

عشوہ و ناز و اداسی و بیداد گری

سایہ زلفِ پیرو سے بچا تا یارب

ظلم و بیدادِ نئی طرح سے وہ کرتے ہیں

اُس نے دزدیدہ نظر سے جو ادھر دیکھ لیا

جبرِ برائے مصیبت میں بجا عاشق پر

شوخی کا تیرِ نظر کیون نہ در آئے دلیں

خود وہ اُستاد ہیں انکا کوئی اُشاوہین

یا بگلِ باغِ عین کب صورتِ شہنازین

کیا سبب ہو کہ جو اُس وقت بھی تو شاوہین

یار کے چاہِ دقن میں دلِ ناشاد نہیں

سخت آہن سے زیادہ دلِ خداؤں

کون سی ہر وہ ادا جب کی مجھے یا نہیں

اس بلا سے کوئی دیوانہ توں پہلے آ نہیں

کون سی ہر وہ جفا جس میں کہ اُشاوہین

سمجھا پہلو میں مے اب لہناؤں نہیں

ایک دم بھول گئے ایک تمہیں یا نہیں

آئینہ یہ ہے کوئی ساتھ تو لاؤ نہیں

اُنکے بروے کشیدہ سین کیونچن کر دین	تین کھینچے ہوئے سر پر کوئی جلا و نہیں
چنگیوں سے دل یہ حال کو بیسودہ کرے	سُرمہ ہو جائیگا اسکی کوئی نیسا نہیں
بہر یوسف میں نہ کیوں گریہ کنان ہوں	کوئی ایسا نہیں جسکو عنسمِ اولاد نہیں
بنگے دیوانہ کیے خوب مرے لیلی سے	فقرہ بازی میں کوئی قیسِ استاد نہیں
فقر کو گوشہ عزلت میں چھپالے اپنے	کیا دراز اتنی کُلاہِ سر آزاد نہیں
خاک ہو گا نہ شہیدِ ننگہ ناز کبھی	کشتہ تیغ ادا کشتہ فولا و نہیں

غزل	تاہرادی سے کہو دھونڈھلا دے قاصر	شعر ۳۲
	آج پہلو میں ہمارے دل ناشاد نہیں	

تڑپتا دل رہے کیونکر نہ برین	اُٹھی ہوئی سی میرے جاگڑین
بھرے ہیں نالہ شہبازِ برین	چلے آئیں گے کل وہ میرے گھرین
دلِ میران نہیں اڑے کہ برین	اُڑا ہی چھائی ہو میری نظرین

چلے آئیں وہ تھانے دل کو گھرین
لباس صندلی کیوں ہونہ برین
یوں آنکھوں میں کھپے رہتے ہیں گیسو
غم ہجران کے دعوت کیا کروں میں
جاہوں کی طرح سے زندگی ہو
کسی کا خون ناحق کیا کر وے
سحر کو رخ کا اسکے دھیان آیا
بسان سوزن ساعت ہو گریش
پتا انکا ملا جھکوا اسی سے
ہزاروں گردن کاٹیں نہ کیونکر
پاک کر بل نہ کیوں گیسو کھائے

اثر پیدا ہوا وہ بے اثرین
رہا کرتا ہو فاختہ درد و سرین
جہان تاریک ہو میری نظریں
لہو باقی نہیں سرے جگرین
تہیں دم کا بھر و سا پکڑتے ہیں
لگائی تیغ کیوں ایمان کمرین
کیا طوطے کو گیسو رات بھرین
سفر ویش ہو مجھ کو حضرین
نشان بجا جو دیکھے رہزین
لگا ہو نیچے انکی کسرین
کہان ہن کی طاقت کمرین

کرین اب آکے پروانے بھلا کیا	وہ روتی ہی نہیں شمع سحرین
زمانے میں گویں ہزاروں	سما تا پر نہیں کوئی لنگرین
ہیں تیرے ورون شرب وقت ہونے	سمندر کیا بھرا چشم ترین
نہ درصیا و جاؤنگا کہاں میں	نہیں ہر طاقت پرواز پرین
نہ کیوں ٹکڑے ہو دل اکی جگا	برش ہو تیغ کی نیچی تھلین
فرغ و باغ دل پر میں کیا ہو	ضیا باقی نہیں سحرین
نہ کیونکر کٹھن اسی ادھر	چکس ہو تیغ کی اگلی کمرین
ہوئی ہر فکر ان اتون کی جھلک	سرا پا غرق ہوں آب گہرین
مثال شیشہ ساعت ہوں ہزار	کئی ہو عمر بھر سری سفرین
گذر دل کا ہو گناہ و سنجہ	مسافر بچہ کے آیات بھرین
نشان نقش پامچین وہ شاید	بچاؤن کیوں آنکھیں گزیرین

<p>کوئی بیٹھا کر کیا بلوین اُسکے تیہی کا بڑا ہوتا ہے صبر جیلے جاتے ہیں آنسو بھی ہمارے کیا ہے تیغ و نڈان سے جوشہ اثر پیدا نکلا کا ہو آئے نہیں وہاں شمشیر سے یہ عزیز اعمال مرقد میں نہ کیوں ہوں</p>	<p>اٹھا ہر دور و کچھ قلب و جگر میں پڑا نا سوراخ قلب گہر میں نخشب کی آگ ہے سوزِ جگر میں مجھے تم توپ دو گر دگر میں غبار کو چہ تر جسمِ جگر میں کھلے ہیں بھول قاتل کی سپر میں ملا اک دوست مجھ کو عمر بھر میں</p>
<p>غزل</p>	<p>نہیں کوئی یہ فانی میں فانی اندر صبر ہی رہا کرتا ہے گھر میں</p>
<p>یہی نہ غم سے جنگ و جدال کرتے ہیں وہ لیکے آئینے کو تو خیال کرتے ہیں</p>	<p>ہمیں کو الٹی چھری سے حلال کرتے ہیں جو اپنے عکس سے پروں ملا کرتے ہیں</p>

<p> بیب ایک پھول سے رخ کا خیال کرتے ہیں وہ اپنی چال میں بھی جیسے چال کرتے ہیں عبث عبث کو وہ کیسے ملا کرتے ہیں غضب کرتے ہیں ناخن تراش کر اپنے فشار ہونہ دوبارہ کہیں غریبوں پر دکھا کے زلف پریشان مجھے سربازار مثال حضرت موسیٰ مجھے یہ غش آئے انھیں بھی قہر کا ضرور شام و صبح عجب طرح سے اُبھتا ہر دل معاذ اللہ لیا تو بسہ ابر و رقبہ نے لیکر قریب ہوتا ہر گھٹ گھٹ کے دم نکلائے </p>	<p> نظارہ کل باغ جمال کرتے ہیں خرام ہاڑ سے دل پائال کرتے ہیں نجانے دل میں وہ کیا کیا خیال کرتے ہیں گنا گنا کے قہر کو ہال کرتے ہیں مٹے ہوئے کو وہ کیوں پائال کرتے ہیں گنا گنا مرا بال بال کرتے ہیں الہی خیر ہو ہم بھی سوال کرتے ہیں جو آسیا کی طرح سے سوال کرتے ہیں شب فراق کا جب ہم خیال کرتے ہیں وہ بے چھری مجھے ناحق حلال کرتے ہیں ہم اپنی موت کا جسم خیال کرتے ہیں </p>
--	--

<p> مریض بھر ترے انتقال کرتے ہیں ذرا سی بات کا اتنا ملال کرتے ہیں بزرگ سبزہ جین پائیال کرتے ہیں کہ آج پہلے پہل ہم سوال کرتے ہیں اشارہ دشت میں مجھے غزال کرتے ہیں ہم اپنے دل میں ہزاروں خیال کرتے ہیں خطا کسی کی کسی سے ملال کرتے ہیں کہ لاکھوں کبک ی پائیال کرتے ہیں کہ ہم سے بوسوں کا الٹا سوال کرتے ہیں لکھنڈ زلف سے صید غزال کرتے ہیں جواب پاتے ہیں جیہم سوال کرتے ہیں </p>	<p> خبر کرے کوئی جا کر یہ رشک عیسیٰ سے غضب ہو بوسہ ابرو پہ کھینچتے ہیں تیغ صدا گرے ہوئے پھولوں کی ہر گلچین سے ہماری ابرو اُن ست سے اے خدا کے کھلے سمجھ کے عاشق جیشمان شریکین محب کو وہ بے سبب کبھی مجھ سے نفاقا جو کرتے ہیں کشیدہ ہمسے ہوں تصویر کھینچ لے کوئی جہان میں چائے کیون اب ہوا جواب انکی دم وصال چھائی ہی خودی اُن پر پھنساتے ہیں مرنے کو وہ چوہ گیسو میں بتوں سے ہوتی ہیں باتیں کی تندرستی </p>
--	--

طلب ہے کرو دل کو تلموزیب نہیں	کس فقیر سے سلطان ہوا کرتے ہیں
گلون کو آکے سکھاتے ہیں ونہی اپنی	ہر اک شجر کو چین میں نہال کرتے ہیں
غریزہ کہتے ہیں آنسے ہاری بالین پر	ہٹو ہٹو کہ یہ اب انتقال کرتے ہیں
ٹھہرا جل کہ ابھی موسم جوانی ہو	یہ جو صلیب بھی مرا انتقال کرتے ہیں
ہمیشہ جنکو نزاکت تھی مانع فستار	وہ لاش لیکے چلے ہیں کمال کرتے ہیں

غزل ۹	زبان جواب میں چارپائے کے درختاخر کی
	فرشتے قبر میں مجھ سے سوال کرتے ہیں

شمار ۲۱۹

میں دل جلا جو کبھی پتیا ہوں باغ میں	آتی ہو بوبکباب کی میرے دلخیز میں
جلتی ہو ایک شمع سی بلبل کے داغ میں	رگڑے گل کا ہو جو قبتلہ چراغ میں
صیاور اس چین میں جو رکھتا نہیں مجھے	لیجیل سے تفس کو کسی اور باغ میں
یہ موتیا بھی پھر کس موتی سے کم نہو	برے اگر یہ ابرگس بار بار باغ میں

زلف سے ہر کب عرق آلود ٹھیکے پاس
 اچھا یہ دیکھیں آنکھ اٹھا کر مجھے حضور
 گر میں نہیں تو کوئی نشانی ہی ہو مری
 اُن آنکھوں کا میں دیکھنے والا ہوں باغبا
 بید روی اس چمن کی دورنگی کے ساتھ
 کوئی گل فساد کھلا چاہتا ہو آج
 دربان بھی کہے یا میں تنہا ہوا
 دیوانوں کی طرح سے پھر کیون نہ سمر
 کتا ہو کون آب و ہوا سے چن ہو خوب
 فارون سے کچھ غرضن مجھے گل سے کاغذ
 ہر ایک رو شاہ گل زرد زرد ہے

یہ سانپ اُس چلنے آیا ہو باغ میں
 ترکس سے اب کرونگا اشار میں باغ میں
 صیاد آشیانہ ہی رہنے دے باغ میں
 کیا دیکھوں آنکھ اٹھا کے ترکس کو باغ میں
 ہنستے ہیں بھول دتی ہوں شبنم جو باغ میں
 ہمراہ وہ رقبے کے جاتے ہیں باغ میں
 شمشاد طسح سے اکڑتا ہو باغ میں
 سودا نے زلف یا رکھا ہو دماغ میں
 ترکس سد امراض ہی رہتی ہو باغ میں
 رہتا ہوں مثل سبز بیکانہ باغ میں
 کیسی ہوا چلی ہو آگئی یہ غنیمت میں

سو یا ہو کوئی سبز خوابیدہ کی طرح	پھر تی ہو خود نسیم دے بیے پائون باغ میں
سودائے زلف تو گامین دل پہ تپاچ کر	اتو ہی سمانی ہو میرے داغ میں
خوابیدہ بخت کیون نہ ہوں سمجھے وہ گل جو غیر	ہو جو خواب سبز ہو بیکانہ باغ میں
آنے نہ دے چمن میں اگر باغیان مجھے	بستر کاؤن سایہ دیو ارباع میں
سوز و رن سے بعد فنا کے جلا دیا	روشن کیا چراغ کھدین نے باغ میں
کہتا ہوں گر بیل ہر بے اثر	شبم تو روز اشک بہائی ہر غم میں
ستاٹا ہی پڑا ہوا ہو کا مستام ہو	بیل نہیں جو زمر میں سچ آج باغ میں
باریک بال سے بھی نہ ان کی کہیں نظر	ہو نچا عدم ملک میں کر کے رنج میں
اجھا تھا زلف یا میں جب تک تو خوبصورت	اک دم بھی لے نہ چین پایا قلع میں
جیتا دکاش اسیر خزان میں اسے کرے	ہو موت عند لب کی پشورہ باغ میں
عزت ہو فلسوئی بھی نہ در کے قریب	ہو گل کے پاس خار کی بھی قدر باغ میں

غزل ۹	فاخر کا دل شگفتہ ہو آنے کو ہودہ گل ہو آمد بہار دل باغ باغ عین	شعر ۲
<p>آئی ہو کیا ہمارے دل کے عین محو خرام یوں ہو وہ دور ایام عین لے اتھوان قریب سیر رو کی عین او پر خبیب یہ نہیں اُنکو گر عین خالی نہ کیوں ہو دست قریب سیاہ یہی روشن کی زلف سے لکھے ہیں و اُس بزم میں جلاؤں میں یہ بنگی شمع کا جل بھی یہ چشم وہ کرتے نہیں کبھی کیوں ہیں کد پر عمر پروانہ بلبلیں</p>	<p>آکر کبھی تو سیر کرو خانہ باغ نسیمین جیسے نسیم جھومتی پھرتی ہو باغ عین جھکڑا پڑا ہوا ہو ساگ یار و زائین پھرتے ہیں ہر وہاہ کسی کے سر عین کب زرد شست خنجر منت ارزا عین بھیجوں گا خط میں بانہ سے کہے پر ہا عین روشن کروں رگون کا قیام پر عین ہو دو دل شریک ہو دو دیر عین شاید پڑا کر عین گل بھی ہے عین</p>	

<p>جیسے صدائے خندہ نہیں ہر چراغین پامال ہونہ سبزہ بگائے باغین کالے کے سامنے نہ رہے صنوبر چہرین پانی ملے تو شور ہو پیدا چہر چہرین آنکھوں کے تل کاہل جلاؤں چہر غمین ناسور پڑ گیا ہر کلیجے کے داغمین کس بادہ کش کی خاک ملی ہو یا غمین نکا و صوان نہ وہ جگر کے چہر غمین نشے جو سر جھکانے ہیں بزمِ ایامین</p>	<p>ہنستے ہو تم جو بزم میں اس طرح سے ہنسو گلگشت میں ہو غیر کا سکو بھی یہ خیال سو اے زلف یار نے دل کو بچھا دیا ہوتا ہر غیر جنس سے کب ربطِ باطنی کاہل وہ رشک شمع چو پار بر آہٹم آنکھوں کی میری اشک نہ کیونکر بہا کرین ساقی رہے بھر کے جو دھری جذب ہو اتھاے سوز عشق جو منظور تھا مجھے کس مست ناز کے ادب آموختہ ہیں یہ</p>
--	---

<p>شعر</p>	<p>ہیں اس غزل میں جو گلِ مضمون بھیجے فاخر کے شعرِ طلیحین پرستی ہیں باغین</p>	<p>غزل</p>
------------	---	------------

شک ہتھین میں میرہ ترین	بانی استا نہیں سمت میں
جان جاتی ہر ہجر و لبرین	وصل جانان نہیں مقتدرین
کیا پھنسا جا کے زلف و لبرین	آج ملتا نہیں جوں بدین
بیمحسی یوں ہر جسم لائبرین	تار جیسے کوئی ہو بسترین
کیون نہ میرے لہو کا پایا	آب ہل نہیں ہر بحرین
جہ آئے تو موت بھی آئی	تفرقہ ہی رہا مستدرین
کون آیا دیان قیامت قد	حشر ہر پایہ کیون ہر مشرین
جا کے سو بارہم لپٹ آئے	انگو پایا نہیں کبھی گھرین
اشک خون بابا نکھوئیں کربین	مے گلگون بھری ہر ساغرین
نزع میں کیون نہ کیوں انگو غور	اب ملاقات ہوگی محشرین
اُبلے پر تیریں اشک نکھوئیں	کیون نہ طوفان اٹھ سندھین

یہ صفائی نہیں ہے گوہرین	آنسوؤں میں جو آبداری ہے
تاب پرواز ہے مرے پرین	دیکھ اڑتا ہوں باغ کو صیاد
موت آئی ہے تجب زلبرین	لیکے ارمان وصل جاتا ہوں
درود اٹھاتا ہوں قلب مضطربین	پیشا کیوں نہ ہو مجھے دشوار
ورود پیدا ہوا مرے سرین	صندل آتے ہیں کیا لگانے کو
کچھ ابھی ہیں تو کچھ ہیں دم بھڑین	کیا تلون مرزا ہیں مشوق
کون سود نہیں ہے سرین	انکی زلفوں کا کیا ہوں یونہ
ہو گی آوارگی مقدرین	خاک میری نہ کیوں ہے برباد
کوئی دھنا نہیں ہے سنجہین	تھون ناحق ہی چھٹ گیا قاتل
کیا روانی ہے آب خجہین	سرمستول بہتے ہیں تاتل
جی لگا ہوا کبوتر ترین	پھر کے آیا نہ کوئے جانان سے

<p> سخت جانوں کی گزیریں کھٹیں حاک سے میری کیوں نہ چاکیں آنکھوں میں جو بارہو کشی دل سوزان میں جو طرت ہو ہاتھ آئے جو پار کی تصویر گر ویشیں دیگا کیا فلک مجھ کو پانی قاتل گلے تک آیا ہو مرتے مرتے رہے لبوں پہلی </p>	<p> یاڑھ کیا قہر کی ہر خنج میں گر ویشیں ہیں لکھی مقد میں نامہ لکھا ہو خطِ بساغر میں تیری ایسی نہیں ہو انگڑیں رکھوں آئینہ سکندر میں آپ اکٹھوں پہر ہو چکر میں دو بتا ہوں میں آبِ خسرو میں دم جو نکلے تو عشقِ حیدر میں </p>
<p>غزل</p>	<p> وینا فاسر کو یاعلیٰ وصیان اُسکا ہو جامِ کوثر میں </p>
<p>ہاں ذرا جو شش میں آوید وہ گریبان دیکھیں</p>	

ہم کو منظور ہی پھر نوح کا طوفان دیکھیں

ہم وہ درویش ہیں گر کو چہر جانان دیکھیں

ہم کلمہ اٹھا کر بھی نہ پھر گلشن رضوان دیکھیں

جذبِ الفت کا اثر سلسلہ مجنابان دیکھیں

منتشر ہم ہوں جون زلف پریشان دیکھیں

ہم جو کچھ کہہ رہے وہ گیسو سے جانان دیکھیں

اک دکا شب کو نہ کیوں خوابِ نشان دیکھیں

شبِ فرقت کی سحر ہو کہیں پیدا یا رب

اپنے دامن کی طرح چاک گریبان دیکھیں

آتشِ عشق سے جل جائیں نہ کیوں پروا نے

حال سوزندگی شمعِ شبستان دیکھیں

یا الہی کمین پھر فصل بہاری آئے
 گل و بلبل سے پھر آباد گلستانِ دیکھین
 قول ہو مشوق شہادت میں یہ جاننا زون کا
 ہو روانِ حلق پہ کب حسنِ بہر ان دیکھین
 عرسِ مثنوی میں چلے جاتے ہیں سبیلی و ش
 آپ بھی چل کے ذرا سیر چراغانِ دیکھین
 آتشین داغِ جلا میں جو مرے دل میں چہراغ
 گھر میں بیٹھے ہوئے ہم سیر چراغانِ دیکھین
 گھر میں ہم صورتِ آئینہ رہیں سکتے ہیں
 چشمِ زر گس کو اگر باغِ مین حیران دیکھین
 حالِ ہر عاشق و معشوق کا کیسا برعکس

گل ہنسین باغ میں بلبل کو جو نالان دیکھیں

کیا کریں حمد لی سے ہیں ہم اپنی محبوب

ہم بھی رونے لگیں گر شمع کو گریبان دیکھیں

وہن مرتد بے مردہ یہ دیتا ہر صدمہ

کس دن آباد ہو یہ حنائی ویران دیکھیں

آنکھیں ساقی نے پھرائی ہیں ابھی تو تھمے

آگے دکھلاتی ہے کیا گردش دوران دیکھیں

حال جب سترِ محبت کا کھلے گا ہم پر

سرِ بالین جو تمہیں باہرِ عریان دیکھیں

شکستہ بھی ہو پھر قبر شکستہ کی طرح

چشمِ عبرت سے جو ہم کو رُغیبان دیکھیں

مجھے کھل کھل کے گل دلِ جنون کہتے ہیں

فصل گل آئی ہو پھر چل کے گلستانِ یمن

باغ سے ٹھوکرین کھاتے ہوئے بھاگین دونوں

کبک و طاؤس اگر تلو کو خرامان دیکھیں

مرحبا دستِ جنون تارہ باقی رکھنا

ٹھٹھکے دامن کے اُڑیں چاکِ گریبان دیکھیں

اپنے جاتے نہ کیونکر ہوں پتنگے باہر

شمعِ جب پروہ فائوس میں عریان دیکھیں

زخمِ مہاے جگر و دل میں چاک پیدا ہو

صورتِ برق جو اُس ماہ کو خندان دیکھیں

ساتھ ہم ہر کس و نا کس کا دیا کرتے ہیں

ہم بھی تالے کرین بیل کو جو تالان دیکھیں
 دل میں اے کشاکش حسرت و اندوہ و الم
 کس طرح تن سے نکلتی ہو مری جان دیکھیں
 جان کر سلسلہ رشتہ افست کا سیر
 بال وہ کھول دین مجھ کو جو پریشان دیکھیں
 موت اُدھر آئی ہو لیکن وہ اُدھر آئے ہیں
 کس کشاکش میں نکلتی ہو مری جان دیکھیں
 غزل ایک ایک نے محنت سے کی ہو فاتر
 غزل ۱۲
 داد دیتے ہیں کسے آج نغز دان دیکھیں
 شعر ۲۵

بہت دل اُبھتا ہو میرا وطن میں	جنون کہ رہا ہو رہو چلے بن میں
بلد میں ہو گردش سکون مجھ کو بن میں	سفر میں وطن ہو سفر ہو وطن میں

<p> ہوا مبتلا کب نہ رنج و محن میں ہزاروں زبانیں ہیں گویا دہن میں سفر میں کبھی ہیں کبھی ہیں وطن میں ہو صُورہ جو خاک شفا کا کفن میں رہی آرزو یہ دل برہمن میں عداوت چمکتے ہیں کیا کیا حسن میں مگر برہمی ہو کسی انجمن میں کہ شہرے ہیں ملک خطا و ختن میں زبان مثل تپتی روان ہو دہن میں زبان اُسکے گویا نہیں ہو دہن میں زبان دے رہے ہیں میر و دہن میں </p>	<p> پھندا دل جو زلف شکن شکن میں ہیں لاکھوں لغت شاعروں کے مخمیز ہماری گذرتی ہو یونہی ہمیشہ ٹکیریں خلعت سے ملتے ہیں آنکھیں بتوں نے نہ کیں مجھ سے باتیں کیا نکھر کے جو آئی ہو فصل بہار ان نجوم فلک کس لیے ہیں پریشان کہوں مشکبو کیا میں کیسو کو اُنکے مری بات ہر اک وہ کاٹیں نہ کیونکر بت کم سخن یوں وہ رہتا ہر ساکت مزا جو ملا ہو دم وصل اُنکو </p>
--	---

<p> ہنسین کھلکھلا کر نہ غمچے چمن میں حیا جس طرح سے ہوتا زہ اُلھن میں ہر ن چو کڑی بھر رہا ہے ختن میں اگر وہ سہی قد نہ چائے چمن میں خلی پر بھی باقی رہا پل رستہ میں نہاں تیغ تھی کیا جبین کی شکن میں سیاہی کدین سفیدی کفن میں فرشتوں نے مردہ نہ دکھایا کفن میں پڑی اوس الہی کیسی چمن میں جہان سے چلے منہ چھپائے کفن میں </p>	<p> عنادل کے زخم جگر ہون نہ تھے سدا سرنگون یون وہ رہتے ہیں مجھے دل و ارہ کوے کیسو نہیں ہے چنچلت سے شمشاد پھر پا بگل ہو ہن موے سفید ابھی پرچ اسکے کیا قتل مجھ کو چڑھائے جوا برو شب و روز ملک عدم میں ظاہر تن زار تار نظر کیا تھا مسیحا نہ ہنستے ہیں گل ورنہ روتی ہو شبنم کیا نام الفت کو بر باد مر کے </p>
---	--

گرا تے صنم کیون نہ کہے بین فاخر

غزل ۱	ہر قوت خدا کی شہادتِ شکر میں	شعر ۳
<p>افتخارِ ہمیں ہوا بروہا کی مثال میں انجھا ہوا ہون زلفِ سیاہ کی مثال میں آئی نہ کوئی بات جو میرے خیال میں تھکیوں کیا پاپیٹے سے انکو وصال میں کب تک میں لال لال میں شمعِ مست کی یادِ گلِ حذر رہے کیوں نہ اک طرح دل کو عروں قبر کا اران ہو کس طرح رویا ہوں منہ کو رکھ کے میں کز لہنِ یار پر کب کے حضور مر گئے ہوتے مریضِ ہجر وہ شرمسار غیر ہے بوسہِ طلبِ کب</p>	<p>جو ہر حکم ہے میں یہ تیغِ ہلال میں آتے ہیں مجھے سنبلیلی چانِ خیال میں پہونچا عدم کو اٹکی لکڑی مثال میں دو بیسے ہیں ہم عرقِ اشغال میں بادہ بھرا ہوا سحرِ چشمِ غزال میں آتی نہیں خزان کبھی بانِ خیال میں رحمتِ فراق میں ہو تو ایدِ اوصال میں گودھا ہوں میں نے موتیوں کو بالی لٹ میں لیکن یہ جی رہے ہیں امیدِ وصال میں آتی نہیں یہ بات ہمارے خیال میں</p>	

<p> وڈ چاکر دن تلک ہو کچی بس ہلال میں وحشت ہمارے دل کی ہوشم غزال میں دوزخ ملے فراق میں حنت صالحین پیدا اک اور نعل ہو نعل ہلال میں پھنس جائے مرغِ روح بھی حیرت کمال میں داخل ہوا ہون و فتر اہل کمال میں برق نہ گئے مجھ پر گرا تا جلال میں کھلتی ہو مشکون سے گرہ پڑ کے بال میں نقطہ نہیں ہو دیکھ لے لفظ سوال میں پر تو فگن ہو بدر کا جلو ہلال میں کیا مجھے تنگ مار ہو تجھ کو سوال میں </p>	<p> ابروے رشک ماہ سے بچا ہو ہمسری دشت جنون میں آج لایم مذاق ہے ہو آخرت یہ نہ سب عشاق کی نہی جلتے براق اڑکے جو پھر آسمان پر کیلے شکار تیغ سے قاتل مرا اگر فرو سخنوران میں لکھا ہو مر بھی نام جل جل کے میں بھی خاک نہو جاؤں مثل الجھن سے میں پاؤں نہ کیوں قلندر کو مانگے سے ایک تل بھی ملیگا نہ او حریص انگڑائی میں وہا ستن کو کب ستر ہیں کہتے ہیں وہ کہ پورے تو کیوں مانگتے ہیں </p>
--	---

چاہوں چو بلند یں اپ فلک سیر	کیلیں لگاؤں تاروں کی نعل ہلال میں
شبیم نے روئے شاہِ گل جو بک گویا	تر ہو گئی ہو خود عرقِ نفعِ سال میں
گد و نہ جوئے الجھن نکسیرِ قب میں	تکرارِ بڑھ نہ جائے جواب و سوال میں
السی قبابِ رخ سے مہرِ بام کیوں حضور	وہٹا لگایا آپ نے ماہِ کمال میں
دل ناخدا ہون و رقی عصیان کا خود مرا	ڈوبوں نہ کیوں ہم عرقِ نفعِ سال میں
او ترکِ چرخِ دل کو ڈریگا کیا مرے	چلے کی احتیاج ہو قوسِ ہلال میں
دون تاغی خانی ہر سے کیا مثال	سرخ و شمع کب ہو شفقِ گن ہلال میں
مریخ سے یہ گد و نہ زیب کرے	او چرخ کچھ برش نہیں تیغِ ہلال میں
اتنا یہ مجھے خوب تکر نہیں حضور	شبِ جائے دل نہ آپ گد ہلال میں
کرتا ہوں او فلک میں بلند آہیں اسلئے	لے جوڑ تیرا ہ کمان ہلال میں
حرفوں کے دائرے بھی مہ نہیں دیکھو	نکلے ہیں ہ ہلال دعا کے ہلال میں

<p> ہنسین کھلکھلا کر نہ غنچے چمن میں حیا جس طرح سے ہوتا زہ دھن میں ہرن چو کڑی بھر رہا ہے ختن میں اگر وہ سہی قد نہ جائے چمن میں تلخے پر بھی باقی رہا بل رس میں نہاں تیغ تھی کیا جبین کی شک میں سیاہی کدین سفیدی کفن میں فرشتوں نے مردہ نہ دیکھا کفن میں پڑی اوس الہی کیسی چمن میں جہاں سے چلے منہ چھپائے کفن میں </p>	<p> عنادل کے زخم جگر ہوں نہ محسوس سدا سرنگون یوں وہ رہتے ہیں مجھے دل آوارہ کو گیسو نہیں ہے چنچلت سے شمشاد پھر پا بگل ہو ہن موے سفید ابھی پرچ اسکے کیا قتل مجھ کو چڑھائے جوا برو شب و روز ملاک عدم میں ظاہر تن زار تارِ نظر کیا تھا مسیحا نہ ہنستے ہیں گل ورنہ روتی ہو شبنم کیا نام الفت کو برباد مرے کے </p>
---	---

گراے صنم کیوں نہ کہے میں فاختہ

شعر ۳	غزل ۱۰ ہر قوت خدا کی نسبت شکن مین
<p>جو ہر چمکے ہے مین بیتجہ مال مین آتے مین موعے سنبلی چان خیال مین پہونچا عدم کو انکی مکر کی مثال مین ڈوبے ہوئے مین ہم عرق انصال مین بادہ بھرا ہو سانچہ چشم غزال مین آتی نہیں خزان کبھی باغ خیال مین رحمت فراق مین ہو تو ایذا وصال مین گوندھا ہو مین نے موتیوں کو بالی لال مین لیکن یہ جی رہے مین امید وصال مین آتی نہیں یہ بات ہمارے خیال مین</p>	<p>ان نشان تہین ہوا بروکالی مثال مین آجھا ہوا ہون زلف سیہ کی مثال مین آئی نہ کوئی بات جو میرے خیال مین محرکیوں کیا پسینے سے انکو وصال مین کب آنکھیں لال لال مین شمع مست کی یاد گل عذار رہے کیوں نہ اک طرح دل کو عروس قبر کا اران ہو کس طرح رویا ہون منہ کو رکھ کے مین کب نہ یار پر کب کے حضور مر گئے ہوتے مر فیض بحر وہ شرمسا غیر سے بوسہ طلب کے</p>

<p> ابروے رشک ماہ سے بچا ہوا ہمسری دشت جنون میں آج لہام مذاق ہے ہو آخرت یہ نہ سب عشاق کی نہی جائے براؤں اڑنے کے جو پھر آسمان پر کیلے شکار تیغ سے قاتل مرا اگر خود سخنوران میں لکھا ہو مرا بھی نام جل جل کے تین بھی خاک نہو جاؤں مثل الجبین سے میں جاؤں نہ کیوں قلندر کو مانگے سے ایک تل بھی ملیگا نہ او حریص انگڑائی میں وہاں ہتھون کو کب ستر پہن کہتے ہیں وہ کہ بوسہ تو کیوں مانگتے نہیں </p>	<p> دو چار دن تلک ہو کچی بس ہلال میں وحشت ہمارے دل کی چوٹیم غزال میں دوزخ ملے فراق میں جنت صالح میں پیدا اک اور نسل ہو نسل ہلال میں پھنس جائے مرغِ رنج بھی جو کربلا میں داخل ہوا ہوں دفتر اہل کمال میں برون گم نہ چھپے گرا تا جلال میں لکھتی ہو مشکون سے گرہ پڑ کے بال میں نقطہ نہیں ہو دیکھ لے لفظ سوال میں پر تو فلک ہو بدر کا جلو ہلال میں کیا مجھے نہنگ عمار ہو تجھ کو سوال میں </p>
--	--

چاہوں چسبندی آپ فلک سیر
 شبنم نے روئے شاہر گل جو بھگ دیا
 کہ وہ مجھ سے اچھین نکسیرن قبیلین
 الٹی نقاب رخ سے سہرا م کیوں حضور
 دل ناخدا ہوز ورق عصیان کا خود مرا
 او ترک چرخ دل کو ڈرہیگا کیا مرے
 دون تاغین خانی ہر سے کیا مثال
 مرتخ سے یہ کہ وہ زیب کمر کرے
 اتنا یہ شکستے خوب تکر نہیں حضور
 کرتا ہوں او فلک میں بلند امین اسلے
 حرفوں کے دائرے بھی مہ نہیں دیکھو
 کیلین لگاؤن تاروں کی نعل ہلال میں
 تڑپو گئی ہو خود عرق ہنس سال میں
 شکر ار پڑو نہ جائے جواب سوال میں
 دھبہ لگایا آپ نے ماہ کمال میں
 ڈوبوں نہ کیوں ہم عرق ہنس سال میں
 چلے کی احتیاج ہو قوس ہلال میں
 سرخی وہ شوخ کب ہو شفق گن ہلال میں
 او چرخ کچھ برش نہیں تیغ ہلال میں
 شب جائے دل نہ آپ گرد ہلال میں
 لے جوڑ تیرا آہ کمان ہلال میں
 نکلے ہیں یہ ہلال دعا کے ہلال میں

نوزد خزان چرائے گا کیونکر کون کا تر
 آمادہ ہو عدم کے سفر پر مسافر و
 کیونکر شبِ فراق میں دیون میں پانی جان
 افسردگیِ غیب سے دل کچھ گیا مرا
 اقتادہ مثل گردِ پس کاروانِ نجات میں
 ہومر کے کیون نہ کوچہ جانان کی آرزو
 عشقِ تباہ سے زیت کا میری شمار ہے
 تالے ہمارے دل کے نہ مقدر میں بھی
 برباد کر ہوا اے اہلِ مجھ سے زار کو
 بلیل وہ ہون کہ قید ہوں خود اپنے قلب میں
 یوں قافلے سے چھوٹ کر تنہا میں گیا

کیا باغیان سر و چمن میں حسن نہیں
 آوازِ الرحیل ہی رنگِ جبر حسن نہیں
 ناچار موت سے ہون کوئی ایسے نہیں
 وہ ولولہ نہیں وہ ہوا وہوس نہیں
 ناکان یہ دل مرا ہر صدِ اجر حسن نہیں
 یوسفِ نابہشت کی لکڑی ہوس نہیں
 ز تارِ برہن ہی یہ تانِ نفس نہیں
 خاموش آج کیون سر منزلِ جبر حسن نہیں
 جینے کی ہجریار میں مجھ کو ہوس نہیں
 صد چاکل مرا ہو یہ چاکِ نفس نہیں
 کوئی رفیقِ راس و پٹ پٹو پس نہیں

باور نہ تو دیکھ لو تم آ کے لاش کو	آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تمہارے خیال میں
میرا دل شکستہ و ناک ہو سبے فدا	بڑتی نہیں گرہ بھی شیشے کے بال میں

غزل	گو ہوں گناہگار نہ خشید گادہ ضرور	شعر ۳۱
	فاخر کو شک نہیں کرم ذوالجلال میں	

پھولا باغ پھول سرین قفس میں	صیاد پرہانی کی مجھ کو ہوس نہیں
ہاسے کی مجھ کو کج قفس میں ہوں نہیں	صیاد کیا کروں کہ مراد پس نہیں
فریاد کن یہ دل نہیں مٹی میں خستہ	جاتا ہوا قافلہ یہ صد اے برس نہیں
شکلی گلی تن سے جان بھلا کب بہار	کیا میرا مرغ روح اسیر قفس نہیں
اے آسمان تجھ ساتھی مغرب میں ہوں کیوں	وہ کیا داغ جسم میں ہوا و ہوس نہیں
ہو تا میں بوے غنچہ کے مانند کاشیر	حسرت یہ ہو کہ باغ میں میرا قفس نہیں
مردے وہ زندہ کرتے ہیں ایک ایک	آج کوئی جہان میں سیما قفس نہیں

<p>رواق وہ تیرے باغین ابکی برس نہیں شہر سخن کے گرد ہجوم گس نہیں</p>	<p>پڑمردہ دل مگر گئی آیا تھا باغخان ظاہر و شاعر ہو کہ پھیکا کلام ہے</p>
<p>شہر</p>	<p>مٹے سے جان جانیگی پڑنے کی طرح فاخر وصال یار کی مجھ کو ہوس نہیں</p>
<p>بیر کیا کروں کہ خوش حشت سے بس نہیں یہ گوشہ مزار ہے گنجِ قفس نہیں سچ کہ یہ چودہ روز ہیں وہ برس نہیں ملتی نہیں ہر نبض صد افس نہیں اڑتی نہیں ہر خاک صد آہیں نہیں کچھ تنگ آشیانے سے بڑھ کر قفس نہیں خالی قفس بڑا ہے اسیر قفس نہیں</p>	<p>آوارگی وشت کی مجھ کو ہوس نہیں مردہ ہر عندلیب صد افس نہیں ہفت سین حضور راہ دو ہفتے سے کیوں ہیں تیرے شریض ابرین اب کچھ نہیں ہا کیا یہ کہرا ان عدم کا طہریق ہے گھبراہی ہو قید میں بل تو کس لیے صیاد و قیدیوں پر ترے کیا گذر گئی</p>

<p> ہو سے نہ دو گے تم تو نہ لو گائیں غم بھی آنسو بھی کیا میں شہر خرموشان کے ماہر ہر زہر ہر باریں اک دم کی بھی حیات پیکار جو جا بجا جو مرے زخم تن سکھون ارباب ضلوعا باطل و ظالم کفر ہر بیت عنکبوت میں بزم نشاط آج صیاد و صحرے ہوئے روتا ہوا زار زار حیران ہو کے کہتے ہیں عاشق کی لاش کسکایہ قافلے میں نکلتا ہوں غم مرقعہ میں کیوں نہ تم سے مدد چاہوں پالی اک جان ملیب بھی ساتھ ہر دھڑکن </p>	<p> نگو ہوں نہیں تو مجھے بھی ہوس نہیں چھپ قافلہ روان ہو صد اجر نہیں حق میں مرے سموم ہوا نفس نہیں تختہ ہوا لالہ زار کا سطح نفس نہیں یکساں فرق شمع میں کچھ پیش پس نہیں نغمہ یہ تار کا ہر طنین گس نہیں کچھ پر نوچے پڑے ہیں اس نفس نہیں کیسا یہ خواب ہو کہ صد نفس نہیں آتی ہیں ہچکیاں یہ فغان جرس نہیں اس وقت یکسی میں کوئی داد نہیں گفتگو یہ بولتا ہو صد اجر نہیں </p>
---	---

توڑو گامین تر کے پرب بندوبست چال | کتب قابل شکست طالع قسم نہیں

غزل | فاختر ہو کیا حوادث عالم پہ خستیار |
امواج آب بحرین کچھ زور خس نہیں | شوق ۲۵

ابرو میں حسن کی کمانوں کا خم نہیں | ضو میں خمیدگی میں مہ نو سے کم نہیں
چلتا ہر سر سے پلے روانہ قلم نہیں | کوئی زمین شعر پہ نقش قدم نہیں
دل پر جو اس سچ کا دست کر نہیں | بیتاب و مہم دم ہر سکون کوئی دم نہیں
جاتا ہر کاروان عدم کس طوق سے | آواز زنگ و گرد و نشان قدم نہیں
کاٹی ہیں کیا حضور نے پاؤں کی پیریاں | سودا یوں کا آج وہ چاہ و حشم نہیں
سے خف زار ہزاروں ہی دفن ہیں | ہیں جا بجا مزار شان قدم نہیں
بس ہن نہیں زبان جو قاصد کچھ کہوں | لکھوں میں حال زار حال مسلم نہیں
بند آنکھیں کر کے کھولیں تو اکدم میں | ہستی سے کچھ بید و یار عدم نہیں

وہ قتل کر کے کوچے میں پھینک دینے
 کہ راستی ہو تیریں سیدھی نظر کی طرح
 محظوظ بلکہ ترقی ہو روز و شب
 آج سچے عشق میں کیونکر نہون عشق
 سمجھوں میں انکا اندر کنا یہ نہ کھلے
 باغ سخن میں بن گل مضموں کھلے ہو
 کیوں راز و لپہ کان لگاتے دوات
 سو گند کھائی مجھ سے نہ ملنے کی یار نے
 جب بیکشتا ہوں آنکھ مجھ سے پھر جی
 دل کی مصیبتوں میں نہ کیونکر شریک ہو
 کیسی خوشی ملاں بھی دیتا نہیں فلک

حتمین ستم بھی اب اٹھا ستم نہیں
 ابرو میں جو کجی ہو کمان میں وہ نہیں
 در و دل و جگر میں کمی ایک دم نہیں
 کبٹ میں اغما ہے جگر کے دم نہیں
 لہجہ نہیں عرب کا زبان عجم نہیں
 بلبل کا زمزمہ ہو صریرت سلم نہیں
 میرا فسانہ و روزبان ستم نہیں
 سمجھو یہ میرے واسطے اکی قسم نہیں
 وہ لطف کی نظر نہیں چشم کر نہیں
 جو وقت پڑتا ہے دیر سے وہ ہم نہیں
 فاقے پہ غلاتے دل کو میں کھانے کو غم نہیں

فرہادی طرح میں کروں کیونکر فرکار	کیا میرے پاتن شہ نولاؤ غم نہیں
کہتی ہو شاہ نہیں بھی تو خلیفہ تمام	اسد کے فقیر سلاطین سے کم نہیں
ہر پروش کیا ہوا از نو ہم کے ساتھ	یہ طفل شک خوگر رنج و الم نہیں
ہاتھوں کو کیوں ملینے جلاجل کی طرح	بزم نشاط یا زمین فسوں ہم نہیں
کچھ شے سے غرض نہ بہن کام ہر	ہم بادہ خوار ساکن دیر و حرم نہیں

غزل	کیفیتیں جہان کی دکھاتا رہیں	۲۵
	فاخر ہمارا دل بھی کم از جام خم نہیں	

موجوں کا یہ ستم بھی جبا بون بہم نہیں	اُنکو ہلاک کرتی ہیں یہ خیم و نم نہیں
تبیہ میں میرے دل سے زیادہ خرم نہیں	کہہ یہ وہ جو حسین مقام صنف نہیں
ایرہنک سے بعد بکا کے بھی کم نہیں	گہرا یہ پڑ رہا ہوی مری چشم نہیں
سیاد کے وہ گھڑیں یہ گلچیں کی گوہیں	کیا تفرقہ پڑا گل و بلبل ہم نہیں

یہ نام کب رقم سر لوح و تسلّم نہیں	منکر علی کے رتبہ اسلی سے کون ہو
کس کن مصیبتوں میں علی کا کرم نہیں	وقت اخیر و رزخ وزیر میں حشر
کو نیچے میں اُنکے کوئی نشان قدم نہیں	مرمر کے مثل فلذ ہو نچتے ہیں عاشقان
بے فیض باغِ نظم میں شاخ و تسلّم نہیں	کاغذ پہ کھلتے ہیں گلِ مضمون ہزار ہا
سکتہ سا ہو گیا ہو مرے تنہیں و دم نہیں	حیرت نے مجھ کو مردم تصویر کر دیا
کس کام کی وہ آنکھ کہ سپر م نہیں	کتے ہیں پھوٹ پھوٹ کے بنے ہیں آبلے
آنکھیں یہ رہروں کی ہیں نقش قدم نہیں	رستے میں دیکھ بھال کے پانوں پر اٹھائے
قابلِ اِسی سے بار کے نخلِ تسلّم نہیں	کھتا ہو سر تو پھوٹتا پھلتا نہیں کبھی
مانندِ بچسون کے یہ خود ہو کو دم نہیں	شمسیر کُنِ حلق پر قاتلِ حلیہ کی کیا
وونوں سے عاشقیٰ میں گرہم بھی کم نہیں	فرہاد و قیس وادیِ الفت میں گویں کی
دل ہو گیا ہو چاکِ شکافِ قلم نہیں	مجھ سے شکستہ دل کا لکھا ہو جو حال

کچھ دیکے رنگ اسکے تاشے کی بچکے	کشلون بھی گدا کا کم از جام بسم نہیں
لکھا ہو برگ برگ پر حال خزان تمام	باغون میں کوئی شل نہیں جو قلم نہیں
مر مر کے موت آئی ہوگی کسی کو یوں	نکلی ہو مرجان کی جان دم میں نہیں
کھیتی ہو تو راز بھی گوش دوات سے	تیرا کچھ تبار زبان تسلیم نہیں
ہوں فیض زبرد امن پر پیغام سے	کب سر پہ میرے سایہ ابر کر نہیں
تجھ صاحب رخص کون ہو یوں کنار کا	کب مٹھیں اپنی دوات زبان قلم نہیں
حال فراق یا رکوب سے رقم کیا	ٹھاسے کی بھی زبانیں جہاں ہم نہیں
خالی بھر ہو رنگ زمین پر بنا کے نقش	رہرو کی ساقت یا بھی کم از موقلم نہیں
تجھے لکھ کے بند ہوے جب تو یہ کھلا	کم ظلم آسمان سے زمین کے ستم نہیں

قاسمین مانگتا ہوں تو وہ ہنسنے لگے
دل میرے پاس آپ کے کرتی نہیں

عبدال

۳۳

<p> اسیر گشت ہوں پر چل کا سامنا ہوتا نہیں ملتت طوفان میں مجھ پر ناخدا ہوتا نہیں خسوف میں آہوں کبھی کچھ فائدہ نہیں یہ قافلہ کی طرح یہ باوقامو تا نہیں پھنسکے دام زلف چچان میں ہوتا نہیں خط کو لیا رومی پیغمبری کرتا ہوتا نہیں یہ بھی قلم قناعت کا جہان میں شاہی آسمان کو بحر عالم میں نہ کیونکر ہوتا نہیں بے فغان کے اشک سے رو بہ متصل وصف ذاتی مست نہیں سکتا اسکا کبھی شور آنا کس لے کرتی ہر تو شام و بیک </p>	<p> آئینہ شمشیر کا صورت نما ہوتا نہیں سچ ہی کوئی بھی کسی کا آشنا ہوتا نہیں آج تیرا ہ بھی مجھ کو عصا ہوتا نہیں درد فاش تیرے پہلو سے جدا ہوتا نہیں دل عمار اکب گرفتار بلا ہوتا نہیں نامہ بر مجھ کو ذرا خوف خدا ہوتا نہیں کم کسی سلطان سے تیرے میں گدا ہوتا نہیں دم جابون کی طرح اسکا ہوا ہوتا نہیں قافلہ جاتا ہی پر شور و را ہوتا نہیں جو ہر شمشیر آہن سے جدا ہوتا نہیں رزق تجھ کو کیا میسر آیا ہوتا نہیں </p>
--	--

دو نون اپنی قوتِ جد کُشش میں اپنے	کم ذرا آہن رہا سے کمر ہوتا نہیں
لغزش پا ہو نہ کیونکر باعثِ افتادگی	ہاتھ میں پنجوار کے مینا عصا ہوتا نہیں
بھوت آؤ سے رختِ فقر بھی غالی نہیں	کب قبائے تن پہ نقشِ بویا ہوتا نہیں
قولِ عبرت کا سہراںِ سلطین سے یہ	آج سرورِ سایہ بالِ ہما ہوتا نہیں
چھوٹ جاتا مرغِ دل ہی اسکے چھند	پر کوئی صدقے میں بھی طائر ہوتا نہیں
رزق پیچھے جب گدا کو تہن آوازیں بلند	منہ میں بے لقمے کے شور آیا ہوتا نہیں
ریگِ مقتل ہی لگا دو قاتلوں پر مرک	بے ناک چھڑکے بہرِ حستِ پرمز ہوتا نہیں
مرجاؤ جذبہ شوقِ شہادتِ حربا	ناوکِ قاتلِ مرکِ دل سے جد ہوتا نہیں
دل میں میرے یاد آئی اُس صغم کی گرتو کیا	بت کوئی کعبے میں منے سے خدا ہوتا نہیں
دستِ رنگین کی لکیروں کا پھیلا رہا ہوا	قید کس دن طائرِ رنگِ حنا ہوتا نہیں

عاشقانہ بھی مضامین میں بھی دروچی

غزل	سجہ فاشر کی غزل میں لکھا ہوا نیز	شعر ۲۶
<p>گردش کا در طبیعت بیتاب میں نہیں گرو ملال یوں دل حباب میں نہیں یان ڈوبتے ہیں خوت نہیں غرق کا یہ رنڈ انتظار میں بیٹھے ہیں ساقیا ہم نکسین میں اس کی دھواں سے لال دھڑکتی ہو بیٹیل ہم خوبی کے ہجر میں بزم سرور میں بھی نہ کچھ شاد ہم سے نکلے صدق محب تو گھر کی ہو آبرو دیر یا لہو کا ہو ویر قال پہ جب طرح کیون خود بخود دلون کو ہرا کے ہو چکا</p>	<p>ماہی کو خوت غرق گرا داب میں نہیں جیسے غبار آئندہ آب میں نہیں ہم زار مثل غار کے گرا داب میں نہیں ساغر کا دور حلقہ اجاب میں نہیں خو کا شمار دیدہ خواب میں نہیں ہیسی تڑپ ماہی بے آب میں نہیں فیض تھا را حجت اجاب میں نہیں اشکون کی قدر دیدہ پر آب میں نہیں یونچن روان تو مسلخ تھا میں نہیں دشمن تو کوئی محفل چاب میں نہیں</p>	

تو بہ اثر یہ شربت عذاب میں نہیں	مجران لبون کے دوسونکے قرار ہو چمے
خون کا اثر بھی روشنہ قصابین نہیں	لاکھوں ہی بیڑ بانوں کی کاٹی گئی نہیں
لطف حیات و دوری اجاب میں نہیں	اہل وطن سے چھوٹ کے جینا و بال ہر
وصلت کی شب قدر رُخسایا میں نہیں	راتوں کو میرے آنکے نہ کیونکر فراقت ہو
تما بندگی وہ کرک شہتاب میں نہیں	جیسی ضیاء نول کے شراروں میں ت کو
بشخص محمد کی جاو ال اجاب میں نہیں	طے ہیں ہم سے ظاہر و باطن و داک طرح
طوفان کا خطر کسی تالاب میں نہیں	کما اُچی جوشن جنگی طبیعت روان نہو
یہ اختیار حلقہ مضارب میں نہیں	پیدا ہو انمیریار کی تحریک کے بغیر
کب زیر کا اثر غم اجاب میں نہیں	لذت حاصل ہوتی ہو تلخی موت کی
بوسے و فاکل اجاب میں نہیں	پہل انکی دوستی کا ملے کیا جہان میں
وہ تازگی تو سنہ شاداب میں نہیں	آتما ز خط بنی ہوئے چرچس

<p>گوہر سے آنسوؤں کی زیادہ ہو آبرو دل بیٹھے بزم رنج و ملال و الم میں کیا بند آنکھیں کر لین سیر کھانے کی واسطے</p>	<p>ماسور کوئی ان دُرنایاب میں نہیں جائے نشست جلسہ اجاب میں نہیں بیدار ہو وہ وصل کی شب خواب میں نہیں</p>
<p>غزل</p>	<p>پہلو میں آ کے بیٹھا ہو دلجو کوئی مگر فاخر تڑپ وہ اب دل بتیاب میں نہیں شعر ۳۴</p>
<p>طاقت ہو کیا کہ دم دل بتیاب میں نہیں ان انتوں کی ضیا و زنا یاب میں نہیں ایسی روانی ایک بھی سیلاب میں نہیں آنے نہ فاتحے کو وہ بھولے سے قبر پر آتش مزاج خشک طبیعت ضرور میں چھلے کسی کی پورون کے جیسے ستارے میں</p>	<p>مروہ ہو جان کشتہ سیلاب میں نہیں مٹرجی لعل لب گل عتاب میں نہیں جاری کب اب خنجر آب میں نہیں اب یاد میری خاطر اجاب میں نہیں پانی کا نام چشمہ سیلاب میں نہیں عادت یہ چھپر چھاڑ کی مضرب میں نہیں</p>

مضمون سوا سے در کے اتفاق نہیں	ناشا و نامراد کھسایا رہنے مجھے
اگر تو تم ہی اس در نہ پایا بس میں نہیں	ہنسہ ہر ایک ل کی کدورت سے پاک ہو
شکاف کو غینہ تھا بس میں نہیں	ہو بجز آسمان پہ روانہ نظام سے
موجوں کا عکس نہ تھا آب میں نہیں	حیران میں دید کے لیے نکھینا کی
موتی کوئی بھی دامنِ سیلاب میں نہیں	خانہ خراب جو میں دولت سے تیری
چکر مرے نصیب کا گرد آب میں نہیں	ہو گا کبھی تو آٹھ پہوین سکون آئے
انجمن پھر آج کیوں دل تیرا میں نہیں	کل کی طرح سے یا نہیں گیسو ڈکلی کیا
تیرا نظیر عالم اسباب میں نہیں	کہتا ہوا سننے میں عکس اٹکا جڑ مرے
جہان میں کاتب ہر تھا قلاب میں نہیں	آئینہ آتشی ہو کدورت سے پاک تھا
استادہ آب اب کسی تالاب میں نہیں	اخگون سے میرے گئے جتنے عزیز تھے
زراہی شکت کوئی مہر آب میں نہیں	عزلت گزین جو میں نہیں ابرو کی تین

پہونچا ہوا آسمان سے بابِ اترناک	تیرو عابدہ محراب میں نہیں
بوسہ بڑھے جو دامنِ مژگانِ ترے	دیر کا پاٹ چادر سیلاب میں نہیں
اہیں اگر نہ کھینچوں تو دورانِ سحر	بے ریمان کے گردشیں دورِ اینچ نہیں
بار و مزاج کو ہر حرارت سے کام کیا	تپ مثلِ آفتاب کے ہتھاب میں نہیں
روئے بین ساتھ میرے بنائے کس طرح	آنسو کا نام دیدہ اجاب میں نہیں
پرتو بین و اغ دل کا مطلق اثر ہوا	پیوند کوئی چادر ہتھاب میں نہیں
کھڑو کہ میری لاش کو اختیار چلین	طاقت اٹھانے کی مرے جہاں میں نہیں
آنسو بھر ہوں آنکھ میں مژگان کی ہو جو یاد	تارون کا خوف دیدہ گرداب میں نہیں
کب اہل برو کو ہر کم مایگانِ قیض	پیدائش گہر کسی تالاب میں نہیں
تحتاجِ غیر کے نہیں اہلِ صفا کبھی	صیقل کا کام آئے نہ آب میں نہیں
چاہ عمیق فکر میں ڈوبا ہوا ہوں میں	دورانِ میری طرح سرورِ اب میں نہیں

<p>کچھ خوف رنگ آئیں آرب میں نہیں مردم ہو دیکھ دیدہ گرد آب میں نہیں دشت رد کی دیدہ گرد آب میں نہیں آپس میں آفاق جواہر میں نہیں سب میں یہ تو ہی مجمع اجاب میں نہیں</p>	<p>ہر وقت دست موج سے ہوتی ہیں صقلین تو بھی بہا پر تلیان چشم پر آب آشوب کا خطر نہیں چشم پر آب میں میت پڑی ہرات سے اٹھنے کیوڑے دیکھانہ میں نے اہل قیامت میں بھی</p>
--	---

غزل	فاتر زیادہ کرب نہ کیونکر ہو وقت نزع	شعر ۲۷
	آرام مجھ کا و فرقت اجاب میں نہیں	

<p>الفت ابرو سے جلا د کروں یا نہ کروں حکم ملتا نہیں فریاد کروں یا نہ کروں رخ جنون میں سوچا د کروں یا نہ کروں آب و دانہ بھی قفص میں نہیں تیا یہ مجھے</p>	<p>سر نہ بچر پیدا کروں یا نہ کروں قید میں خاطر صیا د کروں یا نہ کروں خواہش شتر قضا د کروں یا نہ کروں اب بھی میں شکوہ صیا د کروں یا نہ کروں</p>
--	---

<p> ترک میں گفت صیاد کروں یا نہ کروں پس یواریں فریاد کروں یا نہ کروں خواہش خنجر فواد کروں یا نہ کروں بدو عائن پئے صیاد کروں یا نہ کروں قفس تن سے اب آزاد کروں یا نہ کروں ناز پروردہ پہ پیدا کروں یا نہ کروں خاکِ دل کو میں آباد کروں یا نہ کروں قبرِ ثابون سے میں برباد کروں یا نہ کروں خاکِ میں دل کو میں برباد کروں یا نہ کروں طائرِ دل کو میں آزاد کروں یا نہ کروں خاکِ دل کو میں برباد کروں یا نہ کروں </p>	<p> انس کچھ طولِ اسیری سے ہوا ہو مجھ کو دوا دلتی ہو مجھے یا نہیں ملتی دیکھوں سخت مشکل ہو کہ سربار ہو گردن پہ مری قید کر کے مجھے دیتا ہو یہ حد کی تکلیف طائرِ روحِ اسیری سے بتنگ آیا ہو دلِ عاشق پہ پئے چور و جفا کتنے ہیں یاد اسکی نہیں آتی تو جو غم سے شہسوار ایک کد پاس یہ کرتا ہو خیال ٹھوکرین کوہ و بیابان کی کھلائیں سنے جوشِ فریاد سے تنگ آ کے وہ کرتے ہیں خیال یادِ اسین نہ خدا کی نہ بتوں کی اُفت </p>
---	--

نیم راضی طلب وصل پہن فکریہ ۵۶
 امتحان کے لیے کہتے ہیں گلے پر رکھ کر
 حکم دے کہ نقص میں یہ مجھے ادا صیا د
 ہنس کے فرماتے ہیں وہ طارِ دل کو تھرے
 بہر تسکین وہ سنانے کو مرے کہتے ہیں
 مجھے کہتے ہیں تے ظلم و تعدی کر کے
 قید ہوں فصل بہاری میں اگر ادا صیا د
 پیچھے کا جو نقص میں نہیں حکم ادا صیا د
 گوش دل سے وہ سننے یا سننے صوتِ گل
 جو معلق ہو قضا سر پہ یہ کہتی ہے مرے
 نو گرفتار ہوں کیا جانوں میں آئینِ نقص

آج بھی خاطرِ ناشاد کروں یا نہ کروں
 کیون رواں خنجرِ میداد کروں یا نہ کروں
 نالہ و شیون و فریاد کروں یا نہ کروں
 و ام گیسو سے سین آراؤ کروں یا نہ کروں
 شاد تیرا دل ناشاد کروں یا نہ کروں
 ہوں ستر گستر امجاد کروں یا نہ کروں
 تو ہی منصف ہو میں فریاد کروں یا نہ کروں
 چپکے چپکے تو میں فریاد کروں یا نہ کروں
 مثلِ بلبل کیسین فریاد کروں یا نہ کروں
 قیدِ غم سے تجھے آزاد کروں یا نہ کروں
 متحیر ہوں کہ فریاد کروں یا نہ کروں

غزل	تنفسِ فکر میں مرے ہر قیدار کا فتنہ مرغِ مضمون کو میں آزاد کروں یا نہ کروں	شعر ۲۱
<p>خُشن کی قدر ہو کیا مصر کا باز انہیں کوئی امید مجھے یار سے زہنا رہیں قلبِ افسردہ کا کوئی گنجی خیرِ دہانہیں ہم فقیروں کو پڑا رہتے دوا شاہِ شہین ایک بو سے بھی لیتے تھیں خوبانِ بہنا انکے کپٹنے سے کٹے جلتے ہیں دلِ جوگر پہنا جاتی ہر گلستان کو گلون کی کہت ازخِ دل کے مرے نکڑے نہ کیے اوجِ جراح آئینہ ہی نظر آتا ہر اہل کا نقشہ</p>	<p>مثلِ یوسف کے حسین ہیں تو خرم نہ ہیں عہدِ بوسون کا نہیں وصل کا قرار نہیں سرو آہوں سے مری گری باز انہیں سایہ بالِ ہما سایہ دیوار نہیں جنسِ دل کا کوئی عالم میں خرید نہیں تیز ابرو سے زیادہ کوئی تلوار نہیں دُور کو دُشستِ خار سردیوار نہیں قائدِ مند مجھے مریم زنگار نہیں برہنہ ہاتھ میں قاتل کے یہ تلوار نہیں</p>	

روز ہوتا ہویا ہر رخ یا طبع	باغِ جنت کی طرح کوچہ و لدا نہیں
بتلی آنکھوں کی سمٹ کر ہوئی نقطہ کی طرح	گر روشن چشم میں کب گر روشن چکا نہیں
مدتِ عمر وراثتِ برساتی ہے	ابنِ بیان کی طرح چشم گہرا نہیں
خاکِ سی مصر کی گلیوں میں اڑا کرتی ہے	مہ کنعان جو نہیں رونقِ بازار نہیں
نقدِ جان دی تو صدا کا نین آئی سکی	رز کی جھنکار سے کم تیغ کی جھنکار نہیں
گر زمین ایسی صفائی سے وہ کرتا ہو جدا	سرستے ہیں گر خون کی بوچھاڑ نہیں
جلو و کھلا کے نہ کیجئے مجھے بیوشِ حضور	عفو فرمائیے میں ملا ہے دیدار نہیں
مشتری کیا ہو مرے قلبِ شکستہ کا کوئی	جنسِ ناقص کا زمانے میں خریدار نہیں
یہ نہ سمجھو کہ کوئی دیکھ سکیگا نہ مجھے	چشمِ عشاق ہیں یہ روزِ دیوار نہیں
وہن زخمِ نہ لیں پیار سے بوسے کیونکر	لال اس لب کی طرح کبابِ سونا نہیں
زلف چھونے سے یہ کیونکر تنہائی زنجیر	ہاتھ مجرم ہیں مرے پانوں گنہگار نہیں

۱۲۰
غزل

۲۱۲
باغ عالم میں یہ پھیلی ہوئے گلے صحت
فاخر اب نہ گس بیمار بھی بیمار ہیں

شعر

جلد ہن قلب عناول کے گل کے غنچوں	پڑا رنگوں کا تیرا چراغ مدفن میں
نہیں ہیں گوہرین گلچین کی پھول گلشنین	ہیں ٹکڑے قلب عناول کے درمیں
تو یہ کیسے رت پروا نہ دار مدفن میں	چراغ قبر وہ لائے چھپا کے دہن میں
ہمارے دل کی حرارت سے جل گیا ایسا	رہا نہ نام کو روغن چراغ مدفن میں
ہوئے قلوب عناول کے شب کو پروا نہ	جلا چراغ گل لا لہ جب شمشین میں
اڑی ہیں رت جہنوں سے یہ دھیان آگلی	شہول چاک گریبان ہو چاک دہن میں
چمن سے گوہرین بھر کے چلا ہو تو گلچین	گلوں سے آگ نہ لگائے تیر دہن میں
وصال یا رہو الاغری کے باعث سے	اچھ کے رگیا میں زار اسکے دہن میں
سمجھتے ہیں وہ مجھے اور قریب کو کیاں	کچھ اتیار نہیں انکو دوست دشمن میں

اگر نشان ہیں یہ آنکھیں سناٹیاں سی
 مری طرح گل رخ سے جو لو لگائی ہو
 فروغِ حسن نے پاشق کے گھر کو بچھ نکالیا
 نہ دیکھ سکتی مرے زخم دل کو ای حراح
 کسی نے سر سے جو اپنے چڑھائی تھی پہنا
 بہم جو بال دیدار یار ہیں عشاق
 مجھے قریبے جاو کا کوئی خوف نہیں
 مرزا ہو مصحفِ عارض کے بوسے لینے کا
 بیاضِ سحر میں بارہ ہلال روشن ہیں
 وصالِ نہتِ غیب یوں ہوا ہر مستون سے

بھر رہے ہیں دُرِ اشک سیرِ دہن میں
 کھلے ہیں نور کے گل نخلِ شمعِ مدفن میں
 لگی ہو آگ گل لالہ سے نشیمن میں
 ذرا بھی ہوتی بصارت جو چشم سوزن میں
 چاک سے ہیں وہی دوسے خاکِ مازن میں
 ہجومِ تارِ نظر ہو درون کی چلن میں
 ہیں ردِ سحر کے تعویذ میرے جوشن میں
 اگر یہ ہاتھ حائل ہوں اسکی گردن میں
 نہیں ہیں طوقِ یہ منت کے گوری گرن میں
 ہیں ہاتھ یادہ کشون کے بدم کی گرن میں

ریاضِ نظم کو لکھنا کبھی خزان کا نہیں

شعر ۲۰	بہارِ غلدہ ہر فاختہ ہمارے گلشن میں	غزل
<p>چھپے ہیں جانے عنادل گلوں کے دھن میں کھلی ہیں پھول کی کلیاں تمام دھن میں وہی خطوطِ شاعری لکے ہیں حلیم میں اجل سے بچ نہیں سکتا ہر قصر آہن میں کہ جیسے کیسے پہنان ہو قلبِ دشمن میں ٹلی ہوئی ہو خزان بھی بہارِ گلشن میں کہ نور کر ملکِ شہتاب ہو نشیمن میں ضیا ہو خاک ہمارے چراغِ مدفن میں اڑا ہوں خار کی صورتِ غبارِ مدفن میں شیم گل کی ہر آغشتہ خاکِ مدفن میں</p>	<p>پتا ملیگا نہ صیاد کو شیم میں جمن کی سیر ہو اُس گل کے جامتہ تن میں ضیاء ہر مہین ہر جو رو روشن میں یہ ڈھونڈ لیتی ہو پوشیدہ ہو جہاں انسان غبار رکھتے ہیں باطن میں آئینہ رخسار کھلے ہیں پھول مرے زخم کے پتے پتے ستارہ نختِ عنادل کا یہ چمکتا ہو چہار سمت سے گھیرے ہو ہر نختِ سیاہ فسا کے بعد بھی برباد آندھیوں نے کیا کیا اثر نہ مٹے پر بھی عشقِ عارض کا</p>	

<p> ہلا کی صورتِ ظلمات اسکی ظلمت ہو وہی لگا لگا سڑنہ بھی چشمِ زرگس میں چمکتے یہ نہیں پھولوں میں اوس کھڑے عدو کو بھی توڑ لاتی ہوا غری میری نسیم تھے جو اثر میں نفسِ سیہون کے کھدپے آئے جو وہ یہ اٹھی سپے تسلیم کوئی یہ کدے کے تحریرِ قبر کو نہ چھوین دل جگر کے جرات میں بخیمہ شکل ہے کفن کی گور کی حالت میں کوئی نہیں انو حیرا ہر شب تیرہ کا شامِ دفن میں مری لگائی ہو جسے وہاں سون میں بھرے ہیں گوہرِ باباں گلہوں میں مثالِ خار کھٹکا ہوں چشمِ دشمن میں شگفتہ ہو گئیں کلیانِ گلہوں کی دہشت میں وفا کی بوا بھی باقی ہو خاکِ دفن میں بہت بُرا ہوا اثر وید لوحِ دفن میں رتو حال ہو پھولوں کے چاک و ہن میں کہ اتیا زہنیں صبح و شامِ دفن میں </p>	<p> ہلا کی صورتِ ظلمات اسکی ظلمت ہو وہی لگا لگا سڑنہ بھی چشمِ زرگس میں چمکتے یہ نہیں پھولوں میں اوس کھڑے عدو کو بھی توڑ لاتی ہوا غری میری نسیم تھے جو اثر میں نفسِ سیہون کے کھدپے آئے جو وہ یہ اٹھی سپے تسلیم کوئی یہ کدے کے تحریرِ قبر کو نہ چھوین دل جگر کے جرات میں بخیمہ شکل ہے کفن کی گور کی حالت میں کوئی نہیں </p>
---	---

شعر

مرہوؤں سے اینگی نہختیاں فاشتر
 بتوں کے دل کی ہو تاثیر سنگِ دفن میں

غزل

درہم دیرہم ہرسم جان ہوتا نہیں	درہم دل کا امتحان ہوتا نہیں
تذکرہ تیرا کسان ہوتا نہیں	شورِ ناقوس و اذان ہوتا نہیں
خلق پر خیر روان ہوتا نہیں	سخت جانی سے مری قاتل ہوتا نہیں
آج میرا امتحان ہوتا نہیں	سرکھٹ قاتل کھڑا ہون دیر سے
اشتبہ خامہ روان ہوتا نہیں	تا تو اتنی کا لکھن میں حال کیا
شاخ گل پر آشیان ہوتا نہیں	عند لبین دل میں کیونکر گھر کرین
ہنگ یون کوئی مکان ہوتا نہیں	کیون نہ اُچھون گنج مرقد و کیسک
زیر شمشیر امتحان ہوتا نہیں	تینج رُک رُک کے نہ پھیر جھلک پر
یان کبھی دخل خزان ہوتا نہیں	اک طرح رہتا ہوا باغِ زخم و دل
اب خدا بھی مہربان ہوتا نہیں	ان بتوں کے عشق نے کھویا مجھے
خال اک بھی استخوان ہوتا نہیں	کیا دبا تی ہو زمین قبر سے تو

جان جنگل میں درندوں سے بچی	کب یہ تالہ پاسبان ہوتا نہیں
لاکھ پوشیدہ کرین ظاہر سہست	حالِ باطن پر نہان ہوتا نہیں
چیتختے تھے تاشب و صلت سبھی	آج کیوں شور اذان ہوتا نہیں
تذکرہ میرے دل پر دور و کا	کب شریک داستان ہوتا نہیں
یہ خطا دل کو وہ کرتے ہیں ہفت	تیر چلے سے روان ہوتا نہیں
بے مزا کہنے سے شعرون کے کبھی	شاعر شیرین زبان ہوتا نہیں
دارغِ فرقت کو نہ کیوں ولین کھون	دوست کس کو یہ سمان ہوتا نہیں

غزل	درد و فرقت میں سنبھالو دل ذرا	شعر ۲۲
آج فاتح	امتحان ہوتا نہیں	
لاش پر کیا امتحان ہوتا نہیں	میرے مرنے کا گمان ہوتا نہیں	
ان حسینوں کے وہاں ہوتا نہیں	نام کو ہی پر نشان ہوتا نہیں	

راز و صلت کا عیان ہوتا نہیں	سُرخ پہ بوسون کا نشان ہوتا نہیں
عشق ہٹ کر بے نشان ہوتا نہیں	خاک مجنون اڑ کے محل پر پڑی
دماغ الفت کا نہاں ہوتا نہیں	لالہ بنکر قبر عاشق پر اگا
صبح کا تارہ عیان ہوتا نہیں	کورم نکھینج بس کی شبہاں تو کیا
تیر بھی جھک کر گمان ہوتا نہیں	سرکشوں سے کیا تواضع کی امید
کیون روانہ کا روان ہوتا نہیں	جس چوے ماہ کنعان کے لیے
بدگمانی کا گمان ہوتا نہیں	پاس غیروں کے وہ جاہل جھوٹ ہو
ان چمن کا باغبان ہوتا نہیں	گل کھلے ہر زرخسماں لکھو
آگ جلتی ہو دھواں ہوتا نہیں	آتش گل میں نئی تاثیر ہو
پیر ہو کر پسر جو ان ہوتا نہیں	جز زلیخا کے زمانے میں کوئی
پاؤں کا ان کے نشان ہوتا نہیں	راہ چلتے ہیں نزاکت سے وہ کیا

ہیں کثافت سے بری نازل مزاج	آتش گل میں دھواں ہوتا نہیں
اُس جفا جو کی شرکت کے بغیر	ماں جو آسمان ہوتا نہیں
آہ نکلی کیا دل پر داغ سے	ان چہرا غم میں ہونے نہیں
سوز دل نے یوں کیا یا بس مزاج	ایک آنسو بھی روان ہوتا نہیں
حشر میں قاتل پہ ثابت ہو گیا	خون ناحق رائیگان ہوتا نہیں
آنکھ سے ہوتا ہوا ہر وصل یار	سات پروں میں نہاں ہوتا نہیں
اشک مجھ حیرت زدہ کے کیا بہین	خون رگون تک میں ان ہوتا نہیں
مثل ماہی نصف کاٹا اُسے حلق	مجھ سے بڑھ کر نہ جان ہوتا نہیں

دل چرا کر لیگیا ہو گا کوئی	غزل
تپہ فانی سر کا گمان ہوتا نہیں	شعر ۲۵
کانتے پیچھے ہے کسی بستر کم نہیں	جنگل میں وحشیوں کو مڑا کر گم نہیں

نکست وہ کنڈنی ورن بر کم نہیں	وہ پھول سے غذا گل تر سے کم نہیں
کر وٹ اُدھر کی بھی مجھے لینا محال	بیتابی جگر دل مضطر سے کم نہیں
سینے میں میرے قلب کے ٹکڑے اڑاؤ	ابر خیمہ بھی کسی خنجر سے کم نہیں
آنسو کبھی گھٹے تو کبھی حد سے بڑھ گئے	آنکھوں کا جزو مد بھی سمندر کم نہیں
انجودہ عاشقان کی کوئی آہ نہیں	کوچہ تمھارا عرصہ محشر سے کم نہیں
انہیں بھی آنسوؤں کے بہن ہوتی پڑے	موے قرہ بھی رشتہ گوہر سے کم نہیں
پورانہ کیوں نصیب کا لکھا ہوشیہ میں	ہاتھوں کی خنجر بان خطِ سطر کم نہیں
یہ کھلا زخم میرے نالہ سوزان سے ایک بھی	دل ان بتان دہر پتھر سے کم نہیں
ان دونوں سے ہوشیاری فتنی ہوئی	قلب و جگر ہماز کے لنگر سے کم نہیں
آنسو روان بہن ہجرتیں شک جو کر	دریا ہمارے اشک کا کوثر کم نہیں
قری کی طرح کیوں نہ ماولِ غبار ہو	بوٹہ ساقِ وہ سروِ صنوبر کم نہیں

<p> ہر اشکِ ابدِ ارحمی گوہر سے کم نہیں ذرہ بھی اس نین کا خستہ کم نہیں پرکان تیر بھی دل مضطر سے کم نہیں جھونکے ہو اے آہ کے صحرے کم نہیں روئے صبح وہ مہِ انور سے کم نہیں دیواریں یاں کی سہ سکتہ کم نہیں ہر اک سانس بھی دمِ خیر سے کم نہیں آنکھیں مری بھر ہوئے ساغر کم نہیں تیرا نشان پاکہ سے کم نہیں آنکھیں پھر اناگر و شش ساغر سے کم نہیں عاشق کا مرغِ رُوحِ گہوتر سے کم نہیں </p>	<p> آنکھوں کی کیوں نہ قدرِ صحت زیادہ ہو رخت میں کوے یا رنلا کے مثال ہو پیوستہ یوں ہو چین اس بھی ذرہ نہیں غم کی کٹھنائیں چھائیں نہ کیوں قلبِ پار پر تو سے ایک چاندنی گویا کھلی ہو یہ دیوانے نکلیں خائے زندان سے کس طرح موتا ہو ٹکڑے آمد و رفتِ نفس کو ل ملو یہ جامِ مہِ مئے خونِ پاشاک ہو اے جو میرے اٹھ جگہ سرچو دون آ مست اُسے دیکھو دیکھو محفل کو کر دیا قاصد کے برے اڑ کے یہ پہنچ گیا تاک </p>
---	---

سوتا ہی سبز چین کی سر ہزار پر	نکڑا زمین قبر کا بسترے کم نہیں
غزل	ہتھر گائے سخت کھائی کے قلب پر فاخر وہ بت بھی چرخ ستگر سے کم نہیں شعر ۳۵
دل میں سر نہیں کہ قریب گلوں میں دشنام دیکھتے ہو گالی کی تھن میں بیکار ہیں لیون پہ اگر ذکر ہو نہیں جلی سوا قتل کوئی آرزو نہیں تسکین ہوتی خاک گلوں کے قوت میں دشمن قریب کا کبھی دشمن نہیں مرا وہ ہلکے ہم بڑا کہیں اسکو عتاب میں کس طرح خط مصحف جانا لکھو میں	وہ کون سا مقام ہے جس جا کہ تو نہیں اس گفتگو میں کوئی مجھ گفتگو نہیں کس کام کی زبان جو تری گفتگو نہیں قاتل اسی کا اک تیرے گلوں میں تیرا سازنگ پھول میں تیری ہی نہیں جو ہو وعدہ و کا وہ اپنا وعدہ نہیں باتیں ہمارے یار کے کچھ دویدو نہیں حرمت کا ہر خیال کہ میں باوجود نہیں

اسکی برائیوں ہی سے ناجی ہوا نہیں	در اصل مہربان ہر دشمن عذر نہیں
دن بھی شب فراق کی صورت سیاہ ہو	وہ ہروش جو آج میرے رو نہیں
مر کے بھی ویدیار کی رہجائیگی ہوس	مٹنے کی میرے دل سے کبھی آر نہ نہیں
صیاد بلبون کا تو گلچین گلون کا ہو	وہ کون ہو جہان میں جس کا عذر نہیں
آنکھ ہو قدر عاشق محتاج کیا بھلا	سچ ہو ذلیل و خوار کی کچھ ابرو نہیں
مختل گلون کی یہ ہو کہ بیا رہ چہین	مجمیع یہ دوستوں کا ہو کوئی عذر نہیں
اک جلوہ گر ہلال یا ضحہ سرین ہو	مست کے طوق یار کے زیب گل نہیں
میں جانتا ہوں ہو کہ تھوس گلی میں ہو	اس اپنے کھوئے دل کی مجھے جستجو نہیں
ہو داغ دل میں جو محبت نہ کس طرح	بیکار ہو وہ پھول ورا جسمیں نہیں
آنکھ صدف میں آنکھ میں آنکھ ملی جبکہ	موتی کی آنسوؤں سے آبرو نہیں
خوشاب اشک آنکھ سے کیونکر نہ روں	کشتہ غم فراق سے کب زرو نہیں

لیتا ہر مجھ سے وحشی لاغر کی کیا تو قصد	فصا و نام کو بھی رگون میں لہو نہیں
خود لیکے بوسے وصل میں مجھ سے کہتے ہیں	اب تو تمہارے دل میں کوئی آرزو نہیں
بے آب تیری تیج کو سیر کیا کروں	حیرت زدہ کے جسم میں طلق نہیں
زنگ خزان ہجر کی ہوا آج کل بہار	سر سبز انون چین آرزو نہیں
اکبار اور دیکھ لون مرنے ہو انھیں	اسکے سوا تو کوئی مجھے آرزو نہیں
جنگو جنوں سے زور و جوش نہ کچھ ملا	زنجیر پاتوں میں نہیں طوق گل نہیں
کیا اُس پگلی ہو ریاض فرار پر	پھولا پھلا موا شجر آرزو نہیں
مٹی وہ سو نگہوں نگہ کے قتل کی کہیں	اس خاک میں تو خون شہیدان کی نہیں
جاری ہو آب اشک غدا دل غمیر	ای باغبان چین میں وان آبجو نہیں
بائیل کیوں نہ قاتل قابل ہو بھلا	سچ ہو کہ بے سفید جہان کا لہو نہیں
صیاد نے جو توڑ کے کوچہ پھول رکھ دیے	بلبل کو اقباض میں کوئی آرزو نہیں

سکتے تین لوگ بیٹھے ہیں مچل اُس ہر	نغمہ سراجو آج کوئی خوش گلو نہیں
وہو کا نہ کھایہ ناخن بیل کے نشان	ای باغبان یہ جامہ گل پر اتو نہیں
اپنی درشتیوں کا گلہ شکے ہو لے وہ	کیا تازا اٹھانے والوں میں ہل کر نہیں
فرقت کے بعد وصل وہ صد اٹھائے ہیں	خود ہی مجھے وصال کی بات نہیں

غزل	بوسے لیے بھی اُسے دیے بھی تو وصال	شعر ۲۹
	فاخر کے لمبے ہوتو کوئی آرزو نہیں	

کس روز خارشہ خون سرخرو نہیں	پیا سون کا کب سبیل جنو نہیں انہیں
مہ کی مریض سحر کو کچھ آرزو نہیں	انگور زخم قلب ہو جام و سبہ نہیں
سفاک سا جہان میں کوئی جنگو نہیں	میرخ میں بھی قاتل عالم کی خونیں
غما دست ہوں خوشی کی مجھے سبہ نہیں	پوری ہو جو کبھی وہ مری آرزو نہیں
تلوار کھینچتا ہوں وہ ابرو کے بوسے پر	عالم میں اس طرح کا کوئی تند خو نہیں

بہلی ہو یہ شراب گون مین لہو نہیں	بے نشہ میکشون کے گھنچیں کیوں دہشتاؤ
ہنگام احتضار بھی بالین پہ تو نہیں	آنکھوں مین بہرہ دیو نہ کیوں اٹکے چاروار
میرے لہو کو آپ یہ سمجھیں لہو نہیں	پانی سمجھ کے خون بہائیں کرین حلال
سہلو مین وہ نہیں تو کوئی آرزو نہیں	آنے سے اُنکے قلب مین ارمان بھی اُننگے
اشکون مین کب شریک جگر کا لہو نہیں	لعل و گہر نہ کیوں صدف چشم سے ملیں
اک بوڑھی تو قلب و جگر مین لہو نہیں	دعوتِ غم فراق کے تھان کی کیا کروں
ارمان غیر ہو یہ مری آرزو نہیں	ساعمر اُسکے دل مین مقید رہے یہ کیا
یہ تو زبان گنگ کی لکچفت گوئیں	تقریر میری آپ سمجھتے تھیں ہین کیوں
خلوت کے بھی مکان مین یار تو نہیں	جلوہ مزار مین بھی نہ تیرا لطف بڑا
ہلکا مری طرح سے کسی کا لہو نہیں	لیتا ہو فصد کوئی تو آتا غمِ شمس مجھے
طوق کر رہا تھو وہ طوق گلو نہیں	دونوں اسیرِ لہ و صلِ چھٹے گئے

مہور کچھ زور دہن گفتگو نہیں	حاسد کی طعن شکستہ میں کیونکر ہون خوش
جس طرح جیب و دامن گل میں تو نہیں	بیل کے زخم دل کو بھی صیاد رکھ دین
ماہی کی طرح میرا پیرہ گلو نہیں	کیون آب تیغ سے مجھ کرے نہیں لال
کب دامن شرہ میں ڈر از تو نہیں	آنسو فراق یار میں بہتے ہیں رات دن
باغ ہوس میں کوئی گل از تو نہیں	غافل جہان میں حرص کا پانگہ کیا مگر
کاٹا ہوا ہون سوکھ کے تن میں نہیں	عشق شرہ میں مجھ سے جنون کی ہوفصدا کیا
یہ آگ کی لپک ہو جہندہ لہو نہیں	نشر مثال شعلہ سر شمع جل اٹھے
روغن نہیں قندیلہ میں رگ میں نہیں	گل ساتھ اس چراغ کے ہو گا چراغ عمر
ایسا کسی کا گرم و شرر دم لہو نہیں	نشر کے ساتھ ہاتھ بھی فضا کے جلے
کسے یہ پھول ہیں کہ محبت کی پونہیں	دو چار وہ اٹھا کے یہ کہتے ہیں سونگھ کر
افلاس کے صدقہ میں دربار تو نہیں	خواہان نہ او غریب ہو عزت کا خلق

غزل	فاخر دورنگی صورت آئینہ یان نہیں ظاہر میں صاؤل میں عیار اپنی نہیں	شعر ۲۵
درد و تپ میں دم قتا ہوتا نہیں ظلم کی ذکر حبنا ہوتا نہیں درد و دل میں کب سوتا ہوتا نہیں رکھ کے گردن پر پہا لیتا ہوتا تیغ ایک بوچھڑے ای شاہ حسن بندگی شکی بہت دشوار ہی قافلہ اشکون کا جاتا ہو مگر بندگی ہر روز کرتا ہوں انھیں رزق ہیئت مجھے دیتا ہو رُو	عشش میں کینخت کیا ہوتا نہیں بات کہنے میں گلا ہوتا نہیں کچھ اشتیہ مرادو اہوتا نہیں اپنے ہاتھوں سر جدا ہوتا نہیں ہم فقیروں کا بھلا ہوتا نہیں ایک سجدہ تو ادا ہوتا نہیں شورِ آواز در اہوتا نہیں یہ فریق بھی قضا ہوتا نہیں مہربان کس میں خدا ہوتا نہیں	

چھوٹنے کی کیا مجھے امید ہو	کوئی ٹکیل اب رہا ہوتا نہیں
پھر کے دل بے مرہلو میں کیا	وام گیسو سے رہا ہوتا نہیں
ڈوبنے سے کیوں نہ مجھ کو وہ بچا	باخدا کیا نا خدا ہوتا نہیں
سُنکے اُلفت اور کی مجھ سے کہا	تجھ سے بڑھکر بی وفا ہوتا نہیں
جان میں بھی ن ڈیڈن سچ ہیں	کوئی عاشق بی وفا ہوتا نہیں
مٹھیاں تم بند کرتے ہو عیبت	قیدیوں دُروخا ہوتا نہیں
دل دکھاتا کیوں نہیں تصویراً	آئینہ صورت نما ہوتا نہیں
خون عاشق بھی تو ہاتھ نہیں ملو	شوخ یون رنگ خسا ہوتا نہیں
پاس دلیہ جو بیٹھا ہو مرے	دل بھی ہیلو سے جدا ہوتا نہیں
رنگ درود عاشقانہ جوتوں	ایسے شعرون میں ہوتا نہیں
ریگ چھڑکوں اپنے چہرہ پر کیوں	بے نمک پاشی مزا ہوتا نہیں

<p>تلخ باتوں میں مزا ہوتا نہیں بت مگر کوئی خدا ہوتا نہیں قید ہوتا ہی رہا ہوتا نہیں درد دل تو سوا ہوتا نہیں</p>	<p>لشکر شیریں زبانی سے کرو لاکھ سجدے پر جہنم سا کرو دائی میعاد اُس نذران میں ہو سینہ ہاتھو سے دبا کر یہ کہا</p>
<p>شعر ۲۱</p>	<p>کام آگے کیون نہ فاش رہے آشنا نا آشنا ہوتا نہیں</p>
<p>غزل ۱۳۱</p> <p>بتان دہر سے ہم دل لگائے بیٹھے ہیں غضب کی چوٹ کیلچے پہ کھائے بیٹھے ہیں ادا سے منہ سر بالین چھپائے بیٹھے ہیں جنھیں میں ڈھونڈ رہا ہوں وہ آئے بیٹھے ہیں اجل جو آئے اٹھائے تو اب اٹھیں گھسائل</p>	

مژدہ کا تیر کیلچے پہ کھائے بیٹھے ہیں

کسی کے سامنے پھیلائیں دست حاجت کیا

فقیر ہاتھ جان سے اٹھائے بیٹھے ہیں

خیال باوجود سب اہی نہ دترہ خاک اُڑے

وہ بال و صوب میں کھولے نہائے بیٹھے ہیں

کبھی نہ آئینگے وعدہ یوہین وہ کرتے ہیں

ہزار بار اُنھیں آزمائے بیٹھے ہیں

اسی ادا سے ہزاروں کو قتل کرتے ہیں

حیا و شرم سے وہ سب جھکائے بیٹھے ہیں

اگر خود آتے نہیں وہ صد اہی کچھ آئے

ہم اپنے کان سودر لگائے بیٹھے ہیں

چمک رہی ہو جو بجلی گرج رہا ہو جو عرس
 گلے وہ خوف سے ہمو لگائے بیٹھے ہیں
 مثال ماہ نہ کیوں عاشقوں میں روشن ہوں
 جگر سے داغ محبت لگائے بیٹھے ہیں
 دکھ کے دستِ خالی بلایا عالم کو
 دلوں میں آگ خوشی سے لگائے بیٹھے ہیں
 وہ دیکھتے ہیں پتنگوں کی بقیہ اری کو
 اسی سے شمع کد پر جلانے بیٹھے ہیں
 کی کو تیغِ نظر سے کرینگے آج حلال
 جو اپنی آنکھوں میں سہمہ لگائے بیٹھے ہیں
 تزیین کرتے ہیں ماحول سے اٹھاتے ہیں تیغ

ہنسی نہیں مین وہ سینہ دبائے بیٹھتا ہین

وہ جس سے چاہین نہیں بولین ساری محفل مین

ہم اُنکے سامنے گردن جھکائے بیٹھتا ہین

یہ پوچھتے ہین کی آ آ کے اپنے دربان سے

یہ کس امید پر بستر لگائے بیٹھتا ہین

حلال اور وہ پامال کیا کرینگے مجھ سے

کہ ہاتھ پانوں مین منہ دی لگائے بیٹھتا ہین

کھڑے ہیں ہاتھ کو بانو سے رقیب محفل مین

ہم اُنکے شانے سے شانہ ملائے بیٹھتا ہین

مجال کیا جو اُنکے در و اسب کیلئے مین

مریضِ عمر کا پرلو دبائے بیٹھتا ہین

مزانسراق من ملتا ہر نصف وصلت کا
کیا دل سے مرقع لگائے بیٹھے ہیں

غزل	قرب و کیم سکین کیا مجال اے فاجر ہم اُسے آنکھوں سے نکھینے لے بیٹھے	شعر ۲۳
-----	--	--------

ہم رہ غول بیابان کے صدہیں آئیں شب کو جب خائے زندان ہو آئیں شب وقت میں وہ بے شک بلائیں آئیں دل مرالیا وہ طفل حسین شوخی سے قیس و فرہاد کی بھی جب حسن و نگر گدرا ہم رہ آہ کیے قلب و جگر نے نالے صبر کرنا نہ تمہیں ظلم کی عادت ہوتی	آتی ہی شام غریبان کے بلائیں آئیں کان میں طوق و سلاسل کی صدہیں آئیں پھر کے یون باب جابجے دعائیں آئیں عہ طفلی سے جوانی کی ادائیں آئیں دشت اور کوہ سے تحسین کی صدہیں آئیں ساتھ آندھی کے ذوق کی صدہیں آئیں ان وفاؤں مری تم کو جہانیں آئیں
---	---

کسی پروردگار کی صدائیں آئیں
 گھر سے صیاد کی نالوں کی صدائیں
 غیر کی بھی مریضے میں بلائیں آئیں
 خوف جس کا تھا وہی سرتو بلائیں آئیں
 موسم گل میں جو گلشن پہلویں آئیں
 خاکِ مجنون کے اڑانے کو ہوں آئیں
 شہرِ احمقِ قیسوں کی تضاہیں آئیں
 خاک میں مجھ کو ملائے کو ادائیں آئیں
 کوئے بھول گئے یادِ عاین آئیں
 اک ہمارے ہی لیے تھو جاس آئیں
 طائر جانکے اڑانے کو ہوں آئیں

کیون نہ دل تھام کہ تھو وہ گھر تھیں
 آج کس کو خدا جانے کیا اُسے اسیر
 وہ بھڑکے تھے اور وہ پہ ابل مچھیر
 الفت زلف سے کر کے بڑا بیچ پڑا
 دل اب شگفتہ ہوا غنچے کی طرح
 سیلِ شکون کی بہانہ کو ای دیدہ تر
 قہر نازل ہوا خالق کا گنہگار و ج
 مٹی دینے کو وہ کس ناز سے بیٹھے قبر
 جان بلب ہو کہ کیوں آپ کے پیار چین
 کبھی انہیں پار پہ کرتے تھیں جو بیداد
 ہوس نامہ بری میں مجھے موت آئیگی

<p>سوکھے دھانوں میں اپنی ہر کھیت ہو امتحان کے جھان کا وہ یہ کہتے ہیں خلق سمجھی پس گریو جو بھرن سرور آئیں آتشیں آہیں یہ کس سوختہ دل کچھ ہیں</p>	<p>کیا برتی ہوئی ساون کی گھائیں آئیں میرے صدقہ میں تجھے اتنی جھائیں آئیں منہ بڑا ہو کہیں ٹھنڈی جو لائیں آئیں تن جلا جاتا ہو کیا گرم ہو آئیں آئیں</p>
<p>غزل ۲۲۳</p>	<p>سرور آہیں نہ کہیں قیس کی ہوا فخر ٹھنڈی ٹھنڈی جو بیابان سے ہو آئیں آئیں</p>
<p>آرزو ایک بھی اب سن لانا نہیں نہیں عشق کیا کہنے اک کا دل لان میں نہیں لیگا کس گل تازہ کو چمن سے گلچین مرثون کو بھی فلک نے کیا برباد ایسا عرصہ شہر میں بھی میری مروت نہ گئی</p>	<p>کوئی حسرت کے سوا خانہ ویران میں نہیں پھر وہ حیلون پر محبت بھی جو نہا نہیں نہیں چھپے بلبل شیا کے گلستان میں نہیں تربت قیس کی بھی خاک بیا با نہیں نہیں ہاتھ قتل کا قاتل کے گریبان میں نہیں</p>

کوے کیسے ہیں بھائی خاک میں مٹی صوفیوں کی گھر
 باسی ان ہاروں کے پھولوں میں جیسی خوشبو
 آنسوؤں ہی سے بنایا ہوا سے صانع نے
 لگے سب یہ پے جسم نزار عشاق
 کب صفت شیر کی کرتی نہیں وہ آنکھیں شکار
 لطف پر دیکھ مرزخم جگر کیسے ہیں
 تخت بلیقہ کا آ یا تو تعب کیا ہے
 خود کشی کے لیے کیوں مجھے خفا ہوتے ہو
 زور مجھ زار سے چلتا نہیں اب صبر کا
 ہو کہیں کیسے لیلیٰ سے زیادہ تار یک
 نام بھی میرے نکلنے نہیں پاتا باہر
 دل گم گشتہ مرا کو چہ جانان میں نہیں
 گل تر بھی کوئی اس کا گلستا میں نہیں
 خون تو نام کو بھی شمع شبتا میں نہیں
 تار باقی کوئی اب حیب و گریہا میں نہیں
 کب مراخت جگر پنجہ مفرگان میں نہیں
 بھولیں ناک کے گلچین کو دانا میں نہیں
 کب کرامات کوئی نقش سلیمان میں نہیں
 خود گلا گلا کاٹنا اپنا مرا مکان میں نہیں
 خاک بر باد مری موسم باران میں نہیں
 داغ دل کی بھی تجلی شب ہجران میں نہیں
 مجھ سا قیدی تہاں خانہ زندان میں نہیں

<p> انریان اکھون پہرونون ان ہرتی ہین آتے ہی تیرے اس ترک کے دل کو توڑا دوہری زخمین ہو اسکو مجھے ایذا دینی سوگ میں غیر کے شائے ہوئی یہ نفرت آپ نے کیا یہ قیہون کو کیا ہر کشتہ بے نشانوں کی کدھوڑ کے وہ کتنے ہز آڑ کے میں جاؤنگا مجزار کو کیا روکیگا جی میں آتا ہر کون اہل کد سے باتیں ہو کے مایوس پھر جب سکندر نے کہا گوہرِ خضوفت قامت جانان تو کیا بلبلین صورت پروانہ فدا کیونکر ہون </p>	<p> کوئی جہنم تو نہاں یہ دہکریان میں نہیں حیف ہی کچھ بھی مروت مرہمان میں نہیں مشک غلو طہر کیا سکے نکلان میں نہیں دل صد چال کی جاذف پریشان میں نہیں دیکھے بوسے وفا خون شہید انہیں نہیں انکی قبروں کا پتا گورِ غریبان میں نہیں کچھ کرامات تو اس شوخ کے دربان میں نہیں کیا کروں رسمِ سخن شہرِ خموشان میں نہیں خاک بھی آب بقا چشمہ حیان میں نہیں ولہری کا تو فراس رو چرخان میں نہیں پھول کوئی شجرِ شبتان میں نہیں </p>
--	--

رات دن بچان کو غم مرا جلتا سا	روشنی آئندہ سرور چراغان میں نہیں
مجھ سے بلبل کو بہزاد کی صنعت بھائی	آشیانہ کوئی تصویر گلستان میں نہیں
جو پڑا اس تن خالی پہ وہ پوست ہوا	کب شرتیر کا ہر قطرہ باران میں نہیں
پڑا رہا میں دکھائی نہیں دیتیں مجھ کو	یہ نئی بات کسی سر چراغان میں نہیں
اُس کے شرکان سے کیوں پائے نگہ زخمی ہو	منجھتی اسی تو کسی خار مغیلان میں نہیں
او غلام عجب خالی میں حسیان چلا	و کیوں لے دایع کلف کا مہر کنعان میں نہیں
اشک آنکھوں سے ٹھکڑے شہر پر ٹھہرے	بیقراری کی صفت کب دُرِ غلطائیں نہیں

محو رہتا ہوں تصویر میں ہم آغوشی کے	محو رہتا ہوں تصویر میں ہم آغوشی کے	۲۴۱
کب مان بھل کا خا خا شرب بہر ان میں نہیں	کب مان بھل کا خا خا شرب بہر ان میں نہیں	شعر ۳۲
شب فراق جو بے یار گھر کو دیکھتے ہیں	نگاہ یاس کو دیوار و دروازے دیکھتے ہیں	
جو چشم و دم سے تارِ نظر کو دیکھتے ہیں	تو ہم سہری میں وہ سوئے گھر کو دیکھتے ہیں	

ہون کیواسطے قلب و جاگو دیکھتے ہیں
 رہا کرے ہمیں جیادیا اسیر کرے
 ہو کوئی باغ جہان سے جو مثل نکرت گل
 طلب جو کرتا ہوں محفل میں بوسرا برو
 آئی آج یہ پریاں نکلتے سینے سے
 سفر چہ ملک عدم جو یہ ہے اما وہ
 کہاں وہ رخ کھنکھ پائے کوئی نہیں
 کھڑے ہیں حشر میں ہرست طالب دیدار
 خیال ہو ہی مجھ سے مریض الفت کو
 خود اپنے نخل تمنا کو یاد کرتے ہیں
 نشانہ زمزم میں ہوتے ہیں دل نزاروں کے

کبھی اُدھر کو کبھی وہ اُدھر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ یاس سے اسکی نظر کو دیکھتے ہیں
 ہم اپنی زکسی آنکھوں سے گھر کو دیکھتے ہیں
 کبھی وہ تنہا کبھی میرے سر کو دیکھتے ہیں
 وہ میرے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں
 چنگے یاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہیں
 مقابلے میں جو روئے سحر کو دیکھتے ہیں
 اٹھا کے آنکھ وہ دیکھیں کہ سحر کو دیکھتے ہیں
 کب آئے دیکھے اس تجربہ کو دیکھتے ہیں
 ہر ابھرا جو کبھی ہم شجر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ شوخ اٹھا کر جدھر کو دیکھتے ہیں

بیان خلافت جو تحریر کے یہ کرتا ہے
 خدا کرے انھیں دونوں پسند ہو جائیں
 کبھی جو عقل کی نیز انہیں تو لکھتے ہیں
 ہمارے پنجہ مرگان کے شانہ کرنے میں
 غضب کی شمع ہو انکی نگاہ و زویدہ
 نگاہ اشک مسلسل پہ کیوں پڑے نہ مری
 کلیجا ہاتھوں سے تھامے یہ کہتے ہیں عشاق
 اوجھروہ منہ کو پھرائے ہو صورت خورشید
 نہیں ہے کام کیسی بھی عیب جوئی سے
 خوشا نصیب کہ ہر شب صال ہوتا ہے
 پڑے نگاہ نہ کیوں نخل قدین جو بن پر

کبھی وہ خطا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں
 کبھی وہ دل کو کبھی وہ جگر کو دیکھتے ہیں
 جن ملک سے زیادہ بشر کو دیکھتے ہیں
 بجائے آئینہ وہ چشم تر کو دیکھتے ہیں
 ثبوت کچھ نہیں ہوتا کہ ہسر کو دیکھتے ہیں
 کہ جو ہری بھی تو سلاک لہر کو دیکھتے ہیں
 غضب یہ کیا کرے ترچھی نظر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ ہر ہو کس دن اوجھر کو دیکھتے ہیں
 جو باہر ہیں وہی تو ہنس کر دیکھتے ہیں
 انھیں کا عارض روشن سحر کو دیکھتے ہیں
 کہ پہلے باغ میں نورس ثمر کو دیکھتے ہیں

<p>کیسی آہ رسا کے اثر کو دیکھتے ہیں جب اپنے دہن زخم جگر کو دیکھتے ہیں کہ لیتے وقت وہ نفع و ضرر کو دیکھتے ہیں کہ اٹھ کے آئینہ فرح کو دیکھتے ہیں وہ نیچی نیچی نظر سے کہہ کر دیکھتے ہیں تباہ گردِ طریق سفر کو دیکھتے ہیں کیسی چھری کبھی مُرخِ حیر کو دیکھتے ہیں</p>	<p>یکجا ہاتھوں سے تھامے ہو وہ کشتین کھلا ہو نظر آتا ہر تختِ پھولوں کا دل شکستہ کو کیا لیں وہ ایک پر سے پر بغیر دھوپ کے نکلے وہ جاگتے ہی نہیں زہے نصیب خوشا اسکا حالِ محفلِ ناز کوئی غریب پس کاروان نہ رہ جائے نہ بولنے نہ شبِ بھر ہو جو غیظِ ہین</p>	
<p>شعر ۳۱</p>	<p>شب وصال کی صحبت اسی نے برہم کی نگاہِ یاسِ فنا سحر کو دیکھتے ہیں</p>	<p>غزل ۱۲۵</p>
<p>تو کس کے پانوں پہ قاتل کے سر کو دیکھتے ہیں ازل سے چاکِ گریبان سحر کو دیکھتے ہیں</p>	<p>جو تیغِ ہاتھ میں خونی نظر کو دیکھتے ہیں کسی کہ بے سحرین داغی قبر کو دیکھتے ہیں</p>	

چمک میں آج ہر بجلی سے امتحان اسکا	ہم اب ترقی دروجہ گر کو دیکھتے ہیں
اکرم ہو دیکھے کس پر عتاب کس پر ہو	ایسے وار کھڑے اس نظر کو دیکھتے ہیں
مثال عرش کے دل بھی کسی کا ملکا ہے	ہم آہ بے اثری کے اثر کو دیکھتے ہیں
دل و جگر پہ وہ دونوں کو آزماتے ہیں	کہ ساتھ تیر کے اپنی نظر کو دیکھتے ہیں
دم مدد ہو خبردار ستم مر دان	تہ حسام وہ قلب و جگر کو دیکھتے ہیں
ہو بسے بخل چلی ہو یہ باغ عالم میں	کہ بند خچون کی مٹھی میں زر کو دیکھتے ہیں
کمال فکر و تردد ہو چارہ ساز و بن کو	نگاہ یاس سے زحیم جگر کو دیکھتے ہیں
ہماری الفت ابرو میں جان چاہیگی	کہ خواب میں شمشیر کو دیکھتے ہیں
رہی سی بھی بیگی یہ گرمی رخ سے	ملا کے منہ کو وہ شمع سحر کو دیکھتے ہیں
ہر ایک شب کو جو در رہنمون کھلتا ہے	سحر کے ہوتے ہی زاد سفر کو دیکھتے ہیں
جو اتفاق سے کھر کی قفس کی کھلتی ہے	تو حسرتوں کی نگاہوں پر کو دیکھتے ہیں

کسی مکان کے دیوار و در کو دیکھتے ہیں	گرا پڑے ہوئے کو بچے میں چشمِ حسرت کے
ہمیشہ ساتھ اسی مسافر کو دیکھتے ہیں	زخمیں سایہ ہی رہتا ہوا راہِ غربت میں
تو اپنے کانوں کے موتی سحر کو دیکھتے ہیں	انہیں گمان جو موتا ہو صبحِ صلاحت کا
کہ برہن بکر کو دریا میں بر کو دیکھتے ہیں	یہ انقلاب نیا اٹک کر غصے نے کیا
اٹھا کے آنکھ جو دوسرا نے گھر کو دیکھتے ہیں	مقام ہو کا نظر آتا ہر کس دین میں
بڑی دقیقِ نظر سے مگر کو دیکھتے ہیں	غور کیوں نہ ہو بار یک پسینوں میں
نہک چھڑک کے یہ زخم جگر کو دیکھتے ہیں	ہر دہق میں میرے زہر ان ٹیوں کی
ہجومِ عام میں دیکھیں کہ بھر کو دیکھتے ہیں	کھڑے ہیں لاکھوں ہی مشائخ ویدِ شریں
اٹھا کے ہاتھ میں تمنغ و سپر کو دیکھتے ہیں	وہ اپنی قوتِ بازو کو آزماتے ہیں
کمر کے دیکھنے والے مگر کو دیکھتے ہیں	بغیر وصل کے گھٹا نہیں یہ عقدہ کبھی
کہ ماہوش مگر زخمِ بگڑ دیکھتے ہیں	مجھے یہ خوف ہوتا ہے نہ ٹوٹ جائیں میں

چلا ہو لیکے تلاش جگہ میں دل نہ ہو	عدم کی راہ میں بھی راہبر کو دیکھتے ہیں
سحر کو کہتی ہو اُن سے قضا مریموں کی	تیری دعاؤں کے ہم بھی اثر کو دیکھتے ہیں
اڑا یہ کوچہ قاتل میں خون کشتوں کا	کہ لال لال ہر اک بام و در کو دیکھتے ہیں
پڑا ہوں غش میں میں سینہ فگار اور حراج	بجھکے ہوئے مرے زخم جسم کو دیکھتے ہیں
ہم اپنی آنکھوں سے کہتے ہیں عدم کی سیر	دہن کی سیاہی کی لکڑی کو دیکھتے ہیں
نگاہ اڑتے ہی تار نظر اُبھتے ہیں	ادھر وہ دیکھتے ہیں ہم ادھر کو دیکھتے ہیں
رہ فرار کو قیدی سیاہ خانے میں	بڑھاکے ہاتھوں کو دیکھتے ہیں
خدا نخواستہ اُلٹے کہیں تیرے پڑیں	حضور آئینے میں کیوں نظر کو دیکھتے ہیں

۲۷	۵۱ ایک حور تھا جلوہ گر جوا و فائز	شعر ۲۰
غزل	بجھکے قصرِ جنان اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	
دولتِ محسوس کی جو تقدیر میں نہیں	بجز خاکِ نفع کوئی بھی اسیر میں نہیں	

<p> کب بر نصیبیان مری تقدیر میں نہیں میری گلی کچھ آپ کی جاگیر میں نہیں نگت ہمارے خون کی تصویر میں نہیں مستی لبون پر آپ کی تصویر میں نہیں وہ کیا کرے کہ وصل ہی تقدیر میں نہیں کیا سمجھو اور اس شمشیر میں نہیں اشعار اکیساں غزل میر میں نہیں نور نگاہ دیدہ زنجیر میں نہیں ابرو کا خم ہلال کی شمشیر میں نہیں مطلب کا ایک حرف بھی شعر میں نہیں شال ستارہ یہ مری تقدیر میں نہیں </p>	<p> کب عادت جفا فلک سپہ میں نہیں بوسے وہ مجھ گدا سے کہ بستر اٹھائیے پھیکا ہونے کا نقشہ جان نہ کٹسج کیا سوک میں قیاس کے کھنڈائی یہ شبیہ اور دل عبت ہوا اس سے شکایتوں کی قاتل ہونیکلون تن زخمی نہ کس طرح ہمتیں ہیں جست و ست ہراک کے کلام کیا خاک دیکھے حال یہ مجھ سے اسیر کا دور و زماں ہو اسکی کجی اسکی عمر بھر نامہ لکھی لکھا بھی جو اُس نے تو کیا لکھا زہرِ جبین شمع سے ممکن نہیں محال </p>
---	--

بے عیب کیا کینچی ہو یہ اُس مہوش کی شکل	دل غ کلفت بھی چاندی تصویر میں نہیں
نسبت تو آسمان سے کیا خاکسار کو	رفت مجھے تو گردش تقدیر میں نہیں
کیسی شب وصال کھینچی گئی شبیہ	کوئی نشان ہو رہی تصویر میں نہیں
باتوں میں اور اشاروں میں تسخیر کیا	کب سحر الکی آنکھ میں تقریر میں نہیں
پشون کی طرح پی گئی کشتوں کا کیا لہو	قطرہ بھی خون کا جو ہر شمشیر میں نہیں
مانی سنے کیا ہی کھینچا ہو عکس رکھا ہو ہو	بس ایک جان پیکر تصویر میں نہیں

غزل	بہرہ دل جگر کو بھی فنا خراڑا دے یہ	شعر ۲۱
	طاقت یہ کیا ہوا ہے پریر میں نہیں	

اُس مہوش کا وصل بھی تقدیر میں نہیں	کچھ بھی اشر جنالہ شکیب میں نہیں
تیر نظر کا حال ہو ائینہ دیکھو	ایسا بلا کا توڑ کسی تیر میں نہیں
دیکھے سے خود بخود کھینچا آتا ہو دل مرا	کب دلبری حضور کی تصویر میں نہیں

ایسی یہ نعرہ زن ہو اسیروں کے حال پر	آنسو تو کوئی دیدہ نہ تجسیرین نہیں
قاتل کی تیغ کو بھی غم کشتگان ہو کیا	منہدمی لہو کی ناخن ششیرین نہیں
رہتی ہو باغ و بہرین بے اصل پر بہار	کھڑک خزان کا گلشن تصویرین نہیں
مانی نے کیسی کھینچی ہو یہ قدیں کی شبیہ	دامن کے ٹکڑے جامہ تصویرین نہیں
یوں صاف تو نے دونوں نشان اڑا دیے	قلب بگر کا خون بھی پتیرین نہیں
دل سے دوسار ہو کے پیچھے ہو گیا	پرواز کی جو تاب پتیرین نہیں
بحر و ح قاتلو ہوئے ٹھنڈے نہ اہلک	سردی ہو ادا من شمشیرین نہیں
پھیلا کے پانوں عین سے سوئے اسیر	آتی جگہ بھی خانہ زنجیرین نہیں
اسکا یہ نام وہرین رکھا ہو کس لیے	اک گل بھی شمع بزم کا گلگیرین نہیں
قسمت کا اپنی اپنی اسیروں کو مل گیا	حصہ ہمارا دامن زنجیرین نہیں
زندان میں کیا اسیر محبت گزر گئے	نالوں کا شور خانہ زنجیرین نہیں

<p>انصاف خاطر فلک پیرین نہیں کیا اتنی بات کا تب تقدیر میں نہیں دشت کا کچھ نشان ہی تصویر میں نہیں توبہ یہ ایک بات بھی اکسیر میں نہیں آئینہ میرے قلب کا تصویر میں نہیں کب ہزنوں کا ڈور دل کیسے میں نہیں خوا کا جواب تخت کی تحریر میں نہیں</p>	<p>وصلت کا دل کے گھٹا تائب فراق میرے نصیب میں جو نہ لکھو صلہ ر کیونکہ کہون کہ حضرت مجنون کی ہر شبیہ جو جو میں انکی خاک کی چٹکی میں فاقہ حیران ہوں دیکھ کر یہ وقع حضور کا راہ عدم میں کیون نہوا عالی سے حق قاصد تو جا کے لائے کیا نامہ یار سے</p>
<p>دیوانگانِ عشق کا قبضہ ہو کس طرح فاشتر کا دخل خاؤں و خبیرین نہیں</p>	<p>۱۲۸</p>
<p>شعر ۳۲</p>	<p>غزل</p>
<p>روین الو او</p>	<p>سرمین ہو اے کبر و کبر مجھ سے ہی نہو</p>
<p>ماتا، وجب خدا جو بشر میں خودی نہو</p>	

فرقت میں میری وصل عدد کو کبھی نہو	غم ہو مجھے ریب کو لیکن خوشی نہو
جو ہو پتے کی ایسی کوئی دل لگی نہو	پہلو لیے ہو رنج کا ایسی ہنسی نہو
قاتل ہو زور ہاتھ میں خنجر بھی تیر نہو	مجھ سخت جان کا قتل کوئی دل لگی نہو
اچھ دوست ایک روز ہر تیر سے بھی نہو	لاش عدد بھی دیکھ کے مجھ کو خوشی نہو
ایڈاپسندوہ ہیں کہ کرتے ہیں ہم ہا	یار بہا ہمارے درو جگدین کمی نہو
بھڑکی ہوا آتش گل باغبان بہت	جاو دیکھ اشیائے مین بلیل جلی نہو
جٹی بھوین خمیدہ نہ گریہوں تو کچھ نہیں	ابر وہ کیا ہلال کی حسین کی نہو
دبھے چٹلین جو تمنغ سے دامن ہی نہیں	ایسا ہو کچھ کہ خون سے قاتل بری نہو
مہوش ہو نہ عیش میں کھو کر جو اس کو	پی کر شراب وصل کو بھی بخودی نہو
تا کوے دوست جائین کس طرح مر کے ہم	یہ راستہ ہر غلہ کا اس کی گلی نہو
شکل فراوان حق نہ دکھائے پس صال	پچھڑوں میں پھر حضور ایسی گھڑی نہو

<p> یہ شامیانہ مرستہ راہ پر نہیں بر تمام تو قیہ کرے مجھے ہونٹا اسیرین اور کچھ دین تو باطن میں اور کچھ دست بخل سے نہ ملے گا کسی کو فیض مہمان مدتوں جو رہا خون مل گیا عشق چہرین و قن کر بخل کے دل جیسے اجل نے گور غریبان کو بھڑوایا جو بی حسام سے تو گلے سوکے کٹ گئے یوں اُس نے پیٹتے ہی مجھے مبرا کر دیا قلب و جگر کا خشک لہو ہو تو شعر ہوں عشقِ بری میں اس سے تنفر ہو ای جنوں </p>	<p> مثلاً سحاب چھائی ہوئی کسی نہ تم کیا کرو جہان میں اگر منصفی ہو ایسی دورنگی اہل صفا میں کبھی نہ خشکیں شاخِ باغ عین پھولی پھولی نہ غم ہو لگا نہ دل کا کوئی اہسبندی نہ انسان کی اس کنوین سے کبھی جانبری نہ مردوں سے اس طرح کوئی بستی پس نہ اور ترک تیری ہاتھ میں تیغ آہنی نہ ایسی کسی کی خاک میں صورت ملی نہ رنگین غزل کا کنا کوئی دل لگی نہ پہل مجھے وہاں کہ جہان آدمی نہ </p>
--	---

ان دونوں سے جو بڑھ کے نوادی ہو	اشرف خدا نے جن و ملک کیا اسی
پہلے کی طرح آج تو وہ بے رخی ہو	سو و شب وصال تک روٹ بدل کے تم
ویران وہ مکان جو حسین کوئی نہ	دل سے نکال کر حسرت و ارمان کو کس طرح
خندہ ہوا حسین کا گلون کی ہنسی نہ	کیونکر گرسے نہ کو نہ مہ کے عاشق کے دل پر
بارگاہ بھی گیاہ بیابان ہری نہ	چلجائے میری گرم روی سے نہ کس طرح
او برہمن بتوں سے کبھی بیتی نہ	جو مانگنا ہو میرے خدا سے وہ مانگے
ہو قید ہر طرح کی سگ بے بسی نہ	پر کاٹ کر قفس میں نہ صیاد کرا سیر
یت کسی غریب کی ارمان بھری نہ	لاشے کے ساتھ بھیر ہو ارمان و یاس کی

۲۲۹ غزل	فاخر جان کی بو بھی نہ آئیگی اُس ملک وزرہ بھی جسکے دل میں ولا سے علیٰ نہ	شعر ۳۱
زنہ خدا نہ کردہ مرا مدعی نہ	جس سے ہو غم صیب کو ایسی نہ	

<p> حیران مری لحد ہو اگر کسی نہو سینے سے لپٹو وصل میں ایسا دہنی نہو لالی جی ہو لب پہنسی ہو ہنسی نہو آفت ہو عاشقوں کے لیے ہم ہنسی نہو مستی ملے لبوں پر کسی کے ہنسی نہو رونے پہ بلبوں کے گلون میں ہنسی نہو بھون کی طرح کوئی جہان میں سخی نہو دم کی ہوا جا کے سر میں بھری نہو قاصد پہ میرے راہ میں بجلی گری نہو رونا چراغ قبر کا دے ہنسی نہو بلب کے منہ میں گل کی کوئی پشکری نہو </p>	<p> حیران کی کہ اب ہو وہ رونے نہو پردہ حیا و شرم کا سائل کوئی نہو چکے شفق میں ابرسیہ کے بغیر گرتی ہو ایک برق دل بقرار پر پوشیدہ برق کیون ہوئی ابرسیہ میں معشوق عاشقوں کے اگر غم میں ہو شریک او منمو گلون کی روش سے لٹاؤ زر لیتے ہی ایک سانس کے کیون فنا ہوا کیون آج دل مثال کو تر ہو بقرار ماتم میں میرے خون کے آنسو پٹے میں رنگینیاں یہ انکی زبان میں کہاں </p>
--	--

ستم گلوں کی محفل غم میں نہ دے جگر
 آتی ہر بے ناز شہیدوں کے خون سے
 غنچے چٹاکے کیوں نہ خراہیں کہیں فغان
 میں نے جو پتے کی کہی جھپٹ کر کسا
 یہ شک لے وہ گور غریبان سے آئے ہیں
 باتیں نکلیں ہوں قبر میں راز و نیاز کی
 ہوتا ہو کیوں شگفتہ یہ فصل بہار میں
 کیونکر وہ آئے تیرے جنازے کے ساتھ
 جمع ہو کر دلاش حسینانِ شوخ کا
 جاتے ہوئے تو اپنے مسافر کو دیکھ لو
 مرگان و رخ کی پشت میں آئی ہو یاد کیوں
 پتوں میں تیرے رونے کے بدلے نہیں ہو
 تیغ ادا کسی کے گلو پر چسپلی نہو
 منتقا غنایب ہو گل کی کلی نہو
 میرے تھارے آج سے لپٹی نہو
 دامن بہار کے خاک کسی کی پڑی نہو
 خلوت کا تب مزہ ہو جو گھر میں کوئی نہو
 دل عنزیب کا کسی گل کی کلی نہو
 اس بیوفا کے پانوں میں منہ نہو
 ایسا نہو کہ رونے کے بدلے سنسج
 فکی کسی غریب کرنا بدی نہو
 خاویں ہی گلوں کی طرح ناز کی نہو

کشتی آہن اس ادا پہ ہزاروں کی گردنیں	تلوار کی طرح کمر اُسنے کسی نہو
آہستہ چلیے میرے جہاز کے ساتھ ساتھ	مانع خرام تاز کی گرناز کی نہو
ستاہوں آج غیر کو اُسنے کیا حلال	اور شک و کچھ خون کی منہدی مٹی نہو
باد صبا چمن میں اڑا خاک دیکھو	رنگین قبا خون کی کہیں بلگی نہو
کیون تھمتے لگاتے ہو نکلے کہیں لاشک	ڈرتا ہوں میں کہ یا عشتا گریہ منہی نہو

غزل	روتا ہوں کون کشتہ حسرت پہ درو سے	شعرا
	فانے لکھی تھیں تھیں بیکسی نہو	

مینہ آئی ہر تو غافل سے ہو جانے دو	دل کے ارمان نکل جائیں گے سو جانے دو
سو گیا وہ جو شب وصل تو سو جانے دو	نہ ستاؤ اسے بیدار تو ہو جانے دو
جانا ہوں میں اُسے جس نے چھپا یا ہوا	گھو گیا دل مرے پہلو سے تو کھو جانے دو
اُس کے پہلو سے مرے پاس پھر اٹھ کر آتا	غیر کے طالب بیدار کو سو جانے دو

دیر ہوئی ہو سحر ہو گئی ہو جانے دو	ننگے آواز گجری یہ کہا کب سے
جاگتا ہی ابھی صیاد کو سو جانے دو	یہ بلو چاکِ قفص توڑ کے پھر اڑ جانا
واسنِ جبر سے خونِ خم کا دھو جانے دو	تا تلو اٹک مری آنکھ سے ہو دور وں
تاکِ جلِ جلکے تنگے ہوں تو ہو جانے دو	شہرِ یوں دلِ عشاق کو ٹھٹھا اذکر
عشق اس غیرتِ شمشاد سے ہو جانے دو	پہنوں نگاہوں اسیری بھی مثالِ قمری
کسی لیلی سے محبت مجھے ہو جانے دو	مثلِ جنوں کے رہوں نگاہِ مین تا کام بھی
اچھا قصیر مجھی سے ہوئی ہو جانے دو	تج کیوں کھینچے ہو بوسہ ابرو کے لیے
عشق اس غیرتِ بلقیس سے ہو جانے دو	تختِ پروں کے مرے سے سطرِ بزمِ ناز
چار آنسو تو اسے قبر پر رو جانے دو	ایر آتا ہو تو سایہ نہ کرو اویار و
میت عاشقِ ناشاد پر رو جانے دو	تاز و اندازِ وجہِ ملکہ نہ مانعِ مہرین
پیر ہن گرو پھر چھو لوں دھو جانے دو	پا عیانوں انہیں بنم سے پچاتے ہو محبت

۱۳۱ غزل	شورانا سر بالین نہ کرو فاقہ نیند آنکھوں میں بھری درخیں سو جانے دو	شعر
<p>وصل سے خوش نہ کرو ہجر کا غم کھانے دو سُن لو سب کی نہ مگر لب پہ گلہ آنے دو ماہ کو ابر کے پر سے نکلنے دو قیدی سلسلہ عشق میں قیس فریاد چھوڑو تنہا دم آخر نہ مریض غم کو جگر و دل کو مرے سوزِ محبت ہو بہت خبر مرگ کہ نہ کہ یہ کہا غیروں میں ایک لہو ویر کی تعمیر ہوا ایک ادھر قصہ قیس ہو ایک ایک کہانی میری</p>	<p>دل بکایر میں قوت تو ذرا آنے دو جسکے جو ذہن میں گئے اسے کہ جانے دو مجھ کو لکھو رخ پر نور سے سر کھانے دو ایک رنجِ زمین و آب تہ میں دیوانہ کو اٹھ کے جاؤ نہ ابھی موت کو آجانے دو شمعِ عارض پہ جلنے لگے ہی پروانے دو مر گیا اک جھ عشتاق میں مرجانے دو یوں نہ ثابت میخوار تے میخانے دو دل سے مرغوب حسینان میں نہ فساد</p>	

اشک تو بتا جان چشم غم غماری نہیں
 شب و صلت کی ہونی صبح تو گہرے گہا
 ہیں اور غیر اور عقوبتیں وہ شعلہ عذار
 پارسہ پر کرم سے وہ بچھاؤ اسکو
 سر چلنے کے لیے سب ملاست بہر
 کام آسگی نہ اغیار کی اولاد کی
 ایک فریاد اور ایک ہر مجنون جوشی
 ہم تو ہر ایک کی گتے ہیں تو ختم
 مشق کرنی ہو اگر جنگ کے حربوں کی تھیں
 جلیلا شگفتہ فی سے بجاؤ نہ اسے
 نیک آواز مری ہو لیے بیتاب اپنے

مئے گلزار کے لہر زمین پیانے دو
 ویر ہوتی ہوتی رو کو بجے گھر جانے دو
 شمع تو ایک ہوا اور گرد و ہین پروا دو
 آتش رشک سے خساد کو چلانے دو
 مار پیان کی طرس غیر کو بل کھانے دو
 شعر ادوں کے پر جاس تو بڑھ جاؤ
 کیا تماشا ہو جو باہم ہوں یہ دیوانہ دو
 بکرتے ہو جو کوئی تو بگاڑ جانے دو
 زخم تیغ و تبر و تیر مجھے کھانے دو
 ہمت گل سے نشین کہیں چلانے دو
 پاسا تو نکو در سر انھیں آنے دو

<p> اکبر اسلام سے دو نانہو کیوں عالم میں سرور ہوتا نہیں جو آنسوؤں کی پانی سے تیغ ابرو سے ہو منظور اگر قتل تحصیل میری اہون کا دھواں ایک تو ایک پڑا گردِ شون بین یہ نہیں انکی شیلیاں نکسین قیدی زلفِ ہرزل سر کرنے ہر اس کا سودا شورِ مرغانِ سحر کے یہ بوئے شبِ وصل زہرِ بیمار کو کیوں دو کہ یہ اب اثر ہو شہر میں جاڑوں کیونکہ کائنات میں آنسو جان </p>	<p> ایک مسجد کے مقابل جو ہون مینا نے دو شعلہِ فاعِ دل ہون ہی سے بھڑکا دو تیر مرقان ہی مرے دل سے گزرا دو جھومتے آتے ہیں گلزارِ بین مستانے دو جھومتے ہیں سے سحر جو سچ مستانے دو ایک لیلیٰ کے ہو غش میں دیو آ دو صبح کو ہو گئی اتو مجھے گھر جانے دو کچھ دو دن اور زمانے کی ہوا کھا دو قیدیوں میں سے رہا ہو گئے دیو آ دو </p>
--	---

شعر ۲۴

ابھی پہلو سے دم وصل آنکھ صاحب
 دلِ فاجر کی تمنا تو نکل جانے دو

غزل ۱۳۲

دل کیا جوہین غم ہر شین نہو
 مجھ تھک کر کرب زیادہ کسین نہو
 ایسا تو بد گمان بہان میں کہین نہو
 ایسا جھکے ستون کا ہو دیکھو یہاں نہو
 ایسا تو کہ مجھ سے کہیں یہ لے عرض
 بہ شرم جواب نہ لے کیوں پھوٹ پھوٹ کر
 ہوتی ہو کیوں کھٹک سی شب انتظار میں
 ہر اک کو کیوں یہاں چھاری تلاش سو
 ہوئیں جاپش پاش نہ دھتھام و فشار
 پوچھے مجھے جس سے اپنے آسودہ حال
 دیوانے لکے خاک ہزار میں تو اس قدر

خاتم وہ بد نما جو کہ سپر عجین نہو
 گریبان وہ میرے پاس دم واپس نہو
 گرم بھی جاؤں میں کبھی انکو یقین نہو
 اس خاک میں ملا سو اسے کہیں نہو
 پایا مال رہی روں کے قدم سے زمین نہو
 وریا میں دست موج کی تر استین نہو
 انکی مرقہ کی پھانس جگر میں پہنچی نہو
 سب اڑو ہام حشر میں لہو اک تھین نہو
 پھر شوق بھی سو جگہ سے لحد کی زمین نہو
 میرے عدو کی آنکھوں پہ وہ ہستین نہو
 بہت اہم سانگے کوئے تباہی زمین نہو

<p> اول ہی سین و نالاشیج روٹا کر تھین یہ کون بیقرار ہو پر دسے سین ابر کے گھرے میں جیسے گور غریبان کے اعلیٰ ہو پہنچ جانی اور ہمہ جانی اشیٰ خستہ نیت کو میری سونپ کا بوسے کی سے تھکین آہین قسب کے تھپتھپ کو توڑ کے پیری اگر مری تھکے پسند ہو وہ بکے نکلے نامن پاسے نہ مفر سر رکھے وہ دل پہ ہاتھ تو بیتاب ہو جنگ تھسے گناہگار کو کرنے لگے جو دشمن شانے پہ رکھے سر جو میں دیا تو بولی وہ </p>	<p> انچل یہ میٹھ پہ آنچل پہ یہ استین نہ کو یا ہو اہرادل مضطر اسین نہ و کسب و لکشا کوئی ایسی زمین نہ بے دیکھتے کہیں ہو جو دیکھو کہیں نہ و کدہ و رد اس غریب پہ کچھ اور زمین نہ مانتے ابر مردہ شہک ز میں نہ ہر ہاتھ پہ چنی ہوئی پھر استین نہ آما و دیون فشار پہ میرے زمین نہ سینتین ہیر و روکین ہو کہیں نہ میت کو میری پیکرے رضی زمین نہ ترا آسوں سے دیکھ مری استین نہ </p>
---	--

<p>پھر چھ سیاہ رو کا ٹکنا اکسین تو آبادیوں مکان ہی بنیں اگر ممکن نہو داخل ہمارے ساتھ بلا میں زمین نہو اس وئی آنکھ کے لیے یہ سستیں نہو بارگاہ کی تحمل زمین نہو کوئی مرے قریب نہو واپسین نہو تھامے ہو جو کوہ کے دامن زمین تو</p>	<p>عصیان میرے بھاگے نوح بھی شین دیوارین بھی گری ہوئی ہوئی چیتین ہم سے گناہ گار کو رکھو قسبرین دامن ہوا نکا غیر کے اٹکوں کے سٹ سینہ بحد کا چاک ہو چکا کرین جو دفن وہ کہ بجانکشی ہو کہ دیکھاتے جائزگا اللہ ان سے تڑپ کے لمحہ میں بن بقیہ</p>
<p>شعر ۲۶</p>	<p>بہار کی طبع طائر جان کیوں ہو بقیہ چرخ کے دل میں تیرا عمار اکسین</p>
<p>خدا ہ اگر نہ دل ہو تو محب کو قین نہو مانند آسمان ترکت میں زمین نہو</p>	<p>پہلو میں آؤ قسب کے یا وہ سین نہو نہایت نہ یہ تجھے ہو جو شستی نشین نہو</p>

پھر ہر قدم پہ پائون سے رخصت زمین ہو	ہر گام پر مکان کا گرتین ہو
تاہیں ہیں تیغ تیز کی چین حسین ہو	کچھ سے ابرو کے کٹین کیون گزین
غارت کیسے کایون کوئی دنیا دین ہو	عشق تباہ ہیں جیسے دو عالم کو کھو دیا
سمجھا وہ اصل یہ مرا سب یہ کہیں ہو	زرا یہ قریب کو ساتھ اپنے دیکھو
پھر اس دل حزن کا ٹھکانا کہیں ہو	پہلو زلف میں وہ جاگدین نہ گرے
خالی جہان کی ایک خود بھی زمین ہو	عالم میں مریع ہوں لہو یون محیط
تا حشر پھر لحد کے برابر زمین ہو	بتایوں سے یوں مری سبت و بلند ہو
ترخون بیگنے کے کمین ستین ہو	منظور ہو تو خنجر ابرو سے کر حلال
ترا سوون سے دہن محشر کہیں ہو	اوج چشم آج اشک نہ مٹ تو ہوا
پھر تباہ حشر قبر کی ساکت زمین ہو	یون آئے زانے زمین کا مضطر ہو
ماند تکیہ منہ ہوس نہ نشین ہو	جیسے ہو گرتا تھا اٹھاؤ نہ فیض سے

مچھ سے سینہ سخت کو و اعظا نہ کہ بڑا	سجدے کا یہ نشان ہو داغ حسین نہو
کہتا ہوں میں تو کاٹ لو حاضر ہو گیا	میرا قصور کیا ہو جو راضی تھیں نہو
ہوٹ یہ قتل خیر ہو یا مر گیا ہوں میں	آنکھوں کا دم کو دیکھ جو تم کو یقین نہو
ہیں آفتوں میں نعمت دنیا گھری ہوئی	بے نیش کھائے نوش کبھی انجکین نہو
بھائی شریک حال نہو اپنے بھائی کا	اُٹھے جگر میں درد دل اندو گین نہو
مال وصال کیوں نہ جلیسا پہ موعینا	ظاہر نہو جو آنکھ تری شہر گین نہو
نکلے جو آنکھ سے تو بڑھے ابرو و اشک	مردم کی طرح چشم میں گوشہ نشین نہو
پیسا ہو رائے زیت میں اُس نے پینا	یا رب یہ آسمان نہو یہ زمین نہو
ادمنہ و وقار کو کہے کے بچھ	رونق نہو مکان میں جو کوئی مکین نہو
عریان وہ ہاتھ ہو تو گلے سیکڑوں لکڑی	تین اہل کامیاب ہو وہ ہستین نہو
اقرار میں ہو زیت تو انکار میں ہو	بان ہو سوال وصل لب پر نہیں نہو

دامن بھرا ہو شکون سے تر استین ہو	سیکشن نہ روئین جام چھلکے جو دریا
۲۸ شفر	<p>۱۳ غزل</p> <p>بیتاب پاک کے دل پہ وہ کہتے ہیں ہاتھ کو فانچ کر میں روزِ یادہ کہیں نہ</p>
<p>بجلی سے جل کے خاک مرا آشیانہ ہو یارب نہ یوں خلافت کی سی زمانہ ہو غنیجی بھی بو گل کے لیے قید خانہ ہو رگ سے لہو تو جان بوجے روانہ ہو دیدون میں جان اہل کا جو کوئی بہانہ ہو کوئی تو میرے قلب و جگر سے نشانہ ہو ہاتھوں میں خون ملو تو خاک کا بہانہ ہو جتنا ہو صرف اتنا ہی مملو خزانہ ہو</p>	<p>مجھ سخت نصیب کا دشمن زمانہ ہو برگاہ کیا ہو دشمن جان ہر گناہ ہو بابل کے واسطے جو قصص آشیانہ ہو نضاد مجھ سے قیدی لاغر کی لے جو قصہ کچھ تو بسان تیغ تم ابرو تو غیظ میں تیرنگاہ دیکھے خالی نہ جائیں یہ مرا نظر جو قتل میں زینت بھی ہو تمہیں مشق سخن سے گو ہر مضمون زیادہ ہو</p>

<p> کشتہ ہوا ہوں کیسے شگون کی یاد میں دیتے ہیں وہ جو زہر تو دین مجھ کو تھوڑے صیاد و باغبان کے نہوں گئے ظلم جو میں سوختہ نصیب نہ منوں ابرہوں عجاج و نامراد کی تربت کیو سٹے فصل بہار میں بھی وہی خشک ہو شجر نامے کے بعد بھی جو لکھوں نامہ میر ورتاک بھی ضعیف جو نہ باہر نکل سکوں مصرع غزل کے کم نہوں برو کی بیت تیر سو کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں ہم اک ہو فاتو جاتا ہی یہ بھی رہتا نہ پاس </p>	<p> اے یہ لحد پہ مری شامیسا نہ ہو اچھا تو ہو جو موت کا کوئی پسانہ ہو بر باد خاک میں نہ مرا آشیانہ ہو وہو جگر لحد پہ اگر شامیسا نہ ہو خود کیسی ہی چھائی ہوئی شامیسا نہ ہو جس شاخ پر چمن میں مرا آشیانہ ہو قاصد کیچھے اور بھی قاصد رانہ ہو اپنا مکان بھی آپ بھی قید خانہ ہو جو شعر ہوتا قین وہ عاشقستانہ ہو تو ایک مہربان ہو دشمن ز مسانہ ہو پہلو سے ساتھ دل کے جگر بھی روانہ ہو </p>
---	---

<p> بادِ خزان نے آ کے درختوں سے یہ کہا وہ کیا پھر کہ مجھ سے ہوا میں بھی کھین گرم آہوں کا مری جو اثر ہو پس ہنسنا طبقہ اڑا دے گشت سے خاکِ مزار کا صبا کے جوڑ سے نہ آئے گلونے پاس لکھتا ہوں وصف کیسے شکین باریکا آشتون کے خون کے لال ہو قاتلِ نیام تک اس گل کے نام شام تو ہو چا داؤ صبا آنکھوں میں یہ کیسے لیا اُنکی ہو جان نزار </p>	<p> جلدی چمن سے قافلہ گلِ روا نہ ہو پرستہ یون کہی نہ کسی سے زمانہ ہو اشکوں کا اور شمعِ نر کو ہوا نہ ہو او شہسوارِ گورِ غریبان روا نہ ہو بلبل کو کچھ سس سوا اسٹیا نہ ہو ملکِ ختم کو آٹھ پانچ روا نہ ہو برہنِ عروسِ تیج کے جوڑا شہساز نہ ہو لیکر شمیم گل کو چمن سے روا نہ ہو بالین پہ آئے وہ تو مسافر روا نہ ہو </p>
--	--

شعر

دیکھئے نگاہِ ناز سے قاتلِ خواہ غیر کو
 اور ناولِ شمع سے مرادِ نشانہ ہو

غزل

کچھ اور آپ عمر روانہ پھر واتہ ہو
 شوریدہ سر کے واسطے کوئی بہانہ ہو
 سر آہوں کا جو غنچہ دل کو بسانہ ہو
 گھراؤں کا بہر زرق نہ کیوں قید خانہ ہو
 عاشق ہو اس حسین کی زینخانہ کس طرح
 اتنی تو مشق اور قدر انداز چاہیے
 دریائین اب تند نظر سے نہ دیکھیے
 یاد دہن میں لے سنے نکلیں دیون بستہ
 ایسا نہ کہ میر تمھارا یہ ذکر عیش
 سیراب و سیر کیوں نہ ہو صبا کے پہا
 فاقون میں کیوں نہ رووے اپنی ہر کر
 موج ہو اسے عشق کا کرتار یا تہ ہو
 سر پھوڑوں میں نصیب جو وہ آستانہ ہو
 بگل کی بسنت کی راز ممت روانہ ہو
 زنجیری کا جسکے تقدیر میں دانتہ ہو
 خوبان و ہرین جو وحید زمانہ ہو
 ایک ایک نشانہ تیر کا جالے نشانہ ہو
 تیر نظر سے کوئی نہ ماہی نشانہ ہو
 او تیرا وہ طائر نشانہ نشانہ ہو
 کل مثل عشق لیلیٰ و مجنون فسانہ ہو
 تقدیر میں جہان کا لکھا آب و دانہ ہو
 اشکوں کی کالیج سے آب و دانہ ہو

اشکون کے ساتھ آنکھ سے سخت جگر ہے	دیریا کے راستے سے مسافر روانہ ہو
نامے کو دیکے دی خبر مرگ بھی مری	قاصد کے ساتھ طائر جان بھی روانہ ہو
جنگل میں موت قیس کو آئی ہوا دھوا	لیکڑ سنانی جانب لیلیٰ روانہ ہو
انسان کی ہمت و بود کا ہو اعتبار کیا	آتے ہی گرہا نہیں عدم کو روانہ ہو
تیر نظر کا دل کو وہ تو دایتا تے ہیں	آنکلی ہوشِ قلب یہاں نشا نہ ہو
ہوتی ہو دیر یوں کو ادا کاروانِ شگ	آنکھوں سے سوئے منزل و امن انا ہو
مارا ہو سوزِ ہجر نے تپکا ہو کیا قصور	کشتہ کرین حضور اجل کا بہانہ ہو
مکھڑاں میں کیوں نہوا انسانِ جاں دار	کھلتے ہی آنکھ کے جو عدم کو روانہ ہو
پروانے کیوں فنا نہ جس کی طرح کرین	شمعون کا قافلہ جو سرور کو روانہ ہو
لیل وہ ہوں گا ٹھہر رہتا ہوں تباہ	دوش صبا پہ کیوں نہ مرا آشیانہ ہو
کیونکر ہو بتاؤ وقت رہ عدم	دنیا میں کوئی آئے تو کوئی روا نہ ہو

ہنگام مرگ کے کوئی بات خیر کی	ہمراہ لیکے زاد سفر کو روانہ ہو
جاری ہو بھر گریہ اجاب اس قدر	تا بوقت میرا صوت کشتی روانہ ہو
روزاک کا خون بہائے وہ خٹکال طرح	انہی زلف یا رجو بالائے شام ہو
یون راز عشق دل سے نکھر پڑا ہوا	جیسے گلون سے قافلہ یوروانہ ہو
رہنما جو اس سرزمین مسافر کی طرح سے	آئے جو شام کو وہ سحر کو روانہ ہو
اُس گل کی نسیم خبر لا دے تو مجھے	صحرائے جلد جانب گلشن روانہ ہو
اپنی نظر کے تیر ہو انی نہ سمجھو تم	دیکھو نہ فرغ روح کیسے کا نشانہ ہو
ہرمت جلوہ عاشق و معشوق ہی کا ہو	آباد ہے آپ سے آئینہ خانہ ہو
برباد آنہ صیون ہو احب طرح مرا	یا رب نہ یون تباہ کوئی آشیانہ ہو
اسکو بھی ہو قرار نہ جلتے سے ایک دم	بجلی سے جل کے خاک اگر آشیانہ ہو
صیاد اسے اجاڑ کے سر پر چو پہلے	زمینہ مثل تاج مرا آشیانہ ہو

<p>چھایا ہوا شجر کا کوئی شامیسا نہ ہو چادر ہو چار پر وگھون اک شامیسا نہ ہو سایہ پر طیور کا اگر شامیسا نہ ہو ہو جا کج سحر تو مسافر روانہ ہو جیسے کڑی کمان کا ناوک روانہ ہو سو کھدم جو قافلہ جان روانہ ہو تہنا کبھی نہ گھر سے مسافر روانہ ہو لٹنے کا در پہ شب جو مسافر روانہ ہو</p>	<p>مقتول ہزرہ رنگ کی تربت کیو سٹل گھیرے ہوئے کد کو مسہری گانگی ہو مجد سے غریب کی نہ جلے دھوپ بین پیری کے انتظار میں ٹھہری نئی روح یون جلد نامہ لیکے چلا میر نامہ بر بنگ برس کی طرح نیکو آئین چکیان مرنے سے فرق عمل کو نہ کیون لون سا نکلے بدن رنج نہ یارب شباب بین</p>
---	--

<p>شعر ۲۲</p>	<p>اس یاد سے ہدی کی تو کچھ فائدہ نہیں فاخر کا ذکر خیر بھی غائبانہ ہو</p>	<p>۱۳۶ غزل</p>
---------------	--	--------------------

<p>یون ہمسے وصل ہو کہ جدائی کبھی نہ</p>	<p>غیر ورنہ کی تاب یار سانی کبھی نہ</p>
---	---

<p> صیاو سے ہوا نس جدائی کبھی نہو قدموں پہ جب گروں تو نکلی آدم مرا اشکوں سے لاکھ دھوون تو ہوتا ہر پہلا وہ جان میرے جسم میں آ جا کر گدین چاہوں نہ کہ میں ہی تو مراد نہ ہوت مردن سے وہ دیکھ کے بوسے یہ طبع سے کرنا قتل غیر کو منہدی کے ہاتھ سے باتوں میں ایسی چرب زبانی کھاؤں فصل بہار میں جو نہیں میرے زمرے میرے جو اضطراب سے آئین نہ رنوں ہر صبح کا سہیلے پھرین ہم نہ دریا </p>	<p> مین یون اسیر ہوں کہ ربائی کبھی نہو ایسا ملاپ ہو کہ لڑائی کبھی نہو انکی کدورتوں کی صفائی کبھی نہو پھر تا بہ عمر اُسے جدائی کبھی نہو اے تیر عشق تیری رسائی کبھی نہو اس سخت جان کی اہل آئی کبھی نہو آلودہ خون میں دست خانی کبھی نہو اُس شمع سے مجھے رکھائی کبھی نہو پھر بلبلوں کی نغمہ سرائی کبھی نہو پھر مجھے بر خلافت خدائی کبھی نہو ہے تو مثل ہر گدائی کبھی نہو </p>
--	---

وہ گر گرین حلال نہ منہ پکڑا تھے	میرے لہو کا رنگ حسائی کبھی نہو
یون صاف ہو رفیق دلون کا غار بج	پانی میں بھی ذرا وہ صفائی کبھی نہو
رکھے قفس میں پھول جو صیاد روز و شب	پھر غنڈ لیب و گل میں جدائی کبھی نہو
آنکھوں کے ساتھ پروں میں پوشیدہ ہیں	اُس گل تلکات کی رسائی کبھی نہو
وحدت میں تیری جلوہ کثرت نہو اگر	پھر ایک جانی میں ہمہ جانی کبھی نہو
آزاد کر دے موت اگر مجھے اگر	زندانِ غم سے میری رہائی کبھی نہو
بر بار مجھ کو شاد کر وغیرہ کو بھی گر	مجھ سے بُرائی اُس سے بھلائی کبھی نہو
صیاد کو جو آہ و فغان پر نائے رحم	پھر اس قفس سے میری رہائی کبھی نہو
فاتون میں صبر و شکر سے بیٹھے ہیں	قانع سے در بدر کی گدائی کبھی نہو
چاہے جو تو تو دم میں نہوں دیر و ہن	دنیا میں پھر بتوں کی خدائی کبھی نہو
تصویر اپنی میرے کفن میں جو کدو تم	پھر تاپہ شتر سے جدائی کبھی نہو

رومانہ میری لاش پہ مثل عروس نو | از نگہوں پہ دیکھ دست خانی کبھی نہو

بہار
غزل

اسباب واقربا کا تو فاختہ ہر ذکر کیا

شعر ۲

دشمن کی بھی تو ہمسے برائی کبھی نہو

بال کھولے ہوئے بازار میں چلتے کیوں ہو

جنگیوں سے دل شیدا کو مسئلے کیوں ہو

عرشہ شیرین بن بنکے ٹھہرتے کیوں ہو

میری آہوں میں جو کہتے ہو نہیں کچھ مایوس

تو نہ ہوتا ہر غریبوں کے گلے کٹتے ہیں

مثل یوسف کے نہ پھنس جاؤ تیرا رونہیں

پھر کہیں تو کاٹو فانہا اٹھے عالم میں

تیوری غیروں پہ چڑھتا نہیں جن کی ہوا

بیخاطر گھر سے سر شام نکلتے کیوں ہو

ہاتھ مل مل کے کیلجا مار ملتے کیوں ہو

غیر وزنگ قیامت کا بدلتے کیوں ہو

پھر جگر تھام کے ہاتھوں سے سینہ تلے کیوں ہو

چال عشاق سے تلواری کی چلتے کیوں ہو

منہ کو کھولے سر بازار سے نکلتے کیوں ہو

قلزم چشم سے ادا شک ایسے کیوں ہو

شخص سے تو رنج و ناعاج کو بدلتے کیوں ہو

جان دیتے ہو عیست منت میں جسے کیون ہو
 آسمانوں کی طرح رنگ بدلتے کیون ہو
 خون میں ڈوبے ہو گٹر و نکو بدلتے کیون ہو
 دیکھ لے جب تو پھر اب نام بدلتے کیون ہو
 منہ چھپائے ہو راتوں کو کھلے کیون ہو
 روز پوشاک نہما دھو کے بدلتے کیون ہو
 کاندھا تابوت کا رستے میں بدلتے کیون ہو
 منہ دی ہاتھوں میں مری قبر پہ بدلتے کیون ہو
 گرتے گرتے مری تربت پہ بدلتے کیون ہو
 خیر کے دل کو مرے دل سے بدلتے کیون ہو
 ساتھ اختیار کے تربت پہ بدلتے کیون ہو

شمع کی گرمیوں پر جاؤ نہ اسی پر دانو
 رنج دیتے ہو کبھی اور کبھی خوش کرتے ہو
 قاتلو دفن اسی طرح شہیدوں کو کرو
 یوفا کھلے نہ اب عجب کو وفادار کہو
 دشمنوں کو کہیں بدنام نہ کر دے کوئی
 بدگمان ہوں کہ نہوں میں تمہیں انصاف کرو
 لیچلو جلد سے قبر مری تربت کو
 صورت برگ خد دل بھی پساجاتا ہو
 کیا مر غم میں کچھ آیا ہو قیوں کا خیال
 پھیرتے ہو تو وہی دودل مضطر میرا
 یو فانی سے ملاتے ہو وفاداری کو

سمر چڑھے خون نہ کہیں پاؤں تے رقت سے	لاشے قتل میں شہید دن پہلے کیوں ہو
دل مزید انہیں ہو تو یہ کیا باعث ہو	داستان عشق کی سن سنگے بہلے کیوں ہو
پستی کتا ہر مریخ کلامی مئے شونخ	زہر افی کی طرح منہ سے اگلے کیوں ہو

غزل	ہو زمانہ تہہ بالا نہ کہیں رفا	شعر ۲۵
	کر وین ہجر کی راتوں میں بہلے کیوں ہو	

تمہارے عکس نے مجھ کو بنا دیا ہسکو	عجیب نقشہ حیرت کھا دیا ہسکو
ترے فراق نے ایسا گھلا دیا ہسکو	کہ سیل شک کے کوسوں بہا دیا ہسکو
شب وصال ستایا انھیں تو فرمایا	ابھی تو سوئے تھے کس نے جگا دیا ہسکو
ملا نہ جب کہیں سیلی و شو تکے گھر کا پتا	جنون نے نجد کا رستا بنا دیا ہسکو
اتر کے قبر میں کرتے ذرا سچائی	ہلا کے شانہ نہ تھے جگا دیا ہسکو
خدا سے پھر کے بھی اسکا ہوا نہ نصیب	بتوں نے دونوں پہاڑ بنا دیا ہسکو

<p> بھیرا ج خاکین کیونکر ملا دیا ہوں تمہاری گالیوں کی کیا مٹا دیا ہوں نہ کس دن اپنے دماغ اٹھا دیا ہوں بیٹھا کے پاس یہ پھر کیوں اٹھا دیا ہوں شب فراق نے ایسا ڈرا دیا ہوں تو کیوں یہ خالین تمنے ملا دیا ہوں جاگ کے درد نے اٹھک اٹھا دیا ہوں ذلیل کر کے نظر سے گرا دیا ہوں یہ کیسے شاہ پہ تو نے جلا دیا ہوں کسی نے چاند سا کھڑا دکھا دیا ہوں تمام بچوں کی بوہن بسا دیا ہوں </p>	<p> سنا سنا تم نہیں وہ ہونٹیں دینے سے ہماری کان ہیں تمام کے بہت مشتاق رہیں نہ خیر سے کب گرم جوشیاں سرزم سدا یہ کہتے تھے دل میں جگہ تمہاری ہے رہا نہ دل کے لگانے کا حسلہ باقی نہ تھی جو دل میں کدورت ہمارے چنب سے شب فراق میں کس طرح چین سے بیٹھیں دیا وقا ہین ہر چہ کا کہہ سکتے کہا یہ شمع سے جلنے لگا جو پروا نہ کھڑا چکور کے ماتہ ہم نہوں کیونکر لیٹ کے سوئے تھے اک شب جو اٹل گئے </p>
--	--

لفظ نہ آئے وہ لبوہ حشر میں بھی کہیں	کسی نے ٹھک نہ وان بھی تیا دیا ہمسک
دکھا کے وہ رخ روشن جو ہو گئے روپ کا	مثال آئینہ حیران بنا دیا ہمسک
ہر ایک طرز ادا پر وہ مجھ سے کہتے ہیں	تمہیں بتاؤ یہ کنے سکھا دیا ہمسک
ہم اپنے ہوٹھ چبائے رہے تصور میں	کچھ انکے بوسوں ایسا مزا دیا ہمسک
شب فراق میں آتی کبھی نہ نیند میں	اجل نے یانوں پر بار سلا دیا ہمسک

غزل	غضب کی شوق طبعیت کے اپنی فاختر	شعر ۲۱
	کہ عین جوش بکامین ہنسنا دیا ہمسک	

مزا دے ریت کا پھر کیا اگر حبیب نہ ہو	قبول موت ہو جینا مجھے نصیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہو کہ دشمن بھی نصیب نہ ہو	جد کسی سے کید کا کوئی حبیب نہ ہو
سفر میں مرگ کسی کو بھی نصیب نہ ہو	وطن سے دور اجل سے کوئی قریب نہ ہو
گلو نہیں خار سے دلتنگ لہریں نہ ہو	جہا نہیں کون ہو چمکا کوئی قریب نہ ہو

جد اجنون بھی ہو اچھے سے شہرِ عربین	مری طرح سے الہی کوئی غریب نہو
ٹرپ ٹرپ کے شب ہجرین یہ کہتا ہوں	یہ درود کسی دشمن کو بھی نصیب نہو
اکی درویشین آپ درو مندوں کے	کوئی جہانین منت کشِ طیب نہو
گلون کو توڑ فیصل بہارین گلچین	ارتے مہین کھین خون عندلیب نہو
وہ پڑاثر مری فریاد کے کہتے ہیں	کھین یہ وہی ہمارا بلا نصیب نہو
چھپا ہوا دم کو پھیلا کے گھاتین صیاد	چن مین آج کھین قید عندلیب نہو
چلا ہوں ٹھان کے دیلمین چکر لوار	مین ہی تج ہوں دنیا میں یا قریب نہو
نظر سے خلق کی گرتا ہوشک کی صورت	ذلیل خواہ جہانین کوئی غریب نہو
لٹا کے زر کو یہ کہتے ہیں بھول غاروں سے	کوئی جہانین تھی دست یوں غریب نہو
اسی مرض سے سیما بھی منہ چھپاتے ہیں	شفاق سے وق آپ کیوں طیب نہو
جب آئی وصل کی سائل بھی آپہنچی	الہی موت عدو کو بھی یوں نصیب نہو

نہ مرگ ہی اسے بھاتی ہو اور نہ رستے	عدوے جان کسی دشمن کا بھی حبیب نہو
رہائی ہوگی خدا ہو سبب الہیاب	گلون کی دید سے مایوس عندلیب نہو
مجھے وہ ترع کی الجھن میں دیکھ کر بک	آئی کر ب یہ دشمن کو بھی نصیب نہو
اڑے جو رزق مرے نخت کا تیرین	طلب پہ دانہ نہ زنجیر بھی نصیب نہو
مقام عرش بھی جل اورید بھی ہو ترا	بید ہونے پہ تجھ سا کوئی قریب نہو

قبل ہجر وفا کر روزِ جلاستے پس وصال جدائی مگر نصیب نہو

روایت ہے کہ ہونے

گزشتہ میں نخت جگہ گھائے کیا پ کے ساتھ
 پیادہ دل کا لہو نہ تو ن شہاب کے ساتھ
 بھلا یہ شیب بہل ہو کیا شباب کے ساتھ
 کہ جھریاں رہیں مٹھ پر یوہین خضاب کے ساتھ

گروک شراب کی چاہیں جو سوختہ قسمت

ہوں سچ آہ پہ بریان جگر گلاب کے ساتھ

جبین ورخ کے ہر ہمراہ خال بھی روشن

چمکتا نجم بھی ہے ماہ و آفتاب کے ساتھ

خاکا رنگ بڑھاتا ہیون و مالون مین

لو لگاتا ہر کشتون کا بھی خضاب کے ساتھ

جگر کا داغ ہو ہمراہ داغ دل پیدا

طلوع ماہ بھی ہو آج آفتاب کے ساتھ

جسم دل ہو مرا وہ جو جلتے دیکھ لیا

تو خود بھی جلیا انگاروں پر کباب کے ساتھ

کیا ز فیصلہ بیل کے گردن و سر کا

۳۳
یہ رسم اکیلا تال مجھے عتاب کے ساتھ

عسم و الم کی گٹھائیں جو دل پہ چھائی ہیں
برس رہی ہو مری آنکھ بھی سما تب کے ساتھ

مٹا ہو دروغ جگر داغ قلب کے ہمراہ
غروب ماہ ہوا آج آفتاب کے ساتھ

نہ کیوں کئی بے راست ہو غم پیری میں
گنا ہے نورِ نظر طاقتِ شباب کے ساتھ

تھے کا وزہ افتان نہ روئے تابان پر
تھے گی خاکِ بے بلا نجم و آفتاب کے ساتھ

طیش سے چین جو دمِ خمِ نین کسی پہلو
تو کروٹیں بھی بدستارِ دل کہاں کے ساتھ

سبب ہو دوری عشاق کی سوارخت
 روان چنگ نہیں سخن ماہستاب کے ساتھ
 بڑے بھی اچھے ہیں نیکون کی ہنر شینی سے
 بے ہن حصار بھی بازار میں گلاب کے ساتھ
 مزے سے خوب ہی بوسے میں لونگاسٹے میں
 زہانصدیب جو بیدار اُسٹکے خواب کے ساتھ
 یہ شہسوار کا پاس ادب کیا میں نے
 جھپٹ کے بوسے قدم کے لیے رکاب کے ساتھ
 شراب سرکہ ہو سکد کہ شراب ہو جائے
 ہوا انقلاب اگر اور انقلاب کے ساتھ
 کچھ دینا سوختہ تہہ بھٹون کی ہر ہی غافل

غریب جل گیا رشتہ عبت کباب کے ساتھ
 ہی علاج حرارت کا اسکی کر ایسے
 مسیح چوتے قلم پرین نقاب کے ساتھ
 یہ اشتیاق شہادت ہو مجھ کو ای قائل
 پہلا ہون کو سون ہی پیدل تری رکاب کے ساتھ
 رہیں گے بحر جہان میں نہ ظالم و مظلوم
 فنا ہو سوج کو بھی دیکھ لے کباب کے ساتھ
 ہزاروں یوں دل سوز ان سے پیشہ ہیں امان
 ہجوم مورچہ ہو طبع کباب کے ساتھ
 فقیر جو ہیں طبع کے وہ متاع ہیں
 بھگ کے کھاتے ہیں نان جوین کو اب کے ساتھ

توسر کو کاٹ کے فتراک میں لگاتاتل
کس کے بہل میں جلو ننگا تری رکاب کے ساتھ

شعر ۲۵

جلیگا وہ بھی جو فخر مجھے جلائیگا
کہ سنج و نار بھی جلتی ہیں دیکھا کے ساتھ

غزل ۱۳۱

گٹھا بھی برسیگی اس دیدہ پر آب کے ساتھ
اٹھا ہو لکڑہ دو دھبہ گسار کے ساتھ
حلا جلا کے رلاتا ہے باعث گریہ
روان ہیں اشک کہانی کے بھی کباب کے ساتھ
حضور چھوڑ کے ٹھب کو سندر کو جائیں تو
نکل کے روح بھی جائیگی پا تراب کے ساتھ
مفص میں پھول بھی صبا دئے جو رکھے ہیں

سکون بھی ہے دل بلبل کو اضطراب کے ساتھ
 یہ بادِ خوار میں حسنِ طبع کے عاشق
 ناک ملا کے پیا کرتے ہیں شراب کے ساتھ
 حیدر میں ایک ہوا دے تہ بھی اور سلاطین بھی
 ہمیشہ جلتا ہوا ذرہ بھی آفتاب کے ساتھ
 وفادار تھے وہی اسے بہت مشکل بھی
 پرستہ آگ پہ پرستہ ہوا کباب کے ساتھ
 ہوئی ہر غمتِ کشتائی نظارہ رخ سے
 کھلی ہر دل کی گرہ بندش نقاب کے ساتھ
 نمرِ فاقبِ گل کا یہ طرفہ پایا ہے
 عروں بھی خار کا کھینچا گیا گلاب کے ساتھ

ہوا ہے رحمتِ غفار کا کریمِ محض
 عذاب میرے مبدل ہوئے تیرے چہرے کا
 جلا ہیوں دل سوزان میں مل کے تارِ ریاست
 کہ جیسے آگ پر شہِ جہاں کے سائے
 عرقِ مین غرق ہوں تاسیہ کیون و محشر میں
 طیش و داغِ جگر کی بھی آفتاب کے ساتھ
 شرابِ سرکھ ہو جب بھی نہ جامِ ہاتھ لگے
 نئی یہ گردشِ دوران ہو انقلاب کے ساتھ
 کروں میں عشقِ حسینوں کا فصلِ شیبِ بزمِ کیا
 وہ ولولہ ہی نہ دل کا رہا شباب کے ساتھ
 توشی میں جاے سے باہر نہ اتر پتنگو ہو

بہشت و بہشتیہ شمع پنجاب کے ساتھ

بکریہ پانچا میران چشم عاشق کا
نراکت اسکی جو تولی گئی گلاب کے ساتھ

جو آب و دودھ نقص میں دیا نہ بیل کو
مگر ہر کال بھی صیا و قحط آب کے ساتھ

ثبات عمر ہے اہل رفیع کا ظاہر
منکک فنانو اکند جاپ کے ساتھ

نیا یہ چشم مجھ سوئے شمع مقتدر کا
فرسے کی بات ہے دل بھی جلاکباب کے ساتھ

تیرا کاشک نہ کیو نہ کروں میں وقت سحر
لی حیران جو میں ستر میں آفتاب کے ساتھ

ہمارے وصل میں شہرہ کے کیوں نہ ہو سے لین
 کہ ولولہ بھی تو رکھتے ہیں وہ مجاہد کے ساتھ
 اجل ہو بادہ کشوں کی فراغ ساقی میں

پیما ہو جام قضا ساغر شراب کے ساتھ
 کیا حلال مجھے نیچی نیچی نظروں سے
 گلے پہ تیغ نظر کی پہلی چاہ کے ساتھ

شعر ۳۲۱	انہیں کاٹیں ہون وہی مجھ کو بخشہ اس کے جہان میں جاؤ گی فاترین بوجھ کے ساتھ	غزل ۱۲۲
---------	--	---------

اڑتا رہا غبارِ کاروان کے ساتھ کاوش نہ کیوں ہو پیرِ کتب و انکسار گچین بھی ہو گیا ہو بدو باغبان کے ساتھ	صرصر ہی سفین جو مجھ نہاؤ ان کے ساتھ جھک کر ملا خدنگ کوئی کمان کے ساتھ برباد یہ کرینگے مجھے آشیان کے ساتھ
---	--

گل ہو نہ عنایب ہو مجھ ناتوان کے ساتھ
 واما نگاہ کا حال یہ ہو کاروان کے ساتھ
 ابرو کشیدہ مجھے ہو ٹیڑھی نگاہ ہے
 ملتا نہیں خزانہیں عمارت کا پر تلک
 اٹھ اٹھ کے اپنی قبر سے میدان خستین
 فصل بہار میں جو اسیری کا خوف تھا
 و شام و یکے بزم میں مارا قریب کو
 کہتے ہیں جانکی میں وہ اپنے مرخص
 رکھتا ہو پھول میرے نشین میں توڑ کے
 بیسیگی مجھ کو قبر میں یہ بھی اسی طرح
 قلب و جگر سے ہر ہرین شعلے بلند ہیں

اڑتا پھر ہوں غمین رگ خزان کے ساتھ
 اٹھ اٹھ کے گرد گرتی ہو مجھ ناتوان کے ساتھ
 ناوک بھی ہو گیا ہو خمدہ کمان کے ساتھ
 یوں اڑ گئے ہیں رنگ گل بوستان کے ساتھ
 آتے ہیں غولیاں دکھنوں کے فغان کے ساتھ
 اڑتا پھر ہوں طائر رنگ خزان کے ساتھ
 چلتا ہوا نکا ہاتھ بھی انکی زبان کے ساتھ
 آنکھیں بھی تیری بند ہوئی ہیں نہان کے ساتھ
 اک عشق ہو گیا ہو مجھے باغبان کے ساتھ
 دشمن مری زمین بھی ہوئی آسمان کے ساتھ
 منہ سے نکلتا ہوا وہ فغان کے ساتھ

شاہدین ہر ماہ مرے اتحاد کے
 بولے وہ باتھاپانی بہنت پہ وصل کی
 خزاں بندہ کل غدار ہیں بوٹہ سا ہر وہ دستہ
 سو زبیا فراق نے یوں تن گھسا دیا
 اعربا غمان جلا کے اسے سیر دیکھ تو
 دم میں مکان گور میں پہونچا دیکھ
 صبح شب وصال اگر وہ سپلے گئے
 مجھ کو کبھی ایک بوسہ خوابان کی ہوتا
 اٹھتے ہیں گرو بار بار بان میں متصل
 گویا صد ایاتی ہو کسری کے طاق سے
 تھرے غصے کے اور اشار بلا کے ہیں

ذرات میں ہوں سہا بہ صفت جانا کے ساتھ
 چلتے ہیں ہاتھ پاؤں بھی تیرا بنے ساتھ
 گویا روئے ہر باغ بھی سرور و راحت کے ساتھ
 اک چا پست پر اپنی فضا ستوا کے ساتھ
 یہ باغ بھی جلیگا مرے انشا کے ساتھ
 احسان کیا یہ موت مجھے تو ان کے ساتھ
 میں بھی قنار بلند کروں گا اذ ان کے ساتھ
 میں بھی ہوں بازن برس کا روئے کے ساتھ
 چکر میں ہوں زین بھی کن آسمان کے ساتھ
 مٹی میں ملگئے ہیں مکین بھی مکان کے ساتھ
 تیر نظر بھی چلتے ہیں تیغ زبان کے ساتھ

<p>فلک گیر و شمع بین ہو کیونکر جلی کئی صبح شب وصال وہ کہتے کے اب نہیں گویا یہ چکیوں کی صدا ہو دم خمیر اندری لاغری مریش تب ذرت قاتل نہ کہنچ تیر دل غم پسند سے آتے ہی دل میں تیر کے زخموں گل کھلے یعنی ہو جان اگر تو جنابین نہ کیجھے مجھ ناتوان کی فرمت و پستی سفرین ہو</p>	<p>منہ پھٹ بھی ایسا چاہیے بانی کے ساتھ آئی صدا مگر سحر بھی اذان کے ساتھ دم بھر ہوا رویتن نی جان کے ساتھ جنبش تمام تن کو ہو بصر ان کے ساتھ جان میر بانی جاسگی اس میہا کے ساتھ اس باغین بہار بھی آئی خزا کے ساتھ سو سو تہاں ان کا امتحان کے ساتھ اٹھ کر اہون کر درہ کاروں کے ساتھ</p>
--	--

گردِ مال ملے اکٹھی دو دو آہ سے

فاخر زمین بلند ہوئی آسمان کے ساتھ

شعر ۴۲

رویت یای شناہ تختمانیہ

غزل ۱۴۳

<p> اہل زمین یہ سمجھتے تارے چمکے گئے کچھ اور میرے دل کے پیچھے چمکے گئے کانو نیہ ہاتھ رکھ کے فرستے چمکے گئے بوسے فراق آنے لگی ہم کھٹکے گئے پانی کے چھینٹے ابرجد پر چمکے گئے بالین سج میری خوش کامیابی کے گئے دل عاشقوں کے بارگاہ اندکاپ کے گئے دو گام چلے پاتوں سروستہ تک گئے دُور زمین کے نجم کی صورت چمکے گئے بادل بے تو چرخہ تلے چمکے گئے نکلا وہ جلیق سے رستے مہاکے گئے </p>	<p> دُور جو میری خاک کے سوا فلک گئے تربت پہ اشک گرم جو آنکھ ٹپکے گئے تارے جو خوفناک ترسے افلاک گئے پہلو سے میرے وصلین جب وہ کھٹکے گئے جب آئے سطرں کو کچھ آنسو ٹپکے گئے دم توڑتے وہ دیکھنے مجھ کو جھپکے گئے خورشید دماغ جب کلا سترے اثر گھر سے سفر کو جاتے ہی خستہ میں ہو گیا اس بیجین کے پر تو مہر عذار سے کیسو جو سر کے اتھے پہ افشان نظر پڑی پوشاک ملگنی ہو کہ آہلی ہو یار کی </p>
---	--

عشق شہ کا دلچ مرے گج اثر ہوا
 اس گل کے بوے ہم نے گلشن بسا دیا
 آہوں کو ضبط کر کے جو گرم شک پیگیا
 ثابت قدم رہا ہوترے اتھائیں کو ن
 باتیں پیے وصال شہ کی جو بین نکسین
 سر سے چلینگے جاوہ شمشیر ضرور
 بکائے میرے ساتھ چلے آئے شہرین
 برق جہنم بنکے نہان ابرین ہو
 آنکھ نہانے آگیا رستے میں کیا خیال
 بانوں پہ عاشقوں کے گرین کیوں جمع
 دریا سہا لے گوزے میں سچ ہر حال

مدت سے جو گراے تھے وہ کانٹے ٹھٹک گئے
 کلیوں سے پیرہن کی گل ترہا گئے
 کچھ اور شعلے و غ جگر کے بھڑک گئے
 ہم کیا ہیں بانوں کوہ کے پیچھے کر گئے
 دل میں وہ مثل طائر سیل بھڑک گئے
 اچھا ہوا جو بھاگنے کو بانوں ٹھٹک گئے
 خود آج راہ غول بیابان بھاگ گئے
 دل کے شرارے آہ میں جیتا فلک گئے
 کیوں آئے آئے قبر پہ میری ٹھٹک گئے
 جب مسکرائے وہ دُرُودان جاک گئے
 جوش بکائیں آنکھوں سے آنسو چھٹک گئے

عشقیں مرد کا اور اثر جاستن
 آریا نہ غش سے ہوش مریش فراق کو
 دوز سے دوز چو وادی حشر میں تھا
 کیوں روئے بیکسی بھی نہ مجھ خستہ حال
 پھولوں کے ٹوٹے پہ عماد دل جو روئے
 فریاد کے لہو میں حرارت تھی اس قدر
 باد نسیم باد منموم انکو ہو گئی
 بخت سحر مسرت فیض نسیم سے
 تیرا پایا دیکھا دل بتیاب نے مرے
 اس مہ کی دید حق میں مرزہ ہو گئی
 بے صبری اس قدر کسی کو ہو زیر تیغ

کچھ خارتے جو دل میں ہمارے ٹھکانے
 وہ اے کے گنہ پہ کو عرق گل چھڑک گئے
 دم آہوں کے پھول گئے پانوں کے
 منزل ہوئی نہ ختم مگر پانوں تک گئے
 مارے اسی کے باغین گل پھینک گئے
 لکڑے ہو پھارے کے پتھر چٹک گئے
 شمیم سے جام زیست گلون کے چھانک گئے
 بالیدہ پھول ہو گئے غنچہ چٹک گئے
 پہاڑ سے اٹھ کے آپ اُدھر کیوں نہ گئے
 پر تو سے زخم قلب و جگر کے چل گئے
 قاتل کے ہاتھ میرے تڑپنے سے تھک گئے

صبح شب وصال ازان کا ہوا جوشنو	لیون نہیں سکے دونوں کیے دھڑکے
شدت ہوئی جو در و جگر کی پس فنا	وز سہا ہاری خاکِ جگر کے چمکے
مرنے کے بعد آنکھیں جو میری گھلی ہیں	اُس گمان یار کو کیا کیا نہ شکے
دربان کی گھر کیا نہ لگتا کی دھکیلا	کیا کیا ہوا حال جو اُس ورتاک کے
عشق مرثیہ بین دل کو چڑھا دہ داہ	اچھا ہوا اہم درد لدا رتاک کے
کی ہیں چراہ ناکِ عدم عمر بھر میں طو	کن مشکون میں منزل مرثیہ لک کے
افلاک کیے کچھ بولن میں کیوں نہ خوش	ہم زار مثل خارِ دلون میں کھٹکے
کتی تھی ناز کی حسینان دہر کی	رنگِ خنکے بار سے یہ ہاتھ تھک کے
دل سے بخارِ رنج کو دھویا نہوں نے	اُس کے آبِ شاک کی پر چھڑک کے
سچ ہو شریکِ حال پر میں نہیں کوئی	وقتِ فشارِ قبر فرشتے سرک کے

پرستے کے جو شاہِ گل با عینِ غزل

۳۲ غزل	فاخر کے شعر کے عنوان پڑھئے	شعر ۲۵
<p>خدا کریم ہو زاد سفر نہیں نہ سہی سوال وصل پہ کہدین اگر نہیں سہی ہمارے دلی رگون میں گز نہیں سہی بخازہ دیکھ کے مرنے کو تو وہ سمجھتے دوساروں کے ہوتو وہ اک اشار میں خزان تو رنگ جمائیگی میر سینے میں مزا ملیگا اسی سے مجھے تڑپے کا ہمارے نالوں کے سینے پہ ہاتھ کیوں رکھا حضور طائر دل کا تو کر لیا ہو شکار ہمارا بخت نہ اٹا ہو خیریت ہو یہی</p>	<p>پہنچ ہی جائیگے منزل پہ ز نہیں سہی وہن تو ہو گیا ثابت کمر نہیں وہی قفص میں طائر تیر نظر نہیں نہ سہی ہمارے حال مرض کی خبر نہیں یہی جگر کے پار خدائےک نظر نہیں نہ سہی بہار پر گل زخم جگر نہیں نہ سہی ہو در و قلب تو درد جگر نہیں نہ سہی یہی ہو بس جو زیادہ اثر نہیں نہ سہی اسیرِ دام جو مرغِ نظر نہیں نہ سہی اس آسمان کی جو سیدھی نظر نہیں سہی</p>	

سیاہ نمائے دل میں چمک ہو داغوں کی	اتر میری رات میں شمس و قمر نہیں سہی
ایک تو چشمِ تھمرے دیکھ لیتے ہیں	دو چار انکی نظر سے نظر نہیں نہ سہی
ہم اپنی جان تو دیدہ پیگے عشقِ باز میں	مختون کا کسی پر اثر نہیں نہ سہی
جگر کے داغ تو جلتے ہیں قبر کے اندر	حد پہ شمعِ خیاباں اگر نہیں نہ سہی
گدا کی طرح بُسر ہوگی عمر دو روزہ	پیشہ رہے کسی در پہ گھر نہیں نہ سہی
صحن سے آنکھ کا میری یہی اشارہ	ملے ہیں اشک تو جھک کر نہیں نہ سہی
مرے سے ہم لب و دماغ بے لیتے ہیں	نصیب اگر نہیں شیر و شکار نہیں نہ سہی
ہماری جان تو جاتی ہو اُنکے قدموں پہ	انھیں تو راہی محبت اگر نہیں نہ سہی
گرج بایگی و طرک تو دل کی ہر کی شب	صد آواز مرغِ سحر نہیں نہ سہی
کبھی تو تھے مرے قابو میں اجنوں کو	اب اختیار میں قلب و جگر نہیں نہ سہی
ہوا کے جھنکے نہیں ہیں ارار کے جاوگا	یوں اُسکی بزم میں میرا گز نہیں نہ سہی

بسان بنگ و را تو میں نالے کراہوں	خیمارتا فائدہ آسا سفر نہیں نہ سہی
بخار و ل کا نکلتا ہوا میں بھرنے سے	کسی کے قلب و جگر پر اثر نہیں سہی
مثال شمع جہان سے ہم آہ چلتے ہیں	شب فراق کی پیداخیز نہیں نہ سہی
غزل	خوشی سے روکنے سینے پہ تیغ قاتل کی
	پچانیکہ لے فاخر سپر نہیں نہ سہی
شعر ۲۲	
کم نہیں تیغ ادا و ناما ز مرنے کے لیے	
استین اُسے ہوئے ہیں ذبح کرنے کے لیے	
جان دو گنا عاشقوں میں نام کرنے کے لیے	
منع کرتے ہیں مجھے کیوں آپ مرنے کے لیے	
ہو تو وقت اس زمانے میں گزرنے کے لیے	
سب علوم سے خلق میں آئے ہیں مرنے کے لیے	

اُسکے لئے کا بھی مجھ کو یقین آتا نہیں

وعدہ و صلت وہ کرتے ہیں کرنے کے لیے

دل تو لیکر ہو چکے ننگر جسکے بھی سیلے

کوئی پہلو اور پیدا ہو نہ کرنے کے لیے

اور زمین قبر پر نون بھی دیا دیکھ فشار

ترسے گھر میں آئے ہیں آرام کرنے کے لیے

اور ہو لجسا نہ تربت سے کہیں میرا غبار

کیون اڑاتی ہو اسے برباد کرنے کے لیے

قید خانے سے رہا ہو ہو کے دیوانے ترے

قشون کو چلے آبا و کرنے کے لیے

سر اٹھا کر یہ صدا دیتا ہو موجوں کو جاب

بحر قانی میں ہم آئے ہیں گزرنے کے لیے

شاد زلفون میں شبِ صلت کرو تو فوت تم

دن بہت ہوا و پریا پیکر سنورنے کے لیے

غذایہ آشیانوں سے ابھی آنا نہ تم

دامِ پھیلے ہیں چین میں قید کرنے کے لیے

رکھ کر اگر جبراح تو زنگارہ کا چاہا کوئی

زحسم یہ دلپ نہین کھائیں بھرنے کے لیے

مقتضائے کسنی ہر سانپ سمجھے ہیں اگر

کھولتے زلفین نہین وہ شب کو ڈرنے کے لیے

شمع کی صورت ہو تم عثمانِ بین پروا نہ وار

حلق میں پیدا ہوئے ہیں تپہ مرنے کے لیے

کاسر زانوین کیا صورت نظر آتی نہیں

اُس نہ مانگا ہو کیون تہے سنورنے کے لیے

روکتا سینے پر مین شوق شہادت مین اُسے

تیرا تاگر مرے دل سے گزرنے کے لیے

تیغ کے کٹختے ہی بھاگے سامنے سے غیر کیون

تم تو کہتے تھے کہ آمادہ رہیں مرنے کے لیے

ویکھ کر آئینے مین ابرو چڑھاتے ہو عبث

نیچے کھینچا ہو کسے قتل کرنے کے لیے

بار احسان سے الٹی تو سب کمرے مجھے

قبر مین اترے ہیں وہیت کو دھرنے کے لیے

جان بری بیماری اُلفت سے مشکل ہو میری

مرستہ فرستے بیچ گیا ہوں تپسہ مرستہ کے لیے

چھوڑنے کو تپسہ صیتا دھجھکا ہو مگر

ہاتھ میں تپسہ بیچ لیے ہو پر کمرے کے لیے

خون ناحق کے نشان دامن سے کیوں دھو تا ہوتو

مگر کرتا ہو قیامت میں مگر نہ کے لیے

بکیں کشتہ حسرت یہ اُن سے کہتی سب

تم نہیں پہنتے ہو نیست و فن کرنے کے لیے

عزل ۱۴۶	شغل قاخر شعر گوئی کا مجھے و نرات ہو روز کتا آن بن غزلین مشن کرنے کیلئے	شعر ۲
وہ چھیرنے کے لیے مجھ پر گر جاتا کرتے مکلا دم سر بالین اگر جھا کرتے	پھپھو سہلے پھوٹ کے دلیکین بہا کرتے مزا تھا جب وہ ادا کرتے ہم تھا کرتے	

اگر وہ آتے تو مر بھی ہم وفا کرتے	خمار قبر سے تعظیم کو اٹھا کرتے
یہ عادت انکی نہ جاتے نہ میری خم جاتی	وہ ظلم و جور و جفا اور ہم وفا کرتے
جو ہتھ سے لاکھ نان ہوتے قاتلے ہاتھ	بلند شور و فغان صورت ورا کرتے
نکا لاؤ پتے دریا سچ و غم سے مجھے	سلوک اور پہلا کیا اب آشنا کرتے
بتوں کو چشم بصیرت سے دیکھ لیتا اگر	تو بتکدوں میں برہمن خدا خد لکرتے
کہیں جو آپ کے دیوانے آئے تھے خیرین	اک اور حشر قیامت میں وہ پاپا کرتے
لو یہاں وہ دہرندی لگا سٹے اٹھو سچ	ہمارے خون کو زینت وہ حاکر تے
فلک بھی گردش میں تیاہیں جو شام گاہ	بلند شور و فغان مثل آسپا کرتے
نہ دیتا بوسہ اگر وہ نہ دیتا عارض کا	ہم اتنی بات پہ کیوں یار کو خفا کرتے
کچھ اور ہو تا مرانام قاتل و روشن	بسان شمع اگر تن سے سر چا کرتے
نجاتے خانہ صیاد سے کبھی باہر	بہاؤین بھی اسیری سے گرہا کرتے

<p>لگاتے داغ امیرین ہم فقیر کا ہمیں جو بوسہ سُخ دیتا اوشہ خوبان سرفراز جلاتے اگر وہ آگے چراغ بٹھاتا ہلو اگر ایک رات پسوین کشان کشان مجھے کچا تاو دولت تمہارے ہاتھ کے چھلے اڑا کے لٹکے</p>	<p>جو ملتی منہ زریب بویا کرتے تو ہم فقیر تر سے واسطے دعا کرتے لحد میں ساتھ بنگون کہ ہم جلا کرتے اٹھا کے ہاتھ تر سے واسطے دعا کرتے رسانی اتنی مرنے نخت مار سا کرتے ابھی تو یہ سرقہ سارق حنا کرتے</p>
<p>غزل</p>	<p>ترپتے حسرت واران و آرزو فاخر دل حزین کو جو پہلو سے وہ جدا کرتے</p>
<p>شعر ۱۱</p>	<p>کیکے نام پہ جان حزین فدا کرتے زبان جلتی اگر شکوہ جفا کرتے خیال دشت نوری نہیں اگر کرتا</p>
<p>ہم ایک اہل وفا تھے نہ کیوں وفا کرتے مجال کیا تھی ہماری جو ہم گلا کرتے تو دل کے آبلے کیوں پھونک رہا کرتے</p>	<p>کیکے نام پہ جان حزین فدا کرتے زبان جلتی اگر شکوہ جفا کرتے خیال دشت نوری نہیں اگر کرتا</p>

<p> جو اُس وہان وکمر کا خیال آجاتا قرب پر پہنچا آتا کوئی دھوکے سے اثر جو زردی جسم ضعیف و کھلاتی نفس جو کھینچتے ہنگام فکر مثل نسیم ہمارے ساتھ پلیسوں کو درد سر ہوتا اگما سے بیکسوں کو دلدلی روز بڑا لحد میں سوز و رونا جو ہتھوڑاں جلتے تقص میں چپکے ہی چپکے نعمان بھی لیتے بگاڑ دیتی ہوائ کی بنی ہوئی زلفیں شکستہ ہو نہ کیوں غار ریتے پانوں میں جو مجھ فقیر کے ہاتھ آتا دشتہ خوان </p>	<p> تو زند گئی ہی میں پھر ہم فنا کرتے کس کی در پہ فقیرانہ ہم دعا کرتے تو ہم بھی خاک سے پھر جذب کبریا کرتے ریاضِ شہم میں گلہا سے نو کھلا کرتے ہم اپنے درد جگر کی اگر دوا کرتے خدا سے ظلم تباہ کیا کیوں گلا کرتے بمال شمع مرے شکب بھی بہا کرتے پہنچ چنچ کے صیاد کو کھنا کرتے ہمیں جو ملتی تھی جس ادا ہو کرتے جو آبِ اثر جذب کبریا کرتے تو نفس پا کو ترے نفس پوریا کرتے </p>
---	---

شہیم گیسوے شکیں کھی انیہ لائی	غور خشرین ہم شکوہ جبار کرتے
سکھا گیا ہو تبسم کسی پر فکاہ خین	چہر غ قہر کد پر نہ کیوں ہنسا کرتے
کیلی آنکھ کا سرمہ چھٹا ہوا لیکر	چھین گس بیمار کی دوا کرتے
ہمازی خاک بھی یر باد بکے تڑپاتی	بہار صورت و رد جگر اٹھا کرے

غزل	یگانوں ہی سے شکایت جہان میں تھی	شعر ۲۶
	جناے یار کا فنا خرنہ کیوں گلا کرتے	

اک زمانہ ہی ترے غیظ کا بسل ہو جائے	کھینچے ابرو جو ترا بنجر قاتل ہو جائے
اک تو مشکل تھی مجھے او بھی مشکل ہو جائے	دور پہلو سے شب ہجر اگر دل ہو جائے
دل تمھارا اگر اس قلب پہ مائل ہو جائے	میرے پہلو سے پھر اٹھنا تمھیں کا ہو جائے
آئینہ گرینج روشن کے مقابل ہو جائے	ابھی دعویٰ تری یکسانی کا ٹل ہو جائے
خون بہ بہکے شہید و کا جو شامل ہو جائے	باڑھ پر آب دم بنجر قاتل ہو جائے

رہے پردے کی چھین کر جو حال ہو جائے
 خشرین قتل شہیدان کی علامت ہو گیا
 ساتھ نائق کے نزدیک اور بہت اسکو لیلی
 مجھ پریشان کو تاتے ہو بحث غیر زمین
 پردہ گوش گلن کے ابھی پٹ جائیں صبا
 اے خدا تنگ ہیں اس کی بہت آیا ہو
 قصر فردوس کلبہ احزان میں
 خوب سے مصحف رخسار کے کون ہیں
 غیر کو تیغ سے خنجر سے مجھے قتل کرو
 بد گھٹ کھٹ کھٹ کھٹ سے ابھی ہو ہلال
 آہ وزاری جو کرین بیٹھ کے گم گریان

پشیم مجنون سے نہان صاحب محل ہو جائے
 خونین آلودہ اگر دمن قاتل ہو جائے
 تہ وبال اول مجنون سے نہ محل ہو جائے
 اوی پری دیکھ نہ برہم تری محفل ہو جائے
 پار کا نوٹے اگر شور غدا دل ہو جائے
 بد لاسکے مجھے ایک ور عطا دل ہو جائے
 آ کے مہمان جو وہ حور شہاں ہو جائے
 ہاتھ یہ کسی گردن میں ہمال ہو جائے
 خون دشمن میں مرا خون نہ شامل ہو جائے
 تیرے رخ سے جو مقابل ہو کامل ہو جائے
 ایک طوفان غضب کالب ساحل ہو جائے

پاس تھے نہ ذرا بھی ہوا اگر زاد سفر یہ بھی ہوتی ہو روانہ کی طرح خشکی میں قدر عاشق کی مزید جان ہوا دم تھکے عید قربان کی طرح گزشتہ لاکھوں جو کھین کوڑہ گر لیکے جام بنائے یارب قیس کتا کیلی جوان لکھتے ہیں جیسے خوبہ کا اسے لپکا ہو نہ آئینہ و نہ کج آئینہ دیکھ تو رخ میرا ملا کر رخ سے	پھر کٹھن کیون نہ عدم کی مجھے منزل کشتی سے نہ کیون کشتی سائل ہو جائے لطف تب ہو جو ہمارا ساتھ اول ہو جائے مثل زار مناکو چہ قاتل ہو جائے خاک میری لب جان بخش کہ قابل ہو جائے سات پر و زمین نہان نہاں ہو جائے خود نہ وارفتہ کہیں تجھ پر اول ہو جائے عکس عاشق کا ترے عکس بن جائے
--	--

۱۲۹ غزل	او جو سخت کلامی نہ کرو فاختہ سے سنگ سے چور نہ شیشے کی طرح دل ہو جائے	شعر ۳۵
لکے جنون کے لیے دہری مصیبت ہو جائے	قدے کیسو جو بڑا اور قیامت ہو جائے	

مثل دشمن جو اجا کی طبیعت ہو جائے
 بوسہ اذن جولون اور قباح ہو جائے
 دعویٰ کی مائی کا مچائے نہ خجالت ہو جائے
 میرے پہلو پر اٹھنا تجھے وقت ہو جائے
 زندگانی کی کوئی یاس میں صورت ہو جائے
 زہر کھاکے ابھی مر جاؤں کس قسم
 غول کے غول جو اینک زریہ انون کے
 دونوں جانب اگر عشق مجازی کا اثر
 شب وقت کو شب وصل تصور میں نہ
 بوسے مانگے جو کئی بار تو مجھ سے یہ کسا
 ٹوک دے ابر بہاری جو مجھے روئے میں

ایک سے ایک کو پھر کیون نہ عداوت ہو جائے
 ابھی واللہ مریٰ کل سے نفرت ہو جائے
 آئندہ دیکھو تو کچھ اور ہی صورت ہو جائے
 گر ترے دل کو مر دل سے محبت ہو جائے
 بوسہ صحت رخسار عنایت ہو جائے
 جان تنگی اگر کھجوا اجازت ہو جائے
 خشرین خشر قیامت میں قیامت ہو جائے
 مجھے اُسے تو انھیں مجھ سے محبت ہو جائے
 مجھ سے مجھ کو جو لیلیٰ سے محبت ہو جائے
 مانگنے کی کہیں کجخت نہ عداوت ہو جائے
 بارہ پر اور یم جو شش قرت ہو جائے

<p> بجرین گیسو شبنم کا آئے جو خیال وعدہ وصل کا اقرار تو کر پھر مجھے بیشالی نہ رہے اپنی مثال لئے نظر اسطربین او دھرتش فرقت سے ساتھ آہونکے پریشان ہو دھوان بن بنکے دور کیا ہو جزینا کی جوانی کی طرح ذکر لیلی وزینجا کا اگر باہم سم ہو جمع ب وعدہ فدا پہ ہو مین عشاق طرح دینا نہ انھیں اپنی مروت کے کمی ضد یہی ہو کہ مین کو کہو بے چہا نظم مین ڈھونڈو سہارا تو کسید کا نہ بھی </p>	<p> مثل ظلمات کے تیر و شب فرقت ہو جائے تیری باتوں سے عیان تیری قسٹ ہو جائے آئندہ دیکھ کے اس شوخ کو حیرت ہو جائے شیعہ و پروانہ کی صورت جو محبت ہو جائے دل کی برباد مین اگر وکدورت ہو جائے چشم یعقوب مین بھی عود و بھارت ہو جائے فقد قین بھی یوسف کی حکایت ہو جائے حشرین منہ نہ دکھاؤ تو قیامت ہو جائے حاسدون کو نہ کہیں اور حسارت ہو جائے ایسی طفلانہ کیسی نہ طبیعت ہو جائے دیکھ اور روئی نہ محتاج طبیعت ہو جائے </p>
---	--

بہتر اپنے سے کسی کو جو نہ سمجھے انسان	مثلاً بیس بیس بیس کی کسر کی خصلت ہو جائے
خاک پر شکل صفائی کی نظر آئے بھلا	زنگ آئینہ اگر دل کی کدورت ہو جائے
بس میں ہی شرمین اور حمت حق باقی ہوں	یہ گنہگار بھی اب اخل جنت ہو جائے

غزل	فیض نور کد پاک علی سے فاش	شعر ۲۵
	کو بھی آئے تو آنکھوں میں بھٹا ہو جائے	

شور فریاد ہو رہا یہ مصیبت کیا ہو	ورہ انہوہ یہ کیسا ہو قیامت کیا ہو
اپنے بیار تپ بہر سے نفرت کیا ہو	اے کے پوچھا نہ کہی آپ نے حالت کیا ہو
مجھے خاموش ہو کیوں ملین کدورت کیا ہو	شکل آئینہ حیران یہ صورت کیا ہو
خاک میں کس کو ملائے ہو تم آئے ہو	گرو آلودہ میں خسار یہ صورت کیا ہو
دولت حسن نہ چہ آپ کی گٹ جامی کی	بوسہ دید و جو مجھے رُخا قہاحت کیا ہو
وصل میں میں جوتا ہوں تو یہ کہتے ہیں	چھوڑنے کی تجھے کمخت یہ ماد کیا ہو

خزرتا ہوں محبت پہ تو وہ کہتے ہیں	ہر جس الفت پہ تجھے ناز و الفت کیا ہو
و اعطاس فتنہ عشرت نے کیا تو زن	اب بتا دے مجھے تو اور قیامت کیا ہو
عکس آہیں یہ تمہارا ہی نطفہ آتا ہو	آئینہ دیکھ کے اتنی تمہیں خیرت کیا ہو
نیک نامی ہو اسی کی جسے بدنامی ہو	راہ الفت میں جو زلت ہو وہ زلت کیا ہو
جانتا ہوں کہ وہ بدخود ہو بگڑا رنگا	خواب میں ہو سرخ لون مٹی کی کیا ہو
ہاتھ سینے پہ مڑ کر کھلے وہ فراتے ہیں	ابھی بتلاؤ وہی دور کی شدت کیا ہو
سر جھکائے ہو بے بیٹھے ہیں چمن غمت	اٹکھ اٹھا کر مجھے دیکھو یہ خجالت کیا ہو
زخم ہا جگر و قلب مرے ہنستے ہیں	تھڑہ زن آج چراغ سترت کیا ہو
جان بلب رہ گیا میں شمع بجرتے مرنے	اب نکلتا نہیں دم بھتی نقاست کیا ہو
اسکی چھینٹوں سے لگی آگ سڑا ہوا	دیکھ جلا دمرے خون میں ت کیا ہو
جوش امواج مضامین معانی کا ہو	جو نہ دریا سی روان ہو وہ طہیت کیا ہو

صل میں بھی نہیں بسا بہترین نظر	شانہ و سرسہ و اکینہ سے نفرت کیا ہو
رات ہی وہ چلے گھر کو تو میں نے یہ کہا	صبح ہونے دو چلے جانا یہ عجلت کیا ہو
شام سے صبح تک دونوں بلا کرتے ہیں	شع و پروانہ میں دیکھو تو محبت کیا ہو
یاں بھی عشاق کو دیوار دکھاتا نہیں تو	اس کے بڑھک کوئی محشر میں قیامت کیا ہو
ہماز کی میں صفت گل ہیں تمھارے غافل	ہنسکے فرمایا کہ بھولوں میں اکت کیا ہو
دیکھ کر ترع کی الجھن کو وہ یہ کہتے ہیں	کرب اس وقت یہ کیا ہو ازیت کیا ہو

غزل ۱۵۱	وہ تو غیروں پہ معنم تو دیے جافا	شعر ۲۶
	اس کے بڑھک کوئی ریا میں حماقت کیا؟	
<p>کھینچی ہیں بزم میں انکی بھوین بھی خج نہ بھی</p> <p>خدا وہ مجھ سے ہیں چین بزمین ہو سترو بھی</p> <p>وہ میرے حق میں ہو بسا دہی ستگر بھی</p>		

روان ہے تیغ بھی گردن پہ اور خنجر بھی

وہ جام و آئینہ ہاتھوں میں لے کے کہتے ہیں

نظر میں پھر گئے جہشید بھی سکندر بھی

بڑے ہی عین سے فرشِ کد پہ سو قہر

ہو تھکے خشت کا بھی اور کفن کا بستر بھی

حر لیں محو کے یہ پیرِ مغان سے کہتے ہیں

پلاوے جام بھی حُسن بھی سب کو بھی ساغر بھی

مختارے عارضِ روشن کو دیکھ لے وہ اگر

اٹھا کے پھینک دے آئینہ خود سکندر بھی

گری ہو راہ میں برونِ اسپہ کوہِ عِسمِ اُسپر

ادھر یہ دل بھی ہے بیتاب اُدھر کیو تر بھی

دو چہند عاشق مینوش کیون نہون ادہوش
 ہو دور چشم حینان بھی دور ساعت بھی
 حضور سے تو کوئی شے مجھے عزیز نہیں
 جگر بھی قلب بھی حاضر ہے جان بھی سر بھی
 مثال برق چمک کر چپا ہو آنکھوں سے
 رہا شباب نہ وارفتا میں دم بھر بھی
 خدا کا شکر پسچا دل بتان حین
 اک آہ گرم سے پانی ہوا ہو پتھر بھی
 تمہاری کھڑکی ہے تھر خیاں سے بھی بلند
 بنا سکیگا نہ دیوار یہ سکندر بھی
 تمہارے عہد میں یوں جسم ہو میں دیوانہ

لگائیں ڈھیلے بھی اطفال اور پتھر بھی
 وہی بچائے توستی بچے زمانے کی
 ہماری جوش پہ آنکھیں بھی ہیں سمندر بھی
 کبھی نفس میں دیا اب وہ بند گہر دیا
 ہے جسم دل بھی یہ صیاد اور تکر بھی
 وہ دل تو لیگ اب جان بھی ہو لینے کو
 ہمارے واسطے لب بھی ہو سنگ بھی
 جیل بھی پھر گئی آکر مری اسی کی طرح
 مثال یار کے برگشتہ ہے مست رہی
 لگا کے آگ بجھائی تو کیا نشیمن کی
 گرانی چرخ نے بجلی بھی اور پتھر بھی

لہو و روئے ہیں جن کو لے نہ جام شراب
 بھری ہیں خون سے آنکھیں بھی جو سے مانغ بھی
 رُکے رہیں مرے آنسو بھی کیا ان آنکھوں میں
 رہے نہ بطنِ صدف میں بہتہ گوہر بھی
 عیش ہو قیامت موزون پہ اتنا ناچھین
 سداؤل حق نے بنایا تِصنوبر بھی
 گلے پہ وہ جو پھیراتا ہر تیغِ فولا دی
 لہو کے اشکوں سے روتی ہو چشمِ جوہر بھی
 بتا کے راہِ محبت کو نقدِ جان لولہ
 ہو راہزن بھی یہی عیشِ اور ہر بھی
 شبِ فراق مری کس قدر ڈرائی ہو

مثال غول دکھاتے ہیں آنکھیں خمیسی

غول

رُکے ہوے جو دم زخم ہیں اور فاجر

شعر ۲۶

ٹھہر ٹھہر کے روانِ خلق پر یہی خنجر بھی

پچھوئیں سو مڑے بھی وہ غم کا شتر بھی
ہمارے واسطے زنان ہو گیا گھر بھی
بخل ہیں تنکے رگونِ سخط و مسطر بھی
چمن میں لگا اڑا کر مرا ہر اک پر بھی
بزمِ خلد کھلتا ہے ہر گل تر بھی
مثال ماہ چمکتے ہیں آج اختر بھی
یوہن مکر نامری جانِ روزِ مخمّر بھی
طلب کیے گئے جو دو عطا و فطر بھی

لہو و دیشگی یہ رگہائے قلب لاغر بھی
لکھنے دیتا نہیں ضعفِ شیب تا در بھی
عیان ہو ضعفِ تشریحِ جسم لاغر بھی
ہوں کشتہ سر تا پرواز کا وہ بلبل بھی
چمن بھی وشت ہو بیہ یا مری ہو تن بھی
ضیا فگن ہیں چمن پر ستار افشاں کے
ہمارے خون کا نکاحِ طرح اب بھی
صائبِ بخشش بوسہ ہوا زبانی بھی

پسے وصال مری منتون پر ہم کرو	خدا بھی ہوتا ہوں رکھا ہوں نذر بھی
دورنگی آپکی آئینہ سان نہیں ابھی	کہ مجھ سے صبا بھی رہتا ہوا اور مکہ بھی
وہاں بھی ہاتھ سے کشتونکے تم بکھانا	چھڑاکے بھاگنا و انکسور و محشر بھی
مجھے جو رکے کے تلوار نے حلال کیا	تو کور ہو گئی اسدن چشم جو ہر بھی
تمہارے غیظ سے محفل کا رنگ ہی بدلا	مثال چین چین پر شکن ہو بستہ بھی
کیا ہو قتل جو قاتل نے بے گتہ مجھ کو	گو اہی حشرین دیگی زبان خنجر بھی
جو جذب عشق شہر کے جنون میں تاثیر	تورک میں ڈوٹ کے بجائے نلکے شہر بھی
نیام سے نہیں نکلا ہوا خون پینے کو	نکل پڑی اور دہن زبان خنجر بھی
دکھاتے ہیں گل قالین بھی بزم میں	مزاج یار سا بدلا ہوا ہو بستہ بھی
یہ تو کون کس حیرت زدہ کو قتل کیا	وراندہ تر ہوئی خون سے زبان خنجر بھی
ترے مریض کو اشد کیا تشنہ ہو	رگوں کی طرح سے سٹا ہوا ہو بستہ بھی

اٹھا پلنگ سے ہمراہ لاش بستر بھی	اکیلا گھر سے نکلنے ویا نہ میت کو
اٹھا صدمہ ناسور کیوں نہ گونہ بھی	جگر صدمت کا ہوا چاک اسکے باعث
دکھائے آمنہ خورشید بھی سکندر بھی	سحر کو اٹھ کے چوڑے روروشن کو
چلا ہوا رجاں بھی مرا کیو تر بھی	روان کیے ہیں پن پیش واپی وقا
ابھی تو کیا نہ اٹھ گیا یہ صبح محشر بھی	شب فراغ سو کو کیوں جگا ہو
جلالی شمع چڑھائی گلون کی چادر بھی	مزار قیس پہیلی جو عرس میں آئی

اکیلی ابرین بکلی ہی بقیر انہیں	۳۵ غزل
طہان ہر سینے میں فاختر کا قلب مضطر	
شعر ۲۵	

توڑ کے دلو کیجے سے گذر جائیگے	کب یہ بیکار ترے تر نظر جائیگے
ہم جو بوجھنے تو پھر صا مکر جائیگے	جا کے گھر غیر کے بزم وہ کر جائیگے
مجھ سے انکار تو کرتے ہیں مکر جائیگے	چھپے راتوں کو وہ اعیار گھر جائیگے

قیں فرہار کے اند گز جا نیگے
 دم نہکتے ہی مرا غیر کے گھر جا نیگے
 بوسہ پروگاہ مانگے سے بھی دینگے لگر
 آئینے کو بھی نہ تم تیر نظر سے دیکھو
 ہاتھ ایک ایک کیسے چہرہ دھو گے لگر
 ساتھ چھوڑینگے کبھی ہم نہ مثال تیرا و
 زندہ رہنے کے نہیں صبح شب ہر تھک
 یاد و زمانہ میں جو آنکھوں گریں گے نہ
 جان بچنے کی نہیں اب تر بیمار و نکی
 مے خالی نظر آئینگے جو بخوار و ن کو
 آج جہ طرح مر تمل سے انکار کیا

گرہین از تیرہ قوتے چشمیں مر جا نیگے
 میں جا دھر جاؤنگا اور آپ دھر جا نیگے
 ہم گلا کاٹکے تلوار سے مر جا نیگے
 ننگ کے دل سے بھی یہ تیر گزر جا نیگے
 دل بیتاب مرضیوں کے ٹھہر جا نیگے
 آپ جا نیگے جدھر ہم بھی دھر جا نیگے
 ساتھ ہم بھی تیرا و شمع سحر جا نیگے
 دُور مقصود سے دامن مر بھر جا نیگے
 موت بھی جاگی ساتھ آنکھ دھر جا نیگے
 اشک ثناب سے جام آنکھوں کے بھر جا نیگے
 کل قیامت میں بھی یوں نہ لگر جا نیگے

بحر غم میں صفت خارین ہم زانچوٹ
 سر پہ پیارونکے کتا ہو یہ شہباز اجل
 موت کتنی ہو مری یہ سر بالین اُنسے
 دم نہ نکلتے ہوئے اُنکے وہ بالین اگر
 بلبل کو کچ نقس میں بھی پھڑکوات
 شام ہی سے وہ شب وصل صد کہیں
 کو کے گیسو کی وہ صوف میں کھتے ہیں قدم
 زندہ چھوڑ گیا ہمیں درد جدائی نہ کبھی
 ہاتھ سے تمام کامن کو مر کتے ہیں
 کوئی کہہ نہ کھڑے ہوں ہر لہر میں

ڈوبتے ڈوبتے دریا میں ابھر جائینگے
 اب نکلوں مرے جتنے سے کہ صحر جائینگے
 خلوں سے اب کوئی دم میں گز جائینگے
 ملک الموت بھی دم بھر کو ٹھہر جائینگے
 آ کے صیاد پر ونگہ بھی کتر جائینگے
 جلدی منگوا دو سواری میں گھر جائینگے
 نہیں معلوم نہ صیر میں کہ صحر جائینگے
 اب جو پھر ننگے پس وصل تو مر جائینگے
 پوچھے انسے کوئی اس پن گے کہ صحر جائینگے
 دم نہ نکلتے ہوئے پھینگے تو ڈر جائینگے

درو بھی دیکھنا اٹھیں گے دل فاختہ میں

غزل

اٹھ کے پہلو سے مرآپ اگر جائینگے

تغزل

وعدہ کیا حرات کو بیشک آئینگے

گرفتار کو بھی نہ حد پروہ آئینگے

اجڑے ہوئے مکانیں سب آئینگے

کیونکہ وہ ساتھ میر جاز کے آئینگے

وہ زمین بھی دیکھنے کو گزرتے آئینگے

کیا خوش رہینگے وہ جو راول و کھانے آئینگے

آنکھوں سے مثل شک اگر آئینگے اگر حضور

اٹھنا تو کیا ضعف غش ہمارے نہیں

ہم زار مثل سایہ چھوڑینگے انکا ساتھ

چلنے کے ہم نہیں کہیں بیدار عشق سے

اگر یوں نہیں تو خوب چہرے دکھائینگے

مگر بھی زندگی کے ستم ہم اٹھائینگے

ارمان مر نکالے کہاں دل کے جائینگے

جواز کی سے پانوں نہ اک کام ٹھائینگے

ہم داغ ہجر لیکے زمانے سے عائدینگے

اٹھا بھلا نہوگا مجھ جوتائینگے

پھر خاک مجھ کو آپ زمین اٹھائینگے

تیرے مرض ہوشیں بھی بٹائینگے

جائینگے وہ جدھر کو آؤں وہ بھی چائینگے

ہنس سنے نرم تیغ ادا تو پیکار کائینگے

ہمراہ اپنے غیر کو لائینگے قبر پر
 پامال کرتے آتے ہیں ہر روز کیوں اسے
 دیکھا جو میں نے خواب سمندر میں بین
 اُنکے گھر و نکورق بھی پھونکیگی دیکھنا
 الفت کے داغ دل پہ لکھا لینگے خیمہ
 تنگ گئے ہیں شہر میں دیوانہ گان عشق
 قضا و غم کا خوف ہو لوٹے نہ راہ
 اُٹھینگے جب جہاں سے تمہارے مرض عشق
 تنہا سفر کینگے جہاں سے کہیں نہ ہم
 مرجائینگے حضور ابھی زہر کھا کے ہم
 کتنا تھا قیس اُٹھینگے پھر جب یہاں

مرکز بھی اُنکے ہاتھ سے صدمہ اٹھائینگے
 دنیا سے کیا نشان کد بھی مٹائینگے
 پانی میں آگ کیا وہ حنا سے لگائینگے
 صیاد و آشیانہ جو میرا جدا لینگے
 اقلیم عشق میں گل اپنا پھٹائینگے
 جنگل میں جا اب کوئی بستی بسائینگے
 منزل میں لگی قافلہ ارمان کے آئینگے
 گھر چھوڑ کر فرار کی بستی بسائینگے
 ہمراہ موت منزل مرقد میں جائینگے
 الفت ہماری آپا اگر آزمائینگے
 کچھ تو ہمارے واسطے غلات لائینگے

<p>کہتے ہیں مجھ سے عاشق لائے کو دیکھ کر ٹھنڈے کھیتے وہ بھی سینکے نہ خلیقین تا بوت شامیاد لیے جا رہیں وہ ساتھ باتوں ہی باتوں میں کرینگے مجھے حلال ہم خاکسار و زار ہیں افتادہ خاک پر کہتے ہیں اپنے کشتہ ہجران کی لاشیں پیا سے جو ہو گیا آپ ہی عاشق کے خون کے کشتہ کیا جنھوں نے مجھے تیغ ناز سے</p>	<p>یہ ناتوان ہیں ناز سے کیا اٹھائیں گے ہم بیکسوں کے وہ ہیں جو دل جلائیں گے کس بیکسوں غریب کا مردہ اٹھائیں گے وہ ہیں تیغ ناز کے وجہ لائیں گے رہرو سمجھ کے نقش قدم کھٹائیں گے لاشہ شہید ناز کا ہم خود اٹھائیں گے دشمن ہمارے قتل کا بیڑا اٹھائیں گے ٹھوکر لگا کے خود وہی مردہ جلائیں گے</p>
---	---

<p>سوئیں گے سنتے سنتے کمانی سمجھ کے وہ فاخر ہم اپنا مال انھیں سنائیں گے</p>	<p>غزل ۱۵۵</p>
<p>نابت ابھی کیا ہو ہیں بات کے لیے</p>	<p>باتی رہی بحث کمرات کے لیے</p>

جو شب قرار دی ہو ملاقات کے لیے
 فصل مہن ہوئی جو حیا است کے واسطے
 کیا کچھ نہیں مہن دل میں شب وصل حاصل
 آئے غم فراق مر دل میں شوق سے
 ساون میں جو نہ پیتے تھے مو کیوں پین
 غلط سے نور نور سے ظلمت کی قدر ہو
 گرمی سوز چھین آنسو روان ہیں کیا
 مشکلی میں اسکی کشتی کنگول ہو رہا
 باتیں یہ نہیں ہی مبارک رہیں تمہیں
 منظور وصل ہی ہو نہ ہو قتل ہی مرا
 مشغول تھے تھائے الہی میں طیور

بچپن دامن ہو اسی رات کے لیے
 ہم رات بھر ترستے ہے بات کے لیے
 ارا تو نکا ہجوم ہواک رات کے لیے
 حاضر ہو خون جگر کا مدارات کے لیے
 بادہ کشتی کا لطیف ہو برسات کے لیے
 ہوا رات ونکے واسطے دن رات کے لیے
 بارانگی خاص صل ہو برسات کے لیے
 ہیں فقیر کی یہ کرامات کے لیے
 مجھ سے کہو نہ حرف خرافات کے لیے
 راضی نہیں ہیں تو کشتی کے لیے
 اٹھا جو وقت صبح مناجات کے لیے

ہمنے بھی جانِ دل تجھ میں پیچھے حضور
 محبوبِ حق کثرتِ عصیان نہ کر دیا
 کہتے ہیں مجھ فقیر کے مروپہ آ کے وہ
 کہتے ہیں عاشقی سے علاوہ نہیں مجھے
 ہو سخت دل بھی گریہ ہر روزہ ہوا اگر
 یا دہقان ہو حسین کیوں نہ ہو وہ تباہ
 لعل بکاش تو یہ تلون مزاج کا
 وہ بن سنور کے کہتے ہیں بی مثال ہوں
 دنیا میں میں نہیں تو قیونگی بن پرا
 آئینِ فرشتوں دو بار دی صدا
 اگر حکم بولنے کا نہیں دیتے تم ہمیں

بوسے لیے تو کیا کوئی خیرات کے لیے
 کیا اپنے ہاتھ اٹھاؤں بنا جات کے لیے
 دم کو کیا ہو حبسِ کرات کے لیے
 دیتا ہو جانِ فخر و مہابت کے لیے
 مضبوط گھر ضرور ہو رہی برسات کے لیے
 پراویانِ ہین و غیر خرابات کے لیے
 الفت بڑھائی ترک ملاقات کے لیے
 زینتِ مولیٰ ہو فخر و مہابت کے لیے
 جھگڑے ہیں سارے ایک ہی ذائقے کے لیے
 جب ہیں ہاتھ اٹھاؤں بنا جات کے لیے
 سی دو ہمارا منہ بھی کہیں بات کے لیے

مچلا ہو طفل شک کیس بات کے لیے	مغوش چشم میں بھی ہنستا نہیں فرما
شعر ۳۳	<p>۱۵۶ غزل</p> <p>فاخر نے بد مزاج ٹھین کر کیا تو کیا کاٹو کے کیا زبان تم اک بات کیلئے</p>
<p>بڑھ بڑھ کے ربط گھٹ گئے اک بات کے لیے ہیں قہر و آب ملاقات کے لیے اب اس بڑھکے کیا ہو مدارات کے لیے راحت ہو کیسی پیر خرابات کے لیے دی جان میں نے تیری ملاقات کے لیے ہو رشتی ماہ فطرات کے لیے کین کوششیں یہ تیری ملاقات کے لیے ہمینہ دل بنا ہو خیالات کے لیے</p>	<p>حیلہ ہی نہیں تھا ترک ملاقات کے لیے اس تنہا طبع سے میں صنایع کیا مان نثار گھر کے مال کے جانکے حضور میں کس عیش سے جہان میں کرتے ہیں سر اور دوست اب تو قبر میں جلوہ مجھے دکھا شعلہ ہو داغ دل کا نمایاں شباب تک آیا عدم سے اور عدم کو میں پھر گیا کیا کیا ہو صورتیں یہ دکھانا نہیں مجھے</p>

نشان نظرین احسن بود بجای
 قلب و جگر کے دلخیزین شبنم و شام
 سب نوحہ و شہنشاہی فقط امان کہیں
 شہر سے جو ہم کہیں گے وہی کر دیا تنگ
 زلفین سنوارنی ہیں تو دلوں کو سنوار لو
 سم کھا کے دوں گا جان معصوم خدا گواہ
 دنیا ہی شو کو چھوڑ کے دیکھ پیار کے
 کہنے پہ کچی نیند میں مجھ کو جگا دیا
 گیسو ترے جواں شب یاد آئیں گے
 سوتا ہوں ایک عمر کا جاگا میں لے کر
 کیا خوب اس میں پہ گفتم کلی ہنسے

سب جمع یہ فقیرین خیرات کے لیے
 جسطرح مہر و ماہ ہیں و زرات کے لیے
 کافی ہوا کہ جواب سوالات کے لیے
 جان دینی کوئی بات نہیں پات کیلئے
 باقی نہ کوئی کام رہے رات کیلئے
 کھاؤ قسم نہ ترک ملاقات کے لیے
 آیا ہوں تاجہ شہر ملاقات کے لیے
 آیا کہ میں کون ملاقات کے لیے
 ابھن بڑھیکے قبر کی اُسل کے لیے
 آئے یہاں نہ کوئی ملاقات کے لیے
 چھوٹا سا منہ ملا ہر بڑی بات کے لیے

غزال فاخر چوستان کی ملاقات کیلئے شہر
 چورہ کیسے بھی نہیں ترس میں تم آ کے مجھے
 تو لپکے گئے سر بسر کیا اٹھا کے مجھے
 بدامی سے ہوا ہے ڈرا ڈرا کے مجھے
 پسند تازہ بن یہ خیر ادا کے مجھے
 اٹھا دیا ہو یہ کس کس مدد میں آ کے مجھے
 کہ درویش زمین کیا بستلا جا کے مجھے
 غبارِ بے رحم تھے چھوٹے مگر ہوا کے مجھے
 جھپٹا جھپٹا جو دیا ہوا اٹھا کے مجھے
 خاک کے ہاتھ دکھا کے رولائے ہو یکار
 شبِ بچھا سنے ہو تم آگ سے جلا کے مجھے

مجھے بگڑ کے کتے نچویشہ وصل کی
 منسی بھڑوہن پتھو لے زبان طعن
 بلبل ہنر باتیں سناتی رہی انھیں
 میری طالب ہوئی اے خدا حافظ احوال
 واسے تعیب جبکہ مراد مکل گیا
 جاتا ہوں سو ملک عدم جان کھو گئے
 اُسے تو کہہ کا ہوں نہ کیوں نہ رکھاؤں
 جبہ گئے تو جان کو نیتے ہو گئے
 کہتے ہیں وہ جو دیکھے مجھے بڑگاؤ سے
 جانے کی مجھ مریض کو کوئی عرض نہیں

گنہ چار میری ملاقات کے لیے
 سوسن کا منہ بوجہ اسی بات کے لیے
 پنچون کے لب کھلے نہ گزرات کے لیے
 جاتا ہوں خشرین میں ملاقات کے لیے
 اسوقت میں وہ آئے ملاقات کے لیے
 یاران رنگان کی ملاقات کے لیے
 مردود و سیتہ میں جان بات کے لیے
 آئے تو ساتھ اجل کے ملاقات کے لیے
 سولی قرہ کی اسی بد ذات کے لیے
 خود آئے موت میری ملاقات کے لیے

ہو میکان مست کی گریہ دیکھنا

عبث کو دیتے ہو و شام روزِ محفل میں
 ذلیل کرتے ہو تم کیوں بلا بلا کے مجھے
 چین سے خانہِ صیاد تک تباہ ہوا
 اڑا کے لے گئے تجھ کو کمان ہوا کے مجھے
 خطا نکالی جو انشا ہے رازِ اُلفت کی
 تو اپنے سامنے تعزیر و دُعا کے مجھے
 یہ کیا سلوک مرے ساتھ کر گئے اجاب
 اکیلے گھر میں زمین پر گئے لٹا کے مجھے
 پس کیا آؤ چھب کو بھی غش کرے بیوش
 چھپا ہوا نیکہ سے جلوہ فقط دکھا کے مجھے
 ہزار سے کہنے پر اس کے میں جان دید و نیگا

ملا کر نیلے وہ پھر ہاتھ اڑا کے مجھے
 ستم یہ ورد جگر نے شب فراں کیا
 ٹپک ٹپک جو دیا ہوا اٹھا اٹھا کے مجھے
 سپینے گناہوں پر دی جوا اعضا نے
 ذلیل و خوار کیا سامنے شکوے مجھے
 رن وٹا کلا کین زمین سے سوا
 وہ صد بے یار وین اتناک اس آسیا کے مجھے
 مابین جو ستر تن سے کٹ گیا میرا
 تو خود وہ کٹ گئے نجات سے آزما کے مجھے
 درون کا گھلا دیا تن کو
 مثال شمع مٹا یا زلا زلا کے مجھے

یم سراق میں دھوکے سے دل نے غرت کیا
 فریب یا درہینگے ابن آشنا کے مجھے
 ملاں بسین ہو وہ دل لگی نہیں اچھی
 کہ آخر آج رُلا یا ہنسنا کہ مجھے
 ہفینہ تن کا دل اس شکون سے کیا پائیگا
 پڑے ہیں لالے یہاں آپ آشنا کے مجھے
 پٹھانی پٹھو الفت کو عشق کی زنجیر
 عیش اسیر کیا ہو سڑی بنا کے مجھے
 کھینچتے آئی ہو کیسی غفلت کی
 جگا رہے ہیں وہ شام نہ ہلا ہلا کے مجھے
 ہو سنے کے با سینگے مجھ سے غریب کی میت

وہ خود بھی بیٹھنے کے دل کی طرح اٹھاکے مجھے

کند بھی پیڑ کے ہونے کی ہنشین میری

فرستے قبر میں پوچھنے کے جب بٹھا کے مجھے

نئی وٹائی ہو طر سیر یہ جیائی ہے

گلے قریب کے ملتے ہیں وہ جلا کے مجھے

یہ اُسے پوچھو جو میت کو مٹی دیتے ہیں

ملا ہے کیا تمہیں اس خاک میں ہلا کے مجھے

دم خیر جو کی جذب عشق نے تیر

تو رو رہے ہیں وہ اپنے گلے لگا کے مجھے

کٹھن کے خاتمہ مرقہ میں لے چلین، باب

بدلتی ہو ابھی پوشاکِ نونسا کے مجھے

گل زمین کا ہو کیا سب عزیز و دوست مرے
فتار دے گئے خود خاک میں باس کے مجھے

میرال
یہ جوش گریہ ملائیگا یا رفاخر
کہ سیل اشک بھی لپٹائیگی بہانے

۲۵۰

<p>مریض ہجر کے عیسیٰ ذرا بتھان مجھے کفن کا کیون بڑھاپے میں ہو خیاں مجھے اداکی تیغ سے کرتے ہیں وہ حلالان مجھے عصا سے کیا کمون کرتا ہو میں بن خیاں مجھے یہ کہہ رہی ہوتا کت کسی کے ہاتھوں کی صدایہ دینے لگتا رہے رحمت کو مری نگہ جو اٹھی رخ سے لٹکے ابرو پر</p>	<p>کہ روز وصل سنے ڈھل گیا اڑھان مجھے خود اپنا جامہ سستی ہو اب بال مجھے خراہم تاز سے کرتے ہیں پائیاں مجھے کہ اسکا پار اٹھاتا ہو خود محال مجھے کہ بار رنگ تھا ہو گیا ویاں مجھے خند کے واسطے دوزخ سے تو نکال مجھے قریب ہر نظر آ گیا ہال مجھے</p>
--	---

یہ قدیم خیمہ ہلال ہی ہوتا
 مین خطِ ہنر کے پوسے سے شاؤد ہوا
 مین رخ کی یاد مین کا ہیڈ و خمیدہ ہون
 خیال کر کے ماسکتا ہتم ہی ملتا
 زمین مین فروزہ دست گرد مین دنگا
 کے یہ عمر خیر کا قد کو اس طرح پیری
 وہ بے طلب کہی شگے نہ ایک بھی
 یہ قول زخم زبانِ حسود گو یا
 خدا نہ کردہ کہین دست نازنین دے
 اگر حضور کو مجھ پر گمان ہو جنون کا
 زبان پہ پھر خموشی لگا تماغت تو

کہ ناقصوں ہی مین ہوتا ذرا کمال مجھے
 کیا ہر مزرعہ اسید نے نہال مجھے
 کیا ہر جہاں تاب سے ہلال مجھے
 مثال مورنہ کرتا تو پائمال مجھے
 کریگا تر عرق شرم مین ال سے
 بسان تیج ہلالی بنا ہلال مجھے
 گدا کی طرح سے کرنا پڑا سوال مجھے
 تمام عمر بھی ہو گا نہ انوال مجھے
 حضور تیر چہرے کیسے کرن حلال مجھے
 تو آپ پر بھی ہو لیلی کا جمال مجھے
 ذلیل چار مین کر نیکی ہر سوال مجھے

<p>جہان سے حسرت دیدار لیکے جا رہا ہوں کیسے رخ کے تصور میں محو ہوں خوشی سے آپ ہی گرن میں کا ڈالوں گا خزانہ میں بھی وہی حشر ہو گو بہار گئی</p>	<p>دکھا دے ایتھو دم و سپین چال مجھے بہار اپنی دکھا گلشن خیال مجھے لسان تیغ دکھا دو تم اپنی چال مجھے جنون ہوا تھا یہ کس طرح ابکی سال مجھے</p>
---	---

غزل ۱۵	<p>ضعیف نبض مرخصان ہوں سوا فراق خود اپنی جا پہ بھی قرار ہو حال مجھے</p>	شعر ۲۶
--------	--	--------

<p>رہا جو بارود نگا خواب میں خیال مجھے شنائیں اسکی نہ کیونکر زبان ہوا لال مری عروس قبر سے کیونکر گلے نہ خوب ماہون کسی کی آنکھ پھنسا سگئی اہمیت میں تجھے ہو سہل سیکدوش کرنا آؤں</p>	<p>تمام شب نظر آیا کیے ہلال مجھے ویا ہو خود دم ہوں کنار گال مجھے کہ مر کے بھی تیرا وہی حسرت وصال مجھے شکار رنج کر گیا یہ خود غزال مجھے ۱۵ اپنے ہاتھ سے سر کاٹا حال مجھے</p>
--	---

اب آؤ سائے مرتے ہوئے پردہ کیا	دم اخیر و دید کا ملال مجھے
کیسا گیسو شکنیں کاہوئیں ہر ترے	پسند آئیگا کیا نافر غزال مجھے
ہر ابرو ان سیناں کا عکس پانی میں	کنار جو نظر آئے کئی ہلال مجھے
جنوں نے بھکا بنایا ہر تیرا جوش کا	خود پانی انکھ میں دینگے جگہ غزال مجھے
اکرم حشر میں دجو سزا میں حاضر ہوں	مگر ہر اپنے گناہوں سے انفعال مجھے
نقاب الٹ کے دکھاہر رخ قیامت میں	ابکج وعدہ فردا پہ تو نہ ٹال مجھے
میں راہ وادی وحشت کی بھیج لوں گا	کہ راہ ہر ہر نشان سہم غزال مجھے
میں جا کے غیر کی خلوت میں پہنچا	حیا و شرم انھیں تو انفعال مجھے
میں تیری آنکھ سے گرا ہوں طفلانہ لٹا	مژہ کا ہاتھ بڑھا کر ذرا سنبھال مجھے
جہاں میں فردا تو صبر میں ہیں کیا ہوں	ترے کمال سے حاصل ہو کمال مجھے
مثال طائر قبلہ نما پس میں ہوں	بصیر جان بھی تر پناہ میں محال مجھے

شبِصال میں نہ کہ نہ جان نکلی	صدِ امرغ سحر نے کیا حال مجھے
اگت مجھے رہا جب تک تو بہتر ہو	کہ بار سایہ اٹھانا بھی ہو حال مجھے
جو دفنِ شہدائین و شہی شہم شوخ ہو نہیں	جریہ تین کو شاخین و خود غزال مجھے
صفتِ جاب کہ بحرِ ہما نین زار میں ہو	تکلیفوں ہو لطمہ موج ہو اوبال مجھے
غلط سمجھتا ہو کیا اپنی جاہر ایک سین	ہما نین غل میں کیا حق ہے مثال مجھے
شیشم گل پریشان ہو ہوا سے نین	قرار ایک جگہ رہا ہو محال مجھے
تو ہی ہو دردِ جگر کاش عشق میں میرا	چلے وہ چھوڑ کے صبحِ شبِصال مجھے
تجھے میں دیکھ کر تانا تو میرے آہ سرد	دل ایک تھ سے ایک تھ سے بھان مجھے
بیکر کے بھی قصص میں کل نہیں سکتا	اکثر کے پر کو کیا ہو شکِ نال مجھے

غزل

گٹا گٹا کر کیا ہاں کیا یہ فلک

نال بیکر فخر نہیں کمال مجھے

شعر ۱۴

<p> بیجا بہت حال ہو چکا ہے حیوان بھی بھاگتے ہیں قریب سے بنصرت کے دیکھتے ہی جانے لگتے ہوتے دشمن کچھ اسکی جانکا صیاد نہیں اب ذک اٹھا کے سمجھ ہو اسکی زبان حوصلہ چاہیں آپ وہ کہ لیں مجھے مگر اور خضر راہ عشق بتا دیجیے مجھے صبح بہار صید جو صیاد سے کیا جاوت میں بھی نہ بچا کو کیا آپ نے طلب ایذا ہو جانکئی کی نہ کیونکر فراق میں پہچاننے لگے سب درد دل کو وہ </p>	<p> اچھا مریض تیرا ہو کا طبیعت سے ڈرتے تین ہیں آپ صدمہ طبیعت سے کیونکر تپ فراق چھپاؤن طبیعت سے کیا باغباں کہ اغرض نہیں علمت سے کیوں پتہ اتنا رطبت ہا یا قریب سے رہنے کا میں نہیں یہ تیرا قریب سے غربت میں آپ منحہ نہ چھپا نہیں سے لپٹی گل کے نکلت گل عدلیہ سے رہتی ہو روز صحبت خلوت قریب سے رخصت ہو جسم و روح کی بھٹنا صحت سے لڑتی علی ہوا کی طبیعت طبیعت سے </p>
---	---

گلشن سے یہ بھی اڑ گئی باد خزان کے تھ	کیا کہ گئی نسیم چین عندلیب سے
تیز نظر تو دور سے مجھ کو لگا چکے	اب نیزہ مژدہ کو لگا و قریب سے

غزل ۱۶۱	مشاطہ نسیم سحر نے یہ دی خبر فاخر گلزار کا وصل ہوا عندلیب سے	شعر ۳۶
---------	--	--------

پیری میں کب بہار گل بوستان کی ہو
 پژمروہ رشیم دل میں نشانی خزان کی ہو
 و شنام میں مزا ہو یہ خوبی بیان کی ہو
 لذت زیادہ وقت سے شیریں زبان کی ہو
 گلیوں کی خاک چھانتا پھرتا ہو عشق میں
 مٹی خراب دہر میں مقلس جوان کی ہو
 پامال و لکڑی کچھے رفتار ناز سے

وقت سے آرزو مجھے اس امتحان کی ہو
 کیا زرد زرد صورت نرس کھلے ہیں پھول
 اس موسم بہار میں رنگت خزان کی ہو
 صبح شب وصال میں سنتے ہی مر گیا
 آواز صورت ہو کہ صدا یہ اذان کی ہے
 باتیں کر لی تھاکے کیا دل کو پاش پاش
 پتھر سے بھی سوا کہیں سختی زبان کی ہے
 وقت کی شب کو دو دو جگہ یوں ہوا بلب
 جس سے سیاہ سقف تمام آسمان کی ہو
 صیاد کو بھی حرم کچھ آتا نہیں کبھی
 عادت مجھے جو روز قفس میں قحان کی ہو

عینے بھی گل بھی بار بھی ہوتے چلے ہیں خشک
 رخصت ہو اب بہار کی آمد خزان کی ہے
 بلبل کے غم میں بھی انھیں ہنسنے سے کام ہے
 پھولوں میں کوئی شاخ مگر عفران کی ہے
 صیا دے کہا جو جس کو میں لے اڑا
 اس ایک مشت پر میں یہ طاق کمان کی ہے
 آئے تو غم میں خون جگر و نگاشوں سے
 خاطر کمال بد نظر سیہان کی ہے
 مژدہ نسیم یہ گل و بلبل کو دے گئی
 آمد ہے اب بہار کی رخصت خزان کی ہے
 اہم سے نصیحت و زار کو زندان سے کام کیا

کیا کم ہمارے واسطے قید اس مکان کی ہو
 کیا پوچھتے ہیں آپ کہ کیوں در پہ ہو کھڑے
 صورت سوال ہو نہیں حاجت بیان کی ہو
 راضی سوال وصل پہ تکرار سے ہو —
 میرے لیے مفید یہ لکنت زبان کی ہے
 اٹھتا دھواں بھی آدین اشکون کے ماتھے
 یہ دو دہل بھی گرد کسی کاروان کی ہے
 درو جگر کو سننے کی بجائے جو دکھ گیا
 تاثیر یہ حضور ہمارے بیان کی ہے
 مجھ عتد کو چوگل سنخ سے ہو عشق
 مرجان کی شاخ شاخ مرے آشیان کی ہو

قابو کوئی نہیں کہ اُسی دور پہ جان دوں
 ہونگا وہیں میں خاک۔ یہ مٹی جہان کی ہو
 قدم پہ چٹو کرین کھا کھا کے گرتی ہو
 شامل ہوا میں خاک جو مجھ ناثوان کی ہے
 کوئے بتان کے ذرے ستاروں کلم نہیں
 یان کی زمین میں رفعت و شان آسمان کی ہو
 مجھ ناکش کو دور پہڑا رہنے و سببھی
 فریا و سیرِ شب کو صدِ پاسبان کی ہو
 دل بھی اکیلا چھوڑ کے مجھ کو چلا گیا
 اب ایک ہم نشین مری وحشت مکان کی ہو
 نکست نکل کے پھولوں سے برباد ہو گئی

باوصاف سیر بھی تھے کاروان کی ہے

سمجھائیں دل میں سدا جنازے پہ دلیکا

میت یہ نامراد و پُر ارمان جوان کی ہے

نامہ لکھا ہو نظم جو اُس رشاک ماہ کو

رفت زمین شہرین بھی آسمان کی ہو

کیا مجھ سی تیرہ نخت کوئی غنایسب ہو

دو درجہ گرے شاخ یہ آشیان کی ہو

چھٹ کر اے بھی میری طرح سے نہیں قرار

آوارہ گرد و دشت میں کس کاروان کی ہو

لازم ہوئی خود اُسکی خاطر سے مجھے حضور

بے طور تپہ آج نظر پاسبان کی ہو

پہلے سے میری قبر بناتے ہو کیون یہاں
 معلوم کیا تمہیں مری مٹی کہاں کی ہے
 بچہ سے مٹے ہوئے کی کھد پر یہ بولے وہ
 تربت یہاں کسی نہ کسی بے نشان کی ہے
 ہاتھوں میں تل کے خون مرا بولے ناز سے
 منہ دی یہ شوخ رنگ نہ جانے کہاں کی ہے
 آنسو روان ہیں مائل نہ یاد دل نہیں
 بند آج کیون صد اجر جس کا روان کی ہے
 جو اہل فیض ہیں وہی جھکتے ہیں دیکھ لے
 ہر شاخ بار واریں صورت کہاں کی ہے
 کھٹکا یہاں خزانہ صیاد کا ہو ڈر

شعر ۳۱	غزل فاخرای حین ہوا شیا کی ہو	غزل
<p>خیرین بہنہ سر ہو یہ قیامت کیا ہو آپ کے دشمنوں پر ایسی مصیبت کیا ہو پچھلے دلو مری جان محبت کیا ہو میر جلال کی آنکھوں میں مروت کیا ہو مانگنے کی تجھے ہر وقت یہ عادت کیا ہو نہیں کہنے والے ہیں وہ تیری حقیقت کیا ہو مجھے ایسے مرغِ سحر تجھ کو عداوت کیا ہو تجھ کو بھی میری قسم مجھے محبت کیا ہو دلین آئینے کے مانند کہ ورت کیا ہو بھیر میں بھیر قیامت میں قیامت کیا ہو</p>		<p>آج مجھ سے بھی نہیں شرم یہ غیرت کیا ہو نصف شب گھر سے نکلتے ہو خروار کیا ہو کاش رہنے دو وہی کو شب نہائی میں دیکھا حسرت تو گردن اٹھالی تلواریں ویدم بوسہ طلب کرنے میں وہ کہتے ہیں مثل غیروں کے بوسے مجھے بھی کوئی شام ہی سے شبِ وقت میں چلا تا ہو مجھ سے کہتے ہیں کہ مجھ کو تو سہ تجھے الفت صاف رہتے نہیں باطن میں بھی وہ خیرین بھی انھیں عشاق گھیرا تو کسا</p>

دیکھ لینے پر بگڑتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں
 مٹی دیکر کسی ناشاد کو کیا آتے ہو
 بیستہ تھا وہ مجھے زیت میں بوجھنا
 ستم و جور و جفا کو میں کیا کون نہ کروں
 برق سیلاب کچھ بھی نہیں دوں کہ سے مثال
 انکی فریاد و فغان پر وہ کہتے ہیں
 یوں تو پوچھا کہ بھی لاشق یہ کہتے ہیں
 کچھ اثر دل کیا میری حد نہ تو کسا
 لکے یہ رحمت غفار نے بخشا مجھ کو
 حسب طبع جاہل میں روکنے والا ہوں کون

یہ محبت بھی تری کوئی محبت کیا ہو
 گرد آلودہ ہیں رخسار یہ صورت کیا ہو
 چرخ کی طرح زمین کو بھی عداوت کیا ہو
 نقل گزری ہوئی باتوں کی شکایت کیا ہو
 کچھ نہ چھو دل قیاس کی حالت کیا ہو
 غنچہ گل کو عداوت سے محبت کیا ہو
 کچھ زبان سے تو کہو قلب کی حسرت کیا ہو
 زیر پایہ کسی ناشاد کی تربت کیا ہو
 سر جھکائے ہو گناہوں سے نہرت کیا ہو
 جان نیا شب تہائی میں وقت کیا ہو

ہوسے لیکے یہ کہتے ہیں فنا خروم

نغمہ	کیونکر باقی تری اب بھی کوئی حرکت کیا ہو	شعر ۱۲
<p>چونکتا ہی نہیں تاثر غفلت کیا ہو یہ جن سے فدا گل بھی نکت کیا ہو رات مرے کے گذری تری بیماریوں نے ہو گئی صبح گزینیہ سے جھپکی نہ پاک اشک اس صبح مرے پوچھو وہ کہتے ہیں خود بلا جاگی یہ کتنی ہوئی اُلٹے پاؤں سوزشِ رُغ جگر کے نہ مقابل ٹھہرا جان لینے کے لیے درود جلائی بہت آئینہ عارض حیران بنایا ہو مرے وہ جلا دم میں جلا کے یہ کتنی کھیرا</p>	<p>اگر شہ عافیت قبر میں رحمت کیا ہو ناز کی آپہ نماز ان وہ نزاکت کیا ہو جان لیو ایہ بلا شب وقت کیا ہو ایک ہی پل کی ہماری شہادت کیا ہو کچھ گھلے تو ہمیشہ ہوش وقت کیا ہو اُٹ کر اس غنائے تاریک میں ظلمت کیا ہو دیکھ لی مہر قیامت میں حرارت کیا ہو زہر کھانے کی شب بھر ضرورت کیا ہو اویسکند و تجھے اس بات کی حیرت کیا ہو اشمع و پروانہ میں دیکھو تو محبت کیا ہو</p>	

مشرکوں کی تپش سنیں کچھ حاصل
 نہ ہو وہ سر بالین نہ دکھاتے صورت
 ایک بھی حسینانِ جہان میں مشہور
 ہوش آئے ہوئے ہیں غنیمت کے پٹا
 جب بین بانوں کے مجھے ضبط کا یاد آئے
 کھا کے ٹھوکر سر غفور یہ دیتا ہوا صدا
 میں بناتا ہوں یہ لڑکے جلا دیتی ہو
 بند ہو چو کھلی آنکھ تو پہنچے دم میں
 قبضہ میں یہ دل و شن بھی بجاتا ہو
 پوری زبان انگلیوں کی ٹکڑے پہنچے کے

بہت ہیں تپ سے ہوئے تپہر کے حقیقت کیا ہو
 اتنا ہی پور چشمہ اگر تری حسرت کیا ہو
 میں نے لیلیٰ جو کہا تھا قیامت کیا ہو
 خوفناک آج مرا وادی وحشت کیا ہو
 ابھی ہو دروہ جگہ تری شدت کیا ہو
 دہر میں اس سے سو ابھی کوئی خبر کیا ہو
 برون کو میر کشیش عداوت کیا ہو
 عدم آباد کی دنیا سے مسافت کیا ہو
 آج خاموشی تراغ سر تربت کیا ہو
 اسی کو پہننے کی ضرورت کیا ہو

عاشقانہ دین کو کیا کہیں غزل میں بند

نغزل	عشق حسین نہو کا خروہ طبیعت کیا ہے	شعر ۲۶
<p>جو میرے تیر عجبے اثر پھر سے ہوتے ادھر بھی مثل مقدر کبھی پھر سے ہوتے اگر وہ باز وادائے ادھر پھر سے ہوتے خیال تھا تمہیں پر وہیں گرے نظارے کا وہ مجھے محفل اغیار میں یہ کہتے ہیں جو چار ہاتھ لگاتے نہ قلم غم میں نہ کام لیتے تھل سے گرے نظارے میں طریقہ کچھ تھیں ہر جانی کا نہیں معلوم وہ سخت جان تھا مجھے فرج کرتے اگر جلا اشارہ دست سب کو لیے میکش کا</p>	<p>ستارے ٹوٹ کے افلاک سے گرے ہوتے نظر کے تیر سے ہم نیجان گرے ہوتے کلیجا تھام کے ہاتھوں سے ہم گرے ہوتے فضا کے چشم میں اگر مری پھر سے ہوتے کوئی نظریں سہانا نہیں ترے ہوتے تو اس سرے کبھی ہم نہ اس سرے ہوتے تو ہم بھی جلوہ ترا دیکھا گرے ہوتے ہو اکیس طرح ادھر بھی کبھی پھر سے ہوتے گلے پہ سیکڑوں خنجر مرے کرے ہوتے اگر یہ تھام نہ لیتا تو ہم گرے ہوتے</p>	

مثال داند نہ کیوں پیستے زمانے کو
 وہ دیکھتے نظر گرم ہے جو نہیں کے مجھے
 بساتے چل کے جو مجھ کو بطرح دیوانو
 قضا جو آئے نہ قفے کو پا ک روپی
 بھلا ہوا کہ بتوں کو نہ دل یا سچ
 سہل رفت ہو شش کا تا گر تاثیر
 حجاب و آہ کا و نون پہ گر اثر ہوتا
 ہم اپنے فائدہ دل میں اگر نہ پاتے مجھے
 وہ تیرے خست ہیں ہم زار غیر کے غم میں
 وہ آئے گئے احزان کو کرتے ترانہ
 ہزار بار وہ آئے کچھ گئے دور سے

جو آسما کی طرح آسمان بھیے ہوتے
 دل و جگر پہ بھی دو صانع کے ہوتے
 قدم سے آپ کے جگل کے دن بھیے ہوتے
 ہجوم حسرت و حیران میں ہم گھمے ہوتے
 یہ شکل نہ قیامت تاکے ہوتے
 زبان چرخ سر عاشقان کھمے ہوتے
 ادھر کو آپ ہم سطر گئے ہوتے
 کمان کمان تری باوین بھیے ہوتے
 مثال سرمد کی نگاہ سے گئے ہوتے
 ہمارے دن بھی کبھی اوقات بھیے ہوتے
 کبھی قریب نہ پوچھے گئے مرے ہوتے

مرے گلے پہی شمشیر شک پہ جاتی	سو ز قیب وہ ابرو اگر چھر ہوتے
ہماری لاش کو گھبرا کے تم نہ ٹھکراؤ	حضور آپ کے دشمن ابھی گرے ہوتے
نہ بیرخی سے مرا سر جدا کیا ہوتا	گلی پہ تیغ تو تم بھی ادھر پہرہ ہوتے
اٹھا کے سر کو نہ اتنا اکڑ کے رہا چلا	گلی تھی یا نون میں کھرا بھی گرے ہوئے

۱۶۵	قدم صراط پہ فاجر کے را کھڑے تھے	شعر ۳۵
غزل	علی کا نام نہ لیتے تو ہم گرے ہوتے	

عافیت ہو یہی دن رات مصیبت کے لیے
شبِ فرقت ہو مری روزِ قیامت کے لیے
ترک دنیا کو کیا رنج و مصیبت کے لیے
گوشہ قبر میں آیا ہوں میں رات کے لیے
شعلہ بھی چاہیے داغِ غمِ فرقت کے لیے

شمع روشن ہو شب تا مصیبت کے لیے

شمع ہو فرش ہو مہم ہو رفاقت کے لیے

اتنی چیزیں مجھے درکار ہیں تربت کے لیے

لین ثبوت آپ اگر دعویٰ الفت کے لیے

دل سا شاہدین کروں بیش صداقت کے لیے

ایک بستر کی جگہ ہم سے گدا کو نہ ملی

خاک چھانٹ کیے برسوں در دولت کے لیے

کون اتنا ہو جو دامن سے بچائے اپنے

جھونکے آتے ہیں چراغ سرتربت کے لیے

روز و شب مثل زمستان کے ہوں کوتاہ و دراز

دن قیامت کا اگر ہو شب وقت کے لیے

ہو ترقی تمہیں منظور جو ادشاہ حسن
 بوسہ خیرات میں دو حسن کی دولت کے لیے
 خوب جی بھر کے مرے دل کے نکلتے رہا
 صبح اور کاشش نہوتی شب و صلت کے لیے
 کبھی درویش بنا اور کبھی دیوانہ بنا
 آدمی کیا نہیں کرتا ہے محبت کے لیے
 ظلم مجھ پر نہ کریں کیون وہ عدو سے ملکہ
 انکی عادت نہیں جاتی بے عداوت کے لیے
 زہر و وغیرہ کے آگے مجھے دوست شناس
 جان دینا مجھے منظور ہے عزت کے لیے
 لیا مجال آئے کوئی غیر جو اس کو چہ تک

منجھ سا دربان ہو جو اس کے در دولت کے لیے

میری دعوت میں عداوت جو انھیں منظر

نہر کھانے میں ملاستے ہیں خیانت کے لیے

دیکھتے ہی نہیں وہ آنکھ اٹھا کر مجھ کو

رو رہا ہوں نظر چشم مروت کے لیے

ساتھ چھوڑو نگاہ میں اس کا مثل ہم نہ ادا

سایہ بن جائیگا یہ زار رفاقت کے لیے

واوی عشق میں دل پہلے پہل جاتا ہے

ساتھ ہیں حسرت و حرمان رہ غیبت کے لیے

کس طرح ابر بہاری کا میں مسنون ہوں

چادر آب گھری چادر تربت کے لیے

شب تنہائی مرید کا نہیں ڈر مجھ کو
 ساتھ ہونگے عمل خیر رفاقت کے لیے
 جان اب کرنی پڑی اس کی تواضع مجھ کو
 خون دل بھی نہیں مہمان کی دعوت کے لیے
 ایک دن وہ تھا کہ ہوتا تھا میرا دیدار
 آج آنکھیں ہیں ترستی کسی صورت کے لیے
 نہ سہی تو جو مدد ادا نہیں کرتا جسہ اح
 مرہم درو جگر تو ہو جراثیم کے لیے
 وڑے کچھ منہ سے نکلائے نہ اُنکے آگے
 مین زبان دانتوں میں دابی ہوں شکا کیلے
 چاتر فی رات میں سوتے ہوئے پایا کبھی

بوسے گن گن کے کسی جانسی صو

اشد اشہ ہے کیا حسرت دید محسوس

آنکھیں مرقہ بین بھی کھولے ہوں بار

بیکسوں ہی کی یہ آہوں سے ہفت ہوتاؤ

ہے فلک کا بھی جگ تیر ملامت کے

جائے بستر نہ ملی مجھ سے گدا کو نہ ملی

سپر پٹکتا ہی رہا میں درد دولت سے

کانٹے تلون سے جدا کر کے نہ پھینکے میں نے

سبج سہتا رہا اور ون کی اذیت کے

شع بھی اشک بہانے کو نہیں تربت پر

بیکسی رو رہی ہو کشتہ حسرت کے

مٹو کرین کھا کے سر جسم یہ صدا دیتا ہے
 حال میں نہ انہیں کم خلق کی عبرت کے لیے
 میرا رونا بھی صفائی کے لیے کافی ہو
 اشک کچھ کم نہیں اس دل کی کدورت کے لیے
 جلد ارمان میرے دل کے نکالو اور جان
 آہستان گھاتین میری وعداوت کے لیے
 غم ہجران کے سوا وصل کی ہوگی نہ خوشی
 خلق دنیا میں ہوا رنج و مصیبت کے لیے
 بال کھوئے ہوئے جب شام غریبان آئی
 شامیانہ ہوئی شب کو وہی تربت کے لیے
 جستجو کی تو سوار و زقیات کے کوئی

کون گریہ کنان لب جو ہو	جو حبابِ روان ہو آنسو ہو
ماہِ نو وہ خمیدہ ابرو ہو	خالِ تابندہ رخ پہ جگنو ہو
جان بچنے کا کون پہلو ہو	سرِ مہ آلود چشمِ جاوہر ہو
دشتِ وحشت میں یاد ابرو ہو	تیغِ کھینچے جو شاخِ آہو ہو
کوئی بچے ظلمات کے بھی ہیں روشن	ایسا تازیک کوئے گیسو ہو
آدمی کیا ملکِ پینِ وارفتہ	کس قدر سوخ و ہ پریر و اہو ہو
بوسے لینے میں گالی دیتے ہو	تو بہ صاحبِ یہ کیا بڑی خو ہو
کڑے ہوتے ہیں دل کھینچنے میں	تیغِ برانِ مگر وہ ابرو ہو
جان دیتا ہوں اُنکے قدموں پر	دل کے لینے کا بس یہ پہلو ہو
دغِ دل کے فروغ کے آگے	ہر محشر بھی ایک جُگنو ہو

<p> بے بصر کیسی چشم آہو ہے سگ ولد ار اکدھر تو ہے شل اگلہ ہر ایک آنسو ہے آج تک زندہ بھیجا تو ہے بڑھکے لالے سے آہن خوشبو ہے شب یلدا سے بڑھکے گیو ہے سرمہارا ہو اور زانو ہے کیون یہ پیچیدہ شاخ آہو ہے بمچھائیں ڈنگ سے کچھو ہے آب شمشیر کا یہ اچھو ہے دیکھتا ہوں جدھر تو ہی تو ہے </p>	<p> اپنی آنکھوں پہ ناز ہو اٹھو استخوان تن کے ہین یہ تیرے لیے جل کے تنگ آتش دل سے دیکھا بیارحیہ کو تو کہا گل داغ جب گھر کو سونگھو تو کیا ورازی بیان کروں اسکی رات دن فکر غم رہتی ہے دست وحشت نے کیا مڑوڑا ہو موے ابرو چھپا جو دل میں مگر خون کے ساتھ دم نہ کیوں نکلے ویر و گریہ پہ کچھ نہیں موقوف </p>
--	---

بھڑپان یہ نہیں دین پیری سے
 صورت اپنی میں دیکھ لیتا ہوں
 حرمت اسکی بھی ہر مثال حرم
 جامہ گل پہ یہ خطوط نہیں
 چشم مارا لب نے جان بخشی
 استخوان مجھ گدا کے حاضرین
 اگر عزم میں دماغ دل روشن
 پھول لالے کے کب سے گتین
 چشم فغان نے کر دیا مجھ کو

زخمت اصلی پہ میرے آتو ہو
 آہستہ ہو کہ اُنکا زانو ہو
 قلب مومن میں جلوہ گر تو ہو
 پائے بیل کا صاف آتو ہو
 سحر سے کہتے ہیں یہ جادو ہو
 تحسین میں اہو ہوا تو ہو
 وزرہ خاک ہے کب گنو ہو
 گل دماغ وں کی خوشبو ہو
 سامری سے یہ بڑھکے جادو ہو

غزل ۱۶۷

حسین فخر زرا نہیں دل کو
 اُس سے خالی جو آج پہلو ہو

شعر ۲۹

دیکھتا جب ہون خالی پہلو ہے
 اک بلا سے سیدہ گیسو ہے
 جال پھیلائے دام گیسو ہے
 سگ لیلیٰ میں شیر کی تو ہے
 تنے باترھا ہو کس کے کیون تعویذ
 مثل قمری ہوں زلف پر مستون
 کبھی لپٹا تھا میں جو اس گل سے
 سر اشاریے کہتے تھیں لا کھون
 پاس اس گل کے رات بھر چور ہے
 ہو جا بون کی زندگی شاید
 بخش دیتا ہو ایک اک کے گناہ

دلکش ایسا وہ دام گیسو ہے
 فرق اس میں نہیں سرمو ہے
 دل رمیدہ مثال آہو ہے
 کوسون ڈرے رمیدہ آہو ہے
 نیلگون گورا گورا بازو ہے
 طوق گردن کا چین گیسو ہے
 بھلتی بھنی وہ اب تک بو ہے
 کیون کھنچاوت پر تیج ابرو ہے
 باسی پھوٹو نہیں بھی وہی بو ہے
 کشتی عمر اب لب جو ہے
 اپنے بندوں پر مہربان تو ہے

<p>آئے ہو خاک من ملا کے کسے</p> <p>سر جھکا یا تو سیر عالم کی</p> <p>پھول سونگھا کیا مین باغوں کے</p> <p>لالٹ ورا نہیں اُن آنکھوں میں</p> <p>خاک قتل کی سونگھ کر بولے</p> <p>الفت قد سے اب نہ بڑھ جائے</p> <p>بیٹھ کر دل کو ڈھونڈتے ہو کہہ کر</p> <p>شع سان غنہ ہی آبرو عی پو</p> <p>دل میں پرکاش جگر میں ہر سو فار</p> <p>رکھو آہستہ لاش تہمت میں</p> <p>وصل میں ہجر کا بھی ہے کھڑکا</p>	<p>گرد آلود کیوں یہ کیسو ہے</p> <p>جام جم ہو کہ میرا زانو ہے</p> <p>ہر گل ترین تیری ہی بو ہے</p> <p>دام میں یہ اسیر آہو ہے</p> <p>میرے کشتے کے خون کی بو ہے</p> <p>ایڑیوں تک تو لام کیسو ہے</p> <p>جس طرف تم ہو وہ ہی پہلو ہے</p> <p>گو ہر شجر اس غم جگنو ہے</p> <p>تیرا نوک فلک ترازو ہے</p> <p>دل ہر زخمی فگار پہلو ہے</p> <p>عیش غم کا دیا ہے پہلو ہے</p>
--	--

دل نہ تڑپے گا اب یہ خبر	سینہ قاتل کے زیر زانو ہے
کیا بن گئی ہے کوئی اُسے	ور و میرا دبا ہے پسلو ہے
سخت جانی سے مین یہ کہتا ہوں	تیغ قاتل ہے آج اور تو ہے
خط جو بھیجا ہے خط تو ام میں	وصل کا یہ بھی ایک پسلو ہے
کیون بھجاتی ہے چپکے شمع کد	جانتا ہوں کہ اے صبا تو ہے
جنگلون میں یہ قیس کتا کتا	لیلی آواز دے کہاں تو ہے

عزل	شب بھر آرام سے گزرتی ہے	شعر ۳۹
	سر ہو فاشر کا اُنکا ترا نو ہے	

مجھے کہتے ہیں بڑا جاؤ گا جاؤ تو سہی	یا زبانیہ مرا شکوہ کوئی لاؤ تو سہی
غیر جل جائیگے تربت ہم آؤ تو سہی	ہو نگار و انہ میں خود شمع جلاؤ تو سہی
ہاتھ منھدی بھر دریا میں نہاؤ تو سہی	اک پانی میں سروسٹ لگاؤ تو سہی

<p> دو قدم پاؤں سر راہ اٹھاؤ تو سہی خانہ دل میں مراگ لگاؤ تو سہی وصل منظور ہو اب ہوشین آؤ تو سہی خانہ باغ اک سرسینے میں لگاؤ تو سہی چشم گریان سے ذرا شک بہاؤ تو سہی دلیں تم داغ محبت کو چھپاؤ تو سہی شمع تربت پہ مری آگے جلاؤ تو سہی آنکھوں وغیرت خورشید ملاؤ تو سہی درد دل میں کہاں بہاؤ دکھاؤ تو سہی آئینہ سامنے رخسار کے لاؤ تو سہی قالمو تیغ کا آئینہ دکھاؤ تو سہی </p>	<p> نامہ ہواغ رفتار تو کتا ہو یہ شوق بارش شک سے رو رو بکھاؤ دنگا اے لاش عاشق پر یہ کتے ہین نادانی سے بیلان لہ پھر ہو گا فدا اے داغ دیکھ لینا کہ بپا ہوتا ہو طوفان کیسا دیکھ ہی نوگاہ آئینہ تمھارا پسلو دے دے عار و جہ کہ روشن سے صفت منہ پھرانے ہو بیٹھے ہو اُدھر کیا مجھے مجھ سے کتے ہین تڑپا ہون جن ایدہ پھر ہو گا تمھیں عوی کبھی کیتانی کا موت کی شکل مجھے سا نظر آسگی </p>
---	--

جنبشیں دیکھو وہاں ہر طرف کوٹھلے
 ہوش میں آگے اور فست ختم محمور
 دام جو ہرین مرطاطر جان ہو گا اسے
 آنکھ بیدار شب ہجر کی کھلتی ہی نہیں
 ابھی ظلمات میں ہوشیہ حیوان پیدا
 ہو گئے تم شہرہ آفاق لمانداری میں
 صبر کی واد خدا سے تمہیں مل جائیگی
 مانگے پر مرے کے یہ کہتا ہوں و شوخ
 باغبان آگ یہ ہو جائیگی خاموش ابھی
 عربس شاہ حسین کا یہ کہتا مجھے
 استخوان بھی صفت طور ہو سر رہے بلکہ

وار ششیر و سنا کا کوئی کھاؤ تو سہی
 نکلے زلف معبر کا سنگھاؤ تو سہی
 آنسو عارض روشن کا کھاؤ تو سہی
 خواب غفلت سے ذرا چلے جاؤ تو سہی
 آنسو دیکھ کے زلفوں کو بتاؤ تو سہی
 یہ نشانہ جگر و دل کا اڑاؤ تو سہی
 ادب تو ہم سے غریبوں کو ستاؤ تو سہی
 منہ کو بنواؤ ذرا ہوش میں آؤ تو سہی
 آتش گل سے نشین کو جلاؤ تو سہی
 حرت مطلب کا زبانیہ کوئی لاؤ تو سہی
 صاعقہ خرمین ہستی پہ گراؤ تو سہی

<p>راز کئے کو ہر کچھ قفل مینا تم سے گھر تمہارے بھی ابرجہا ننگے اوجھیا حسرت و یاس بھی کر لینگے تمہاری سز</p>	<p>اک زابادہ کشوہو شمین آؤ تو سہی اشیانہ مرا گلشن سے سٹاؤ تو سہی میت عاشق ناشاد اٹھاؤ تو سہی</p>
<p>غزل</p>	<p>صبر ہر ایک مصیبت میں کر گیا فی خمر مشق ظلم و ستم و جور دکھاؤ تو سہی</p>
<p>غرض نہ اب رہی قاصد عمر بھر کے لیے نشانہ بازہ پکا وہ دل و جگر کے لیے دوا سے مجھے درد دل و جگر کے لیے مین شب کو کان لگا رہا جگر کے لیے روانہ تاکہ آہ کی خبر کے لیے جو چاروں رخ پڑے تھے دل و جگر کے لیے</p>	<p>نکل کر روح چلی یار کی خبر کے لیے کمان بھون کی کھنچی ناؤں نظر کے لیے اثر ہو خلق اگر آہ بے اثر کے لیے دعائیں تمام سے کرتا رہا سحر کے لیے یہ سر ٹپکتی رہی عرش پر اثر کے لیے کھلے ہین بھولہ قاتل تری سپر کے لیے</p>

اٹھا ہوا در شب وصل کی سحر کے لیے

ملا ہوا دستِ جنوں کے مجھے یہ طولا

وہ منہ کو دیکھ کے آنسو بے یقین کہتے ہیں

تہ جانے جھوٹا یا سچ ہوا نکاحِ غرور

کمالِ حسن میں دھبائیں سب نقص کوئی

نور اپنے فیض سے آراب فیض کو کیا کام

پھنسا یہ لیتا ہو قیدِ حیات میں اپنی

سوار ہو مرتبہ جن ملک سے انسان کا

چھٹا ہو سایہ بھی شبہا تا صحرایں

ہر اک حسین سے کتا ہو صاف آئینہ

وہ میری لاشیں کھرا بن کیوں نہ لگیں کو

لگی ہو چوٹ سی دل پر مرے گھر کے لیے

باندھا تھا کیے وہاں سحر کے لیے

یہ کس نے خواب میں بوا دیا سحر کے لیے

ہو شانِ صدق کی اور کذب کی خبر کے لیے

ہوئی ہیں جہانِ نیاں پیدا رخِ قمر کے لیے

کہ سایہ ہو کہیں یا یہ فگن شجر کے لیے

جہاں کم نہیں نذرانے ہر شجر کے لیے

جہاں میں خلق ہو میں حویانِ بشر کے لیے

کمان کمان یہ پھرا ہوں میں ہر سفر کے لیے

غورِ حسن پہ زیبا نہیں بشر کے لیے

کہ بال کھولنا لازم ہو تو گھر کے لیے

چمکائے دیتے میں اعمال میر پیرین
 رکھو نکاحا فذر زرار کا خطا میں پیرین
 ہم انکی زلف سیہ کے نہ کیوں ہون دیوانے
 تھی قتل قاتل کے ابرو وں پہ نظر
 کمان کی لب سو فارسے جو سرگوشی
 قلم کی طرح چلو نکاحا میں اس کے کوئی چن
 بسان سوزن عتائین ہوں آوارہ
 ہر ہر جو دکھو ہر کرا کمان ابرو سے
 خیال کیسے خمار سے چپکتی ہے
 دل ایک سو پہ ازان سمجھ دیتا ہوں
 ہشر کے دہشت گیرین کیوں عہد پیرین

سودا کوہ سے بارز نوب سر کے لیے
 یہ طرہ خوب دستار نامہ بر کے لیے
 ہوا ہی خلق یہ سودا ہمار سر کے لیے
 گلے کے تیغ نے بو سے ٹھہر ٹھہر کے لیے
 تو بو سے تیر نے میر دل جگر کے لیے
 قدم ہنگامیہ سر میرا رہنما کے لیے
 وطن کو چھوڑ دیا گردش سفر کے لیے
 یہاں یہ عیب قاتل کجی نظر کے لیے
 حضور ختم ہوئی ناز کی کمر کے لیے
 گراں وہ جان کے لیتے نہیں ضرر کے لیے
 ایسی شجلی سبب فنا و کاثر کے لیے

<p>حریص دیکھ تو انجام دولت قارون زبان و رازی اگر نہ کرنا او نصیب سوار شمع لحد سے یہ سوختہ قسمت کیا اسیر جو صیاد شاہِ جہلم نے نگاہِ قلب مصفا پر میرے رہنے دو اٹھ گا ایک طوفان تو گرد باد اے شبِ فراق کی صحتِ مرض بدتر ہو</p>	<p>غور مال پر زیبا نہیں بشر کیلے تورگ کا منہ بھی نہ پھر کھلتا تیر کیلے نصیب جلتا ہی ذرات کا اگر کیلے ہما سمجھ کے میر بال و پر کتر کیلے بناؤ گھر کوئی آئینے میں نظر کیلے یہ اشکِ آہ ہمارے بحر و بر کیلے تڑپ باہون میں درو دل و جگر کیلے</p>
---	--

<p>۱۴۰ غزل</p>	<p>میں سوؤں صبحِ شبِ بحر کیونہ او فاختہ دراز پانوں کے چادر بحر کیلے</p>	<p>شعر ۲۹</p>
--------------------	--	---------------

<p>نفا چشم سے نکلی کہ صحر کدھر کیلے گنوا یا ہاتھ سے قاصد کو عمر بھر کیلے</p>	<p>جہان میں حد کی ہو آوار کی نظر کیلے شاہو تیغ وہ کھینچے ہینا مہر کیلے</p>
---	---

عبت تباہ پھرون کیوں پایہ کیلے
 روان ہوں اشک کن شمع کے سحر کیلے
 جاگین پڑ گیا سوراہے گھر کیلے
 شبِ صال میں بوجہ دھڑھڑ کیلے
 ہو خالق داغ دم نزع اس جگر کیلے
 پیسے بین نیل سے اس گل کو تو گلاب پیر
 سدا جو پست میں رہتا تھا انکے زانو پر
 بھون وہ دیکھ کر آئینہ میں کتہے ہیں
 جاب سی مری خلقت ہو بحر عالم میں
 شبِ فراق کی پیدا ہوگی صبح اگر
 صبا کی تھکیوں کی ایک جا قرار نہیں

خود اڑ کے جاسینگے کیا پرین نہ خبر کیلے
 ہمایں آئی ہوئے کورات بھر کیلے
 ہو ترک جا سکوت مرض گھر کیلے
 بڑھا ہاتھ نہ سچ کدھر کدھر کیلے
 چراغ لیکے میں جاؤں اور گھر کیلے
 لپٹ لپٹ کر چوبیسے ادھر ادھر کیلے
 لحد میں خشت کا تکیہ ایسے سر کیلے
 یہ نیچے ہیں مری مری کس کیلے
 ہو کافی ایک نفس مجھ کو عمر بھر کیلے
 کرونگا چاک لکیریاں نیچے سحر کیلے
 امین زار ہوں گان زری دھڑھڑ کیلے

<p> نہ بوسے خانہ کعبہ میں بھی حجر کے لیے لگایا تیرا شاہ نال جگر کے لیے سفید مہون خطاب بیض سحر کے لیے ہو کھل گزیر یا چشم تر کے لیے تڑپ رہا ہوں قش میں نال پر کے لیے غبار رگیا دوا نڈو کی خبر کے لیے سفر رہا مجھے اک عمر تک خضر کے لیے جان ہی اڑو نگاہیں بال پر کے لیے حد آ جا کر بیان لگی خبر کے لیے قصص میں جان میں دید و نگاہ پر کے لیے اور استی بھی کجی یار کی نظر کے لیے </p>	<p> بتو کی جنس سے نفرت ہو وہ موحی ہو ہم نشاۃ اڑا کے ہیں مرجاؤ ترک شب فراں میں کبر شاپ پری سے رگیا زوریم خشک ایسی سدا سے سمجھے در کو جو صیاد نہ بند کیا چھٹے چٹاقلے سے ہستے تو انچھٹ ہما میں پھر کے کھوکھلا کدے کے آہو چا مرونگا حسرت پرواز میں میل ہوں ہماری جامہ دری کو وہ اتوا بنے خدا کی واسطے پر قیغ کرنے اے صیاد نگہ وہ ریتی ہو طیر ہی سیدی بات بھی </p>
--	---

<p>چھپے تھے پانوں میں کانٹے مار کر کیلے صدمہ کا چاک کیلجہ ہو اگس کیلے روان کیا ملک الموت کو خبر کیلے گنہگار جو عرش پہ آئیں ی اثر کیلے روان ہو ایم خون یار کی خبر کیلے</p>	<p>رہے دماغین گل گل کے منور کی صورت جہان میں کون ہی اولاد سے سوا دین مریض ہجر کو پوچھا تو کس طرح پوچھا خدا نے جذب دیا دل بتوں نے تمام لیا کیا جو تیغ قاتل نے عاشق کو حلال</p>
---	---

<p>ادھر ادھر ہی کی خبریں منگایا کرتے ہو کیسکو بھیجو تو قاتل کی بھی خبر کیلے</p>	<p>غزل</p>
--	------------

<p>آتی ہے بو سے تاج نمد کی گلہ سے جلیاؤں مثل طور جو برق نگاہ سے ہر خاک کا خمیر مری گرو راہ سے قوت ہو مجھ صیف کو یون مد آہ سے</p>	<p>کچھ کم نہیں فقیر کی توقیر شاہ سے ہوں سرمہ استخوان کی چشم سیاہ سے گردش تمام عمر نہ کیونکر رہے مجھے بیمار و ناتوان کا مویسے عصارہ سے</p>
---	--

لسن وہ سقد رہیں انھیں کچھ نہیں تہیز
 طوفان اٹھا ہو بحرین صحرائیں گرد باد
 کوئی ملانہ عالم وحشت میں جب مجھے
 تاثیر ورنہ ناک صد آہوں یہ کی
 غلامت میرا خانہ تار یک ہو گیا
 کوچے میں اُنکے خاک ہوا کون باتوں
 بوجھو نہ دشت میں مری کیونکر بھڑائی
 اوپر ہی اوپر اُنکی یہ جالیگی کسا نظر
 گرتی ہو جب تو گرتی ہو قہر پر کے
 اُنکی نظر ہو سہوہ دنیا دار پر
 انکو تو اس حضور درگوش کیجیے

رافت نہیں جہانکے سقد و بیاہ سے
 دو آفتین یہ آئین مری ایک آہ سے
 جنگل میں لہلہا گیا مری گیاہ سے
 ال ال گئے ہیں دل سوز یاد و آہ سے
 روشن نہ ایک ن بھی ہوا چہرہ آہ سے
 اٹھانہ گرد باد بھی پائی راہ سے
 آگاہ کچھ غبارِ حال تباہ سے
 عشقا شکار ہو گیا اپنی نگاہ سے
 بجلی کو ایک میر ہو رہا سیاہ سے
 مارا ہو مجھ کو قبضہ تیغ نگاہ سے
 لایا مون موتی توڑ کے میں تاج شاہ سے

<p> خوابان ہو زندگی کا تو عرصہ اٹھ چھوڑا قطرے جو خون کے جوش میں سے اچھلے اعمال نیک ساتھ لے اور یہ و عدم انکھوں کے گر کے ٹھہرے ہیں قاتل شاید جناب قیس کی اس سے ملے خبر دو زخ کے منہ سے حیرتوں کی کھچکر گردِ ملال و غم سے ہیں آنسو میر روان ٹکڑے اڑا دیے پر لیلِ عجب کے کلیانِ مریہ و نکی نفس میں بیٹھیں بھی اسدِ رعبِ حُسنِ حیرت کا متحسام تارے شبِ فراغ نہیں یہ نمود ہیں </p>	<p> ہوئی ہر کم حیات بشر کی گناہ سے پیدا ہو شکنائے غزال سیاہ سے قالی سفر میں ہاتھ نہ تو راہ سے آیا ہو یہ ہمارے سمندر کی راہ سے آہو جو کوئی آئے میان کی راہ سے جنت میں ہیں گیا ہوں جہنم کی راہ سے ہمارے قافلہ یہ سیاہ بانی راہ سے نہجِ کاہنِ کیم کام لیا تیراہ سے آئے اگر نسیم گلستا کی راہ سے آئینہ آبِ آب ہو اس نگاہ سے چھانا ہو آسمان کا جگر تیراہ سے </p>
---	---

<p>مردہ نہ تاجہ حسرت کا قتل گاہ سے عش خد بھی ہوتا ہو کیس کی آہ سے مارا ہر بے اجل مجھے بھی نئی نگاہ سے آنکھیں لڑتی ہیں سرمہ چشم سیاہ سے دھماکا کلفت کا نہ خسار ماہ سے تارنگہ اچھ گئے تارنگہ سے واقع نہیں حضو ابھی رسم و راہ سے سونالون آفتاب چاندی لون ماہ سے سقف کفن سیاہ ہوئی دو دواہ سے</p>	<p>کیسی قیامت انکے تفاعل سے کی ہوا ہاتھوں کو دل پہنچا لین کیوں کرتا ہر کشتہ کیا جاتا بھری آنکھوں کی بارش سے ظلمت کو جہان نظر آنے لگا مجھے اعلیٰ کا عیب بھی نہیں جاتا تمام عمر باہم جو میرے انکے نظر سے نظر لڑی اپنے مریض سحر کو لازم ہو دیکھنا انسان حسن کی تصویر کے لیے رنگ سما نکا بھر کی شب کو بدل گیا</p>
---	---

<p>فاخر وہ سنکے نالہ پُر در و کتہین ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تہیں اس آہ سے</p>	<p>شعر ۳۰</p>
---	---------------

۱۲
نور

دل ہو بقرار تو ہوا شک آہ سے
 پوچھو نہ گنا اپنے شوخ کی چشم سیاہ سے
 واقف ہو کون ہجر کے حال تباہ سے
 کینچی جو آہن زیر لحد سین نے متصل
 خط سے جمال شخوہی کا مٹ گیا
 آیا سحر کو اُس نے مہر سامنے
 اہل لحد تباہ ملون تم سے کس طرح
 چھپی نظر سے انگلی میں سمجھا وصال غم
 آئی دون کو دھو پت شیب چاندنی سما
 یے تیر کے ہر ہر ہو مرا مرغ دل ابھی
 تاریکی لحد میں نظر آئیگا اٹھیں

طوفان کو کیا غرض ہو ہزار تباہ سے
 کسکا ہو سوگ سرمہ گرا کیوں نگاہ سے
 آ رہے چلے ہیں لپہ سرمہ آہ سے
 غریبالتختے ہو گئے چین چین آہ سے
 دولت لٹی ہو حسن کی زنگی سپاہ سے
 اٹھا جو نکھین ملتا وہ مہو اب گاہ سے
 واقف نہیں یہاں کی ابھی رہم و راہ سے
 مجھ کو خبر ملی ہو یہ پیکت گاہ سے
 کیا کام مجھ کو زیر لحد مہر و ماہ سے
 تاوکل فلک جو دیکھ لے تر چھی نگاہ سے
 آنکھیں لڑی ہوئی ہیں جو چشم سیاہ سے

مہتی یا اسمین آپکی جودل کیا حال
 ہم تم شریک ہو کے کریں عاشقوں کا
 شاخ غزال کھینچے دیوانہ گان عشق
 محشر میں رکھی اشکِ مذہبِ کبر و
 ان چارہ خندان لیا دلوں کو یار نے
 دلی کسی نے حضرت یعقوب کو خبر
 سیدھی نظر کے ہم تو ہیں عاشقِ جانین
 کچھ جھلکارا رہا ہو چراغِ لمحہ مر
 ہوسیت ہمتوں کی لیے سلسلہ ضرور
 دم لینے وہ ٹھہر کے نکیرین پوچھتا
 ہم کو قہر میں مگر اقلیمِ گیسر میں

ابھرتو تو کسا خون ہو پانی نگاہ سے
 تر چھی نظر کا قول ہو اُس بجلاہ سے
 ملک جنوں کو چھینے جاتے ہیں شاہ
 دعوے مرے ذنوب کتابِ گناہ سے
 ناز و آوازشِ مرم سے تر چھی نگاہ سے
 یوسف کو کاروان نکالا ہو چاہ سے
 اوکھی کلاہ دیکھ نہ تر چھی نگاہ سے
 یارِ پیا پیو مجھے بختِ سیاہ سے
 کب بے رسن اب نکلتا ہو چاہ سے
 آتا ہوں میں تھکا ہوا کو سونکی راہ سے
 اچھینا ہوئے ملک قناعت کو شاہ سے

<p>بکھر کے منہ پُلف کو ہنستا غضب ہوا دل پر گزرنی جوتھی وہ گزرنی انکی شرہ پہ جا کے نظر میری لگ گئی اندھی سیہ اُسے شبِ وقت نہ کس طرح دفترِ شیشیاں علی کے ہر میرا نام پردہ زین کا مجھے کافی نہیں ہوا ہم کیا کہ جانتے ہیں نباتات تجھ کو ایک بجلی گری ہو کو نہ سو کے ابر سیاہ سے اب کیسے حضور نہ تر چھی نگاہ سے کاٹا کوئی نکال دیا پانگاہ سے سر ملا کے لائی تو چشم سیاہ سے فروخت لوتنگارِ سالت پناہ سے دھانپے ہوں منہ کہن بن گئی تیر گناہ سے آتی ہو وعدہ کی صدا ہر گناہ سے</p>	<p>بکھر کے منہ پُلف کو ہنستا غضب ہوا دل پر گزرنی جوتھی وہ گزرنی انکی شرہ پہ جا کے نظر میری لگ گئی اندھی سیہ اُسے شبِ وقت نہ کس طرح دفترِ شیشیاں علی کے ہر میرا نام پردہ زین کا مجھے کافی نہیں ہوا ہم کیا کہ جانتے ہیں نباتات تجھ کو ایک</p>
---	---

<p>جاتا ہو دل کے ساتھ کلیجے کو توڑ کے فاخر پناہ مانگے تیر نگاہ سے شعر ۲۳</p>	<p>غزل</p>
<p>سایہ بال ہما سائے دیوار میں ہو حشرِ دیہِ جمال بیمار میں ہے</p>	<p>امج شام ہونکا گدہ اور دلدار میں ہو منہرا بے جوشِ شفا شربت دیدار میں ہو</p>

کھینچ کر دیکھ لے قاتل تو ذرا قتل بین
 خاک پر میری طرح یہ بھی پڑا رہتا ہے
 بوسہ لینے سے پوری نشوونما ٹھنڈک
 سوت جاناوٹے تو کاٹیر کا گلے کیا قاتل
 لیے ہو سے دہن زخم شہید اسکے مگر
 میرے پاؤں کو بھی رہتا ہمیشہ چکر
 اسی پاکہد عناد کے خبردار رہیں
 باغیانوں کی کھٹکنا ہو جگر میں کانٹا
 کبکٹ طاووس کی رفتار میں بات کہنا
 دیکھ لو چپکے ذرا غیرت عیسیٰ اُسکو
 مرو متھو کہ سے ہر آل گام جلا رہیں حضور

خون کے دریا کی روانی تری تلوار میں
 ضعف بیمار بھی کیا سائیہ دوار میں ہو
 بیخ کی تاثیر مگر آتش خسار میں ہے
 زور ہاتھوں میں بنش تری تلوار میں ہو
 خون کی سرخی جو ابھی تاکت سو فاقین
 بخت آغشتہ مرا گردش پر کار میں ہو
 دام صیاد بچھا جو سے گلزار میں ہے
 پھول ایک ایک عناد کی جو متقا میں ہے
 دلکشی جو مرعشوق کی رفتار میں ہے
 جان اب ایک حق ہجر کے بیمار میں ہے
 دم عیسیٰ کا اثر آپکی رفتار میں ہے

<p> پر جو بازے ہیں تو صیاد ہنساں کا بھی د جیسے مجمع ہو حسینوں کا در دولت پر اک نظر دیکھ لے تھو تو جہان سے جاوے بیٹھ جائیگا اٹھانے سے یہ کوہ سنگین وعدہ دین تجھ نہ کرونگا اس چاہتے ہیں کہ کریں مجھ سے وعدہ لیکن باتیں عاشق سے مکر نہ بنا تو کیوں نہ کر گل ہیں خندان شگفتہ ہیں چمن غنچے </p>	<p> آب پیوہ از بھی مرغ گرفتارین ۱۳۵ جگھٹا ایسا کمان بھر بازارین ہو آرزو اکت باقی دل بیسارین ہو باروقت کی کمان بُل زارین ہو دھیان بخش کا مجھے یارستہ کارین ہو شرم مانع کچھ نہیں چل کے قرارین ہو حرف مدغم کا لفظ تری تکرارین ہو باغبان خلخ ان کیا تر گلزارین ہو </p>
---	---

<p> ۱۴۲ غزل </p>	<p> سالِ ہجری میں تاجِ کمی خانہ حسنِ گل آن گل گلشنِ شہارین ہو </p>	<p> شعر ۲۳ </p>
<p> لذت آب بقا شربت دیدارین ہو </p>	<p> سیرِ فلکات بھی وقت کی شہارین ہو </p>	

جاگتا ہوں میں شب وصل ہ سوچا ہوں	بخت خفتہ بھی مر طالع بیدار میں ہو
دیکھ کر مجھ سے گدا کو یہ کہا دربان سے	کس کا بستر یہ مر سایہ دیوار میں ہو
کسی ہمیش کے گلے جھٹکے ملا تھا جو بھی	آج تک وہی خمی خنجر خونخوار میں ہو
ویرے باہم کے یہ پانگہ ہیں زخمی	خون بھرا دیکھ لو خار سردیاریں ہو
بے حسی رہتی ہو یوں اٹھ پڑاؤ سی	حرکت نبض کی شکل تر تیار میں ہو
آنسو اسکے بھی مر سار تھیں تھیں	تارا شکو نکار گل برگہار میں ہو
دستانین تری رنگین ہیں اس کی سبیل	اک بان برگ گل تری جو منتقا میں ہو
پھانڈ کر بام پہ آنے کی سزا یہ پائی	خون پاؤرو کا خار سردیاریں ہو
ابر درو جگر کے جو گرے دور نہیں	برق پوشیدہ مری آہ شمر بار میں ہو
ناز کی سے نہیں اٹھتی ہیں نگاہیں انگلی	نا توانی کا اثر مردم بیار میں ہو
سیر گلزار خلیلی کی نظر آتی ہو	الالہ گل کی بہار آتش رسا میں ہو

<p>چاہے بھی اٹھا موت کے بے ساتھ دیے کیونکہ ہو غائب سے کمر کاٹ کر بہن زخمی اوج شاہی ہی راہ کے ہما ہاتھوں خیر و کمی کی بھی راہ مصنوعی سے شام سے صبح کا دھوکا ہو چلن کیونکہ آنکھ عارض ہے پھرین آنکھ میں کیونکہ ہمدرد اس دل پر خون کی نہ پوچھو جا سر کے پھل جائیں کیونکہ ہمدرد کو گنتے ایک دو نظر آتے ہیں قاتل اس میں</p>	<p>ماتوانی میں یہ طاقت ترے بیاڑین ہو دور آلودہ ار کا کیا شہ زمار میں ہو استخوان سر فقور جو منتقار میں ہو شہر ہی لپٹی ہوئی ہر چہ جو دتا میں ہو نور نجم سحری روزن یوار میں ہو عکس میری تو آئینہ رسا میں ہو مثل عصفور کف طفل جاکار میں ہو جادہ راہ فنا تابت تلوار میں ہو چشم احوال کا نمونہ تری تلوار میں ہو</p>
---	---

<p>۱۵۰ غزل</p>	<p>مثل جہانگیر پر نور حسین ہو کوئی روشنی مہر کی فاختہ کسی خسا میں ہو</p>	<p>شعر ۳۷</p>
--------------------	---	---------------

<p> لیلی کا گدڑ حسین ہو وہ دل ہی نہیں ہو سر کا ٹھامیر کوئی مشکل ہی نہیں ہو جس دل میں اراکین بیچ دل ہی نہیں ہو یہ دور و مر از تم کا حال ہی نہیں ہو آئینہ میں عکس دور کا سال نہیں ہو اس مصحف عارضی کوئی تل ہی نہیں ہو اس نسخ سے ہو خورشید بھی ٹھنڈا پتا پھر کشتہ ہون میں تیغ و تبر و تیر شان کا جنت جو ہوئی وصلق بولے وہ بگڑا کر رہن بجی تو ہو دہشت لگا ہوے اسپر غچون کے چلنے کی بھی آواز ہو شامل </p>	<p> محنت تو کیا صابہ محسن ہی نہیں ہو پرزور ترے ہاتھ میں قابل نہیں ہو جس جہانہ مسافر مومن وہ منزل ہی نہیں ہو ترپے نہ اگر خاک پیر ہی نہیں ہو دعویٰ تری یکسانی کا باطل ہی نہیں ہو کچھ فرق میان حق و باطل ہی نہیں ہو نجلت سے فقط فرق یہ کامل ہی نہیں ہو قاتل مراک نہ خیر قاتل ہی نہیں ہو تو میری ملاقات کے قابل ہی نہیں ہو اک دشمن رہو و سگ منزل ہی نہیں ہو گلشن میں فقط شور غماں ہی نہیں ہو </p>
--	---

<p>جانِ ناشبِ حرمینِ شکل ہی نہیں ہو آلودہ خونِ امنِ قاتل ہی نہیں ہو انسان کبھی موتِ غافل ہی نہیں ہو مرستِ محبت کبھی غافل ہی نہیں ہو وہ کوئی شاعر ہو جو کامل ہی نہیں ہو دلِ جاگِ فقط جاوہِ منزل ہی نہیں ہو بادل مری آنکھوں کے مقابل ہی نہیں ہو رہنے کے لیے کوئی قاتل ہی نہیں ہو بہتر مردل سے کوئی محل ہی نہیں ہو پر آب اگر خنجرِ قاتل ہی نہیں ہو اس طرح میں کچھ فکر سے حامل ہی نہیں ہو</p>	<p>چلتی ہو چھری افتابِ زمین گلے پر وصالِ زمین گئی تا پہ کلاہ اڑ کے قتل مرنے کا اسے خونِ باکرا ہو ہر وقت یہ جو کانین نشہ کہ ہو بخود و مرد ہوش دعویٰ ہو فنِ شعر میں ہر اہل سخن کو کانٹوں کے مسافر کے بھی ان کے ہیں گھوڑے گھل جائے رہنے کی حقیقت ابھی کے مین مین کے در پر بھی کھڑا رہتا ہوں اکثر دل میں ہو سدا یا کسی پر وہ نشین کی کٹنے کی نہیں خشک گین میر گلے کی اشعار ہیو اٹھوڑیے کہے ہیں</p>
---	--

تکرار کرے مجھے کیونکہ وہ محتاج
 سڑپا کے مڑول کو ہو کیونکہ خود نظارہ
 ابرو مجھے تیغ سے کشتہ کیا اُس کو
 ارمان بھے دین نہیں جلوہ کسی کا
 تھامے ہو ہاتھوں کے جگر خود چلے آتے
 ساکت ہو اس طرح سے ہو جو کی زبان بھی
 اس قصہ سے بیٹھے ہیں عیث پاس ہا
 کشمیں نہ کیونکہ ہو یقین و خل حزینا
 اور دور تو اٹھ اٹھ کے گئے صوفیہ راہ
 واپس کیا یہ کلمے مر قلب کو اُسے
 وہ لکے لکین کیا دل بیا نکو ہمارے

بچپن میں تیز حق و باطل ہی نہیں ہو
 کیا خاک پہ مضطر کوئی سہل ہی نہیں ہو
 عاشق کا لہو غیر میں شامل ہی نہیں ہو
 اس بزم میں وہ رونق تھل ہی نہیں ہو
 اس دلیں مگر جذبہ کامل ہی نہیں ہو
 خاموش نقطہ لبِ ساحل ہی نہیں ہو
 پہلوئے لیلائی کے کیا دل ہی نہیں ہو
 وہ نہ سرائی غا دل ہی نہیں ہو
 پہلو میں مگر آج مراد دل ہی نہیں ہو
 جس دل کا میں مشتاق تھا وہ دل ہی نہیں ہو
 مردہ ہو یہ خود صید بل ہی نہیں ہو

<p>سینے پر مرنگ کی اک لہری نہیں ہے اک نشت در و جگر و دل ہی نہیں ہے جس لہجے مجھے ناز تھا وہ دل نہیں ہے اس قلم و خار کا سال ہی نہیں ہے</p>	<p>تختے بھی حد کے مین رہا ہوئے بھوکے پہلو مین بھی رہ رہ کے چک ہوئی ہچکے اب انکی اداؤں کا مزہ کون اٹھائے کچھ رحمت خالق کی نہیں حد بزرگی</p>
<p>شعر ۲</p>	<p>جا کر یہ پھٹے ام محبت مین نہ کیونکر فاخر مرے قابو مین دل ہی نہیں ہے</p>
<p>خود یہ فریاد مری مائل فریاد رہے ویر مین بھی لب ناقوت فریاد رہے ای جنوں خانہ احسان آباد رہے قافلے مین بھی لب ناگت فریاد رہے مین رہوں یاد رہوں مرا صیاد رہے</p>	<p>ظلم پر ظلم اگر اوستم ایجاور رہے بت جو وہ قید صنم خانہ سے آزاد رہے ہم رہا تھوٹا بانو مین برباد رہے مجھ پر غرت مین جو قزاق کی بیدار رہے خاک ہو چا تقص گھر گرا پاؤں رہے</p>

اک نہ اک دیکھ کر مری بیدار رہے
 ہم سے آوارہ بیان بھی تو نہ آزاد رہے
 دل لگے برسوں کے کچھ دھوکا لٹا رہے
 ہم وہ بلبل بن سیرین جو آزاد رہے
 غم ہو مرگامرے دل کی بیٹی رہے
 دل کو ہاتھوں سے بٹھا ہو صبا رہے
 بربے ختم نہ کچھ شکوہ بیدار رہے
 دیر و کعبہ میں بھلا کیائی بنا رہے
 پاس لانت یہ چراغ ستم بجا رہے
 تابہ لب آ کے جو نخت دل لٹا رہے
 مین وہ بلبل ہوں قفس مجھے جو برباد رہے

یاد رکھنا یہ وصیت جو تمہیں یاد رہے
 صورت ریگ ان دشت میں برباد رہے
 تو سلامت رکھ کر بھی تڑا آباد رہے
 نکست گل کی طرح باغین برباد رہے
 جب مین مانوں کہ پس مری یاد رہے
 بلبلو دروین ڈوبی ہوئی فریاد رہے
 پہلو جو ٹھین دو بی ہوئی فریاد رہے
 لب ناقوس موزن پہ جو فریاد رہے
 لیے جاتا ہر مروت لکھو زرا یاد رہے
 کس طرح بندہ قفل در فریاد رہے
 ہاتھ ملتا ہوا میرے لیے صبا رہے

شکر قاتل عوض شکوہ بیدار ہے	زیر شمشیر تشکر سر فریاد ہے
لطف ہوتے جو غم و درویش لاشاؤ	دم کرتے ستم لب فریاد ہے
سخت جانی سے مری تنگ جلاؤ	لب شمشیر پہ بھی شکوہ بیدار ہے

غزل	دل ہی دلین گلہ و شکوہ بیدار ہے	شعر ۲
	بند قاصر شب وقت لب در ہے	

بھولنا تم نہ کہیں طرز جفا یاور ہے	روز گردن پہ روان خنجر فولاور ہے
لج ہو وود جلاشک ہوں لکھو سے رواں	یہ نشانی مری تصویرین ہزار ہے
لاش دے انہ کو قبر کے زند نہیں اسیر	تیرے قید کی پس گ بھی میعاد ہے
اپنے کشتونہیں کر اسکو شمارا دشیرین	وئے تیشے ہی کھون سر فرہا ہے
کیا کہیں سخت لوں کا ہو جلا نا آسان	شرانگیر نہ کیوں کورہ خدا ہے
ادوئی بیتابی درد جگر و دل ہو عیان	شوزنا لوں کا مر کرب فریاد ہے

<p> باغیں کیونکہ کرتا ہوا شمشاد رہے بندین کے لگے گرہ یوں لگے یاد رہے جسم میں سرخ اگر خلعت ہتا رہے بستی میرے لے باد کی باد رہے خواہ اگر رنگِ سنخ مانی و ہزار رہے جتنا آباد رہا اتنا ہی برباد رہے دل مضطرب جو تہ زانو بجلا رہے کوئی تو عالم ایجاد میں ایجاد رہے کیونکہ آنکھوں کے نہان گلشنِ ادراس رہے نام کے ساتھ زمانے میں کچھ ایجاد رہے خاک چھانا کیے بیکار ہی برباد رہے </p>	<p> کھنڈی اُہونے عدا دل کی جی نہیں رہی بھول جاتے ہوتے بے حد جھلک ہر روز اور بھی شاہد غمی کی فزون ہو زینت یا الہی ہے ان حسرت و ارمیاں کل جھوم رنگ بھرتا تری تصویر میں دم و کما مثل تکیے کے ہما نہیں ہیں عکس مقام شدت دروین کچھ دیکھے کی مو شاہد اسکی تصویر میں ہونست خندہ مانی گلستانِ دلِ رخ سے شبہ جو مرے خاکساری سے بنا گھر دلِ عالم میں کوئی کسی دُور سے میں پیا دلِ اغی اپنا </p>
---	---

<p>تم نہ لالان ہو تو ناتون نالان ہو بتو وہ بے اندہ بھی قفس میں مجھے بلجائے گا لکھے یہ گور غریبان چلی روح مری</p>	<p>کب ہو ممکن جو لب گنگت فریاد رہے نظر ہر رویت صیاد رہے لئے میں جاتی ہوں یستی تری آباد رہے</p>
<p>غزل</p>	<p>دل ابوس کی ہوتے نہ امیدصال فاختہ آغوش تناسل آباد رہے</p>
<p>دائمی گترے دیوانوں کی میعاد رہے مہربان اپنے اسیر ہیں جو صیاد رہے اپنے گزشتہ خموشاکی نہ بیدار رہے بھولنا تم نہ کہیں طرز جنایا رہے دونوں جانب میں صبر و جفا یاد رہے حسن آنکھوں میں رہے ولین مری یاد رہے</p>	<p>زندگی بھر لب زنجیر پہ فریاد رہے پھر قفس میں بھی غدا دل کی نہ فریاد رہے پھر لب لکن مقدس پہ بھی فریاد رہے روز گردن پہ روان خنجر بیدار رہے ہم بھی ستا رہے آپ بھی ستا رہے جو مکان یا رہے رہنے کا ہو آباد رہے</p>

منہ پر اصنام کے گز شکوہ پیدا رہے	شور ناقوس کی صورت مری فریاد رہے
یاس و ارباب کی طرح یار کی بھی یاد رہے	خانہ دل انہیں مہمانوں کے آباد رہے
کیون مٹانے پہ نہ چرخ ستم ایجاد رہے	اسکو منظور ہر عاشق کی نہ بنیاد رہے
ہاتھ سینے پر تراوی ستم ایجاد رہے	دل بیتاب قابو دم فریاد رہے
ہاتھ قتال کے اور نہ مر اسر ہو جدا	یون کلک پر کشش خنجر فولاد رہے
سامنے آئے پہ قتل جو مجھ بیکس کے	سر جھکا ہوئے خود خنجر فولاد رہے
شاد اس وقت ہو شاید دل نا شا و مرا	ہم نعل شکوہ اگر کوئی پریزا رہے
طوق الفت نہیں گردن بین شکل مری	مثل شمشاد ہم اس باغ میں آباد رہے
کھینچتے خاک بھلا صن خدا داد کی شکل	محو نظائر میں خود مانی و ہزار رہے
داستان شاہد گل کی وہ سنا دے بلیل	تجھ پہ جو جانے نثار آپ ہی صیاد رہے
خلش خار مرہ یاد دلاتا ہو مجھے	نہ خروخون سے نہ شتر قضا رہے

<p> باغین جب قدموزن کا پھینک دیا کبھی ارمان غم و یاس میرے نکلیں جان فرادگی وصل شیریں کے ہوا قاصد موت آنے کی خوشی رہتی ہی چرخ سے درجن جھاسی کھٹا مشکل ہی نہیں پوچھا اس غیرت لیلیٰ نے اگر تو بین خون کھل کھل کے گلن خم جگر سے ہوڑوا ای فاک یون گل نعل کا زانہ آنے دونوں پہلو رہیں یون ہجر شبنم بآبا بار آور تہوا پھل یہ ملا خوب اسے امتحان مد نظر ہو جو اداؤں کا انھیں </p>	<p> سرو کے پاس کے کٹھے تہ شمشاد رہے مین نہیں چاہتا گھر کا برباد رہے لقب اس عاشق جانا باز کا ناشاد رہے مردہ وصل سے دل کیونہ مر شاد رہے بھون جانے کا سبق گزرتھیں یاد رہے مثل مجنون کیے بیان نہیں برباد رہے رنگ اور ذرا گلشن شہد اور رہے خوف گلپین انھیں مہشت صیاد رہے آرزو ایک مین اک مین دل ناشاد رہے مدعی اور قدیار کا شمشاد رہے تیغ اندازے سہل دل ناشاد رہے </p>
---	---

موسم گل میں جو تاراج نشین ہو مرا	باغبان خاک اڑاتا ہوا برباد رہے
غزل	<p>نہیں بتا رہے پاس سے اوفا کہ اُنکے پہلو ہی میں میرا دل ناٹا رہے</p> <p>شعر ۳۲</p>
<p>ہر لفظ چمکتا ہوا ک درِ عدن ہو کیا میری لحد پر یہ گرفتارِ محن ہو دل ملک میں تختِ بزرگِ سلیمان ہو پیکار کا ماتہ مرا دل پر ترن ہو اجاب جو ہیں غریبِ دوست میں گناہ پتھر میں بھی ہیں داغِ جگر زنگِ اپنے بُھٹتے ہیں یہاں ریمِ داغِ جاوول کشتہ میں ہیں ہونگا کسی موئے کمر کا</p>	<p>مطلع ہر اشار پر سرتاجِ سخن ہو یون یاں سے خاموش کھڑی شمعِ لگن ہو ہو اُنکے عدنِ اشک ہر اک درِ عدن ہو پیوت ترا تیر جو اتنی سرفگن ہو گردش میں سفر کی بھی مجھے لطفِ ملن ہو یاں فصلِ خزاں میں بھی تر و تازہ چین ہو بازارِ محبت کا جدا گانا چپان ہو لاغر ہو نہیں یون جسمِ مرا مارِ کفن ہو</p>

دو چار کی تعریف پہ نازان ہو عبت تو
 پیری میں بھی اُن لفٹ سے ختم ہو
 وہ چاہے مجھ سے نہ سیراب ہو کیونکر
 سینہ کہیں خون سے بھرے کہیں خالی
 ہر عضو میں اُس کی نظر آتی ہو صورت
 سلطان ہا تا عمر جدا ہو کے صدق
 زندہ نہیں اسیر نکلی بسر ہوتی ہو کیسی
 کیوں روئے ہم چہ کشت یہ بیکس کی لحد
 پروانوں پر رونے سے یہ حال ہو آخر
 برباد ہو با بوجل ترکِ طرح یہ من
 کیا آپ کے رہوار کی توصیف بیان ہو

آسانے میدان میں اگر مرد سخن ہو
 کیا بل تھا کہ جلنے پہ بھی بچیدہ رہن ہو
 جس دلو دل زار میں بنو کی رہن ہو
 صحرے کسی جا پہ کسی جا پہ چمن ہو
 رخ کا تو ہو کیا ذکر سب آئینہ زن ہو
 گوہر سے سوا کب کوئی آوارہ وطن ہو
 کیا پوچھتے ہو حال بڑا رنج و محن ہو
 اک عمر سے دسویں شمع لگن ہو
 خود آنسو سے غرق تن شمع لگن ہو
 کب خلق میں مجھسا کوئی آوارہ وطن ہو
 صورت میں پری ہو تو سجاو میں ملن ہو

تارِ نظر و ہم سے تازک وہ مکر ہو	ہستی میں ہر شک نقطہ مہم وطن ہو
اویس بھی منہ پر ہر گلگ کے چرنا	کرنا نہ کوئی بات کہ منہ پٹ وہاں ہو
جو ہر نہ میں خون بھری تیغِ قاتل	آراستہ زیور سے کوئی تازہ دہان ہو
خلعت کی ضرورت نکیش تو کو ہتھار	ملیہ س جو پہنے ہیں ہی انکا کفن ہو
ماسور جو گوہر کے کلیمے میں پڑا ہو	اکت بھی دلیل غم دوری وطن ہو
پرویس میں یارب خبر خیر سنا	کچھ آج زیادہ غم یاران وطن ہو
مردوں ہی میں اپنے کو بھٹا کر سنا	لبوس نہیں جسم میں تن میں کفن ہو
چھوٹ گیا دستِ خود میں بھلا کیا	عکسِ خشعات کا آئینہ وطن ہو
ہو خاک کا بخون کی لیلیٰ سے شہارہ	اک عمر آب و شرب صبا میرا وطن ہو
آنکھوں کی سفیدی و سیاہی میں	ان دم دیدہ کے لیے گور و کفن ہو
سر پر اگر موت تو ہو کچھ نہیں پروا	چلتے مگر باز رہے ہوں تکیہ میں کفن ہو

<p>ساتھ آنکھوں کے غم و غمش تنہا بھی گھلا ہے بلبل گاہِ خاکِ کھدین پس مردن مٹی مری ملتے ہیں یہ کہ کہکے وہ نہ پر کفنا دوا ہی میں مجھے صبحِ شربِ صلت</p>	<p>واہ چشم کے مانند ہر اکبت کفن ہے میرا خطِ تقدیر بھی تحریر کفن ہے ہو کیون نہ مجھے دوست کہ یہ خال کفن ہے کا نورِ سحر مجھ کو سفیدی کفن ہے</p>
---	---

غزل ^{۱۸}	<p>یہ سچا ہے اسے برسوں ہی خونِ جگر لیے کیا رنگتِ فاختر کا گلستانِ سخن ہے</p>	شعر ^{۲۵}
-------------------	---	-------------------

<p>سرو قامت پر طبیعت آئی بال کھولے شبِ فرقت آئی دھیان میں کوئی نہ صورت آئی بے قراری سے جو وقت آئی بوسہ مانگا تو یہ جھنجھلا کے کہا</p>	<p>بیٹھے بیٹھے یہ قیامت آئی جان پر میری مصیبت آئی بس تمہیں پر ہو طبیعت آئی جوشِ پراور طبیعت آئی کیوں رکھا کچھ تری شامت آئی</p>
---	--

صاف شکونے کیا رو کے ہے	اُنکے دل میں جو کدورت آئی
اُسٹے اُسٹے ہوئی وحشت مجھ کو	کیا نظر خواب میں صورت آئی
قبر میں شانہ ہلا کر یہ کہا	کس بلا کی تجھے غفلت آئی
سُنکے قریاد مری کہتے ہیں	کون سی آپ پر آفت آئی
ظلم اُنکے نہ اٹھاؤں کیونکر	کیا کروں اپنے طبیعت آئی
دم میں بیمار دم کو پہونچا	تن بیان میں یہ فوست آئی
دیکھنے آئے نہ بیماروں کو	کچھ بھی تھکو نہ محبت آئی
دیکھ کر نامہ اعمال اپنا	حق سے کیا کیا انداست آئی
شکوہ کرتا ہوں تو فرماتے ہیں	لب پہ پھر میری شکایت آئی
آئے غیروں کو لیے تربت پر	کچھ بھی تھکو نہ مروست آئی
گل و بنیم سا ہوا وصل نصیب	مہنسی اُنکو مجھے رقت آئی

<p>مچھکو قاتل سے مروست آئی شمع کی طرح سے رقت آئی تجھ کو محبت بنون نہ جالت آئی شمع روتی سر تربت آئی ایک نہ دیکھا خالت آئی آج کیا تجھ کو محبت آئی تجھ کو قاتل نہ مروست آئی</p>	<p>خشرین نام بتا یا نہ گیا بہ گیا جسم مرا شکون میں بات پوچھی نہ تری لیس نے پس من مری دسوزی کو دعویٰ یکتائی کا تجھ کو بھتا یہی بعد برسوں کے کہ صہر آنکھ نیچا نوں کو سسکتا چھوڑا</p>
--	--

<p>غزل</p>	<p>گالیاں دیتے ہیں دل لیکے ترا فانے یہ تری نوبت آئی</p>	<p>شعر ۲۲</p>
------------	--	---------------

<p>شاہوں سے مجھ فقیر کا رتبہ زیادہ ہو ژولیدہ زلف کی مجھے صحرائیں یاد ہو</p>	<p>اُس درکامین ہوں باب لمراد ہو پچیدہ دو دواہ مرا گرد باد ہو</p>
--	---

<p> یہ بیمارِ نیت سے اب نامراد ہو دل سے ہی حضور کو اُلفت زیاد ہو کب منجھ لہو ہو جبینِ حسام پر گردن سے اور تیغ سے اکدم کمال کیا شاد ہو نہ دیکھے کیا مجھ فقیر کو مشتاقِ دلِ مین ہوں وہ آمادہ پر کل تک چمک تھی درِ دینِ بیکلیط سے اب نہ مجتبیٰ مین تو دیتا تھا جان مین گشتا نہیں جو وعدہ فردا وصال کا سینے پہ ہاتھ قبر میں دیکھے تو یہ کہا جب پاس رہو تو مصیبت بھی عشق ہو </p>	<p> درو جگر کے ساتھ ہی اٹھا فواد ہو مجھ کو بھلا یا آپ اور ون کی یاد ہو ہو درو سر سے مر خون کا ضاد ہو یہ اتحاد بھی کوئی کیا اتحاد ہو برائے وہ جو آپ کے دل کی مراد ہو انکی وہ ہو مراد یہ میری مراد ہو لیکن ٹپ کچھ آج جگر مین لیا د ہو اب کیا گردن جو یار کو اُلفت زیاد ہو فردا سے کیا حضور قیامت مراد ہو کیا درو دشمنوں کے جگر مین زیاد ہو پھولوں کے غلابِ قفس مین بھی شاد ہو </p>
---	--

<p> وہ حافظہ مرا ہے کہ ہر حافظہ نیکو شک آنکھن غم فزان سے روین کس طرح ڈرتے تھے پانی زلف بجا گن سمجھتے اے باغیان گل لال کی قصد کے دیکھا ہے من نے قامتِ محبوبین شکلِ تجرّاقِ پل تیغِ صبر سے ہمتِ مدد کرے تو کرو غواہِ شہِ قتل پتلی سے مین ہرن کی لکھن جو جھٹ پٹ دریا روان ہے شکِ آہن مین پر غبار ایسا گالیسے یار کے دلو ضرور یہ وہ دوبرہ جگر نے مجھے بگڑا گئے </p>	<p> یہ ہر ایک مصحفِ عارض کا یاد ہے ہر طفلِ شک گھر کا مرے خانہ زاد ہے وہ بچی مانہ نامِ خدا تم کو یاد ہے سودا ہے جوشِ خون کا اسی سے فساد ہے قائم قیامت کی ہے روزِ مساد ہے سب زیادہ نفس کشی کا ہسا د ہے ہے معرکہ کہ نفس کشی کا ہسا د ہے گویا سودا عین بجائے مداد ہے گردِ آبِ غم کے ساتھ اٹھا گرد یاد ہے مجھ کو تو اپنے دل پہ بڑا اعتماد ہے کبھی یہ زبان کا میری فساد ہے </p>
---	---

جل جلے خاک ہو تہمین و نون سحر تلک	پروانے اور شمع میں کیا اتحاد ہے
غزل ۱۲۱	فاخر وہ سنکے نالہ پر زور کہتے ہیں لاریب یہ کوئی نہ کوئی نامراد ہے
تاریکی مزار سے سیسہ زیادہ ہے یون باطنی قریب مجھے عبادہ ہے ظلمات کبھی تیرگی اسکی زیادہ ہے مانند مشک داغ جو نکا سوادہ ہے کروٹ ادھر ادھر کی بدنامی محال ہے دریا میں پھوٹ پھوٹ گتا یہ جتا ہے مسدود کیا ہو جنگ بانی نیکستان دونوں کا حال حشر میں معلوم ہو گیا	ابتداک وہ تیرگی شب بھر یاد ہے کیا خاک صلح ہو کہ دلوں کا فساد ہے ظلمت احد کی ملک عدم کا سوادہ ہے کیا احتراق خون کا ہمارے فسادہ ہے قلب و جلور میں درد مر وین یاد ہے باعث فنا کا آب ہوا کا فسادہ ہے جب دیکھے گلا ہوا باب فسادہ ہے وقت کی شب سے روز جزا کچھ زیادہ ہے

<p> کشتہ جسے کیا تھا وہی نامرا دہر پھول تو نہیں عبدالیہ میں کیا اتحاد ہر ناشاد ہر غریب ہر اور نامرا دہر کل سے ترے مریض کو اچھٹنیا دہر بتیابی جگر سبب اتھا دہر یہ سرو پر غبار ہر یا گردِ باد دہر خود اپنے ہاتھ پاؤں کیا اعتماد ہر سراسر ان پہ کھینچے ہوئے گرد باد دہر کو تا ہی نگاہ کا سارا فساد دہر دیکھا ہی یہ کبھی کہ جو دل شاد شاد دہر سمجھے حنا سے خون شہیدان مرا دہر </p>	<p> تا بوت میرا دیکھ کے بولے رقیب سے صیاد نے انھیں بھی قفس میں کیوں بند یہ سوچ کر وہ آئے ہیں عاشق کی لاش زلفین الجھ اچھ کے خبر دیتی ہیں اسے دل میں ہو درد اور کلیجہ ہو میقرار بیل کو شک ہو اور بگولے پہ بانگے اور رونکا کیا جواب بھی دینگے نہ لیکن کیا سرکشوں کی خاک بھی ہمیں شرم کا کر دل تنگ غیر کا تہ چھدا تیرا ہ سے بسنے پہ وقت نزع مرکب بولے یہ عزیز قاتل کو دیکھا خواہ بین منہدی ہو </p>
--	--

دولت یہ مجھ فقیر کو اس شے نے کی عطا	دنیا میں جو علی ولی ساجوا دہی
غزل	ہوتی ہے بار بار چمک برق کی طرح فاخر کچھ آج درد جگر میں زیادہی
ہو بے حسون میں منتہم مسک کہیں ہے آسودہ ایک ن بھی نہ زیرین ہے ظلم تباہ دہر سے اندوگین ہے خطائے رنجہ سے کھلے کتا ہوشیہ میں میر سوال و صلح کیونکر وہ ہاں کہیں دارا و جم کو قصر فریون کو دیکھ لو اس دل کے ہاتھوں چین نہ پایا کی بھی یوں جوش زن ہو قلم اشک ان چشم	کیا فخر تکیہ آج بسند نشین رہے دکھ درد ساتھ ساتھ رہے ہم کہیں رہے شادان جو ایک روز تو بر جو رہیں رہے وہ ہم نہیں وہ ہم نہیں نہ دل نہیں رہے مانع حیا و شرم ہو منہ پر نہیں رہے اُنکے رہے مکان نہ خود وہ کہیں رہے دشمن ہمارا پاس باہم کہیں رہے مانند دست موج کے تر آستین رہے

<p> کیا بار بھر ناز تو کوئی نہ اٹھ سکا صیاد کے یہ پاس دیکھیں کچ پاس سفاک کسریا اتار گیا جسم مجھ کو ہوا وصال نہ سُرخاب کی طرح چھوڑا اگلو کو خاطر صیاد کے لیے آئی نہ موت ہجرین ممر کچ گئے دل سے بتو کی یاد نکالو نہیں کس طرح بانگی ادا یہ کہتے ہر اس بد مزاج سے پہلے تو دوڑ دوڑ کے آتے تھے اب ہو کیا پوچھا جو میں نے شب کو بتاؤ کہاں رہے ہمزاد کی طرح سے نہ اک دم جدا ہوا </p>	<p> عاشق بھی اٹکے اٹکی طرح نازین رہے غم کے کہیں ہے تو عداوت کہیں رہے قاتل نہ کیوں چڑھا مجھے ہتھین رہے وہ رات کو کہیں رہے اور ہم کہیں رہے ہم دوستوں کے دور عدو قرین رہے ہم منتظر اجل کے دم واپسین رہے ویران کو وہ مکان نہ جسمین کہیں رہے عاشق سے کج نظر رہے چین جہین رہے وہ ہم نہیں رہے ہیں کہ وہ تم نہیں رہے بولے کہ کچھ جا رہا ہو تیرا کہیں رہے میں اٹکے ساتھ ساتھ رہا وہ کہیں رہے </p>
--	--

<p> غصہ نہ قاتلون کا کیا بدقت ل بھی تاریکی کد تو ہو گی مجھے نصیب ای ہمدردیہ تم سے وصیت ہو کر وہ آئین جاتی ہو یاد زلفت مر دے کیلئے محتاج ہوں وہ گور غریبان کے بعد مرگ فرما دو قیس و دامن و عذر اگر گئے سیر و شکتہ کو آباد کیا کریں اب یہ سارا ہر تڑپ کہ سطر ح میری طرح جو زلف سے وہ بھی لیں گیسو کوے یار ہی دو مقام ہیں پٹھے اٹھے تو پاس مگر اجنبی کی طرح </p>	<p> کہنی تلک چڑھائے ہوا آئین سے چو شبنم داغ دل نشین سے رخ میرا انکی سمت دم واپسین سے رونق فروز لیلی محل نشین سے جو ریت میں ہمیشہ سر نشین سے بس ایک شقونہیں تھارے ہمیں سے کیا خالکس خرابے میں کوئی کیس سے یہ دل ہو جسکے پاس جگہ بھی وہیں سے کینخت دل کا پھر نہ ٹھکانا کہیں سے کہ لوں گا خود تلاش میں دلی کہیں سے بیگانہ وار مجھے مرہم نشین سے </p>
---	---

شعر ۲۰	خواہاں کیون ہوں موت کا فاش تر فقیہ جو دلوں کے تھے دلیں کے وہ نہیں رہے	غزل ۱۰
<p>ہو زنگِ سُخ اُڑا ہوا چہرہ ادا ہے مثلِ سحرِ رخِ سہِ کامل ادا ہے جو دلِ با تھامنے وہاب کیلے پاس ہے ہو شکر کی جگہ کہ وہ مردم شناس ہے یہ دل ہو اُسکے پاس دل اس کے پاس ہے اُس پر حضور کو غیر ذکا پاس ہے کیا کچھ پیے ہو جو تو جو پاس ہے سب شاہانِ گل کا شانہ بلا پاس ہے خود بلبلوں کو اپنی رہائی سے پاس ہے</p>	<p>جب کل بلول مرائے پاس ہے پر تو جو داغِ دل کا مرائے پاس ہے پہلو میں دیکھئے نظر آتا نہیں حضور عشاق میں مجھی پہ پڑی یار کی نظر پہلو سے ہو ملا جو وہ پہلو شب وصل محفل سے محکوم دور بلا کی طرح کیسا بہ خود دم وصال ہوا میں تو یہ کیسا آئی جو ہو نکھر کے عروں پہ آج صیبا در ہزار تسلی کرے تو کیسا</p>	

<p> دل نکامانگتا ہوں تو کہتے ہیں شکوہ آتا ہوں دیکھتے تیرے مریض کو تربت پہ شاہیانہ نہیں تو کیا ہوا آہوں کے خبط سے کہیں دم نہوں ہلاک کاٹونگا کوہ ہجر کہ دو دل ہو ہیں ایک نیکون کا ہنشین ہو تو تہہ بلب ہو آتے ہیں شبنم و شائبہ یا شکوہ وہ مجھ سے تجھ میں یہ کہتے ہیں ناز سے دونوں کی سیال ہیں گلزار عشق میں یہ کس غریب نے تکیہ کا سو گئے </p>	<p> طالب ہیں جسکے آپ اور وکیل پاس اگر تو ایک سو تکتے کی م س ہے چھایا ہوا تو ابر کی صورت ہنس ہے عالم میں کھلا ہوا اعتبار اس ہے اس دل بکا دل بھی مڑل کے پاس ہے ہو سرفراز خار بھی جو گل کے پاس ہے تربت مری جو اک روٹ کے پاس ہے تو جسکو ڈھونڈنا ہو وہ لے کر پاس ہے بیل کا دل تو چاک گلون کا لباس ہے کیوں آج برہنہ کیے کالہ لباس ہے </p>
---	--

فاخر وہ لیکے کہتے ہیں مٹھی میں لہرا

غزل ۱۸۵	اچھا بتائیے تو یہ کیا میرا پاس ہے	شعر ۲۰
<p>یہ کس مریض سحر کی صحت سے یاس ہے ہم حاصیو نگوید جہاں کے تو یاس ہے کہتے ہو اپنے منہ سے کہ میری دہن نہیں املی بہار میں بھی ہے رنگِ خزانِ شریک وہ دوست جانتے ہیں میں شمعِ قریب کو دنیا سے آج کون اٹھایہ فلکِ شمس خفت گئی نہ سپرِ فلک کی باینِ عروج قائل ہوں اُس مکر کا تو مشکلِ ثبوت ہے بیکان نہ جان ای قدر انداز تو اسے آخر شبِ شباب ہی ہوتی ہے صبحِ شب</p>	<p>کیون آج کل حضور کا چہرہ اُداس ہے لیکن ترگرم کی غریبوں کو آس ہے ہو نطق بے دہن کے خلافِ قیاس ہے جس گل کو دیکھا ہوں بستی لباس ہے انکا قیاس ہے یہ میرا قیاس ہے فتیٰ رو ماہ ہے سُرخ خورشید اُداس ہے دیکھا ایک جسم میں کُنہ لباس ہے کہتا ہوں گر نہیں تو خلافِ قیاس ہے دزدیدہ دل کیسے کا یہ ناوکے پاس ہے پیری کی ہے امید جوانی سے یاس ہے</p>	

<p>مقتول تیغ ناز کے لاشے کے ساتھ تابوت میں عمار عدم کو چلے ہیں ہم قاصد یہ میر قاتل عالم کا ہو پتا یارب یہ کس غریب کا دل مردہ ہو گیا ڈرتا ہوں میری انکی طبیعت بدل جائے مرد و نہیں میرا ورنہ زہر و نہیں کے شمار جو دل میں کھو کے باغ میں لے یا تھا باغیان اوی جذب غم تو کھینچ کے لے آؤ نہیں را تار کی کد کو سمجھتا ہے قیس یہ</p>	<p>یہ مجھ کو حسرت و حرمان پاس ہے بریں کفن نہیں ہو سفر کا لباس ہے عریان ہو تیغ ہاتھ میں خوشی پاس ہے کہے کا جسکے سوگ میں کالالباس ہے یوں ہو انکے پاس دل میر پاس ہے مایوس میں ہوں میں کج چہنے سے پاس ہے مجھ کو تالاکا ہی کھینچون کے پاس ہے میت پڑی ہوئی در دوشکے پاس ہے لیلی کا میر سوگ میں کالالباس ہے</p>
--	--

<p>غزل ۱۶۶</p>	<p>بیدل میں کیوں تلاش میں کھنڈے ہوئی ہوں قاترین جاننا ہوں کہ دل میر پاس ہے</p>	<p>شعر ۲۹</p>
----------------	---	---------------

روے زمین پہ آئے ہی زیر زمین رہے	ہم یوں رہا جہان میں جیسے نہیں رہے
اک شب بھی میر گھر میں اگر تم نہیں رہے	دید و گجا جان بھر میں آنالہ قین رہے
کہد ویہ دخت رز سے کہ غزل گزین رہے	پر دوشین اسکی آنکھ کے پر دوشین رہے
امیتہ اس جسے کبھی دیکھتے نہیں	میر مٹا بلے میں نہ کوئی حسین رہے
زینت ہو زین اسپ کی یون شہسوار	خاتم چہ سطر جہ مزین نگین رہے
ایسے تو ہوں بلند مضامین شہر کے	رفعت میں آسمان سوا یہ زمین رہے
خونریزی اس طرح تو ہوتی ہیں قاتلو	سب سترخ لالہ زار کی صورت زمین رہے
اس آئے میں بال نہ پڑ جائیں تیکھے	لے بل ہوا برو نہ پہ نہ چٹن جین رہے
ٹانکے جو ٹوٹیں زخم جگر کے دم فشار	ٹکڑے ہمارے دل کی طرح سے زمین رہے
ہوا انقلاب خشرین تڑپے جہ دل مرا	یہ آسمان زمین پہ فلک پر زمین رہے
بعد فنا بھی دل تہ و بالا چو ہو مرا	پست و بلند قبر کی برسوں زمین رہے

اسکا اُدھر ہو کوچ اُدھر میرا کوچ ہو
 تروا مٹی کا لطف نہ ہو اُس وقت میکشہ
 بخت سیہ کندہ چہر افغان ہوا تو کیا
 میت مری وہ ہو چکے کتے تین برس
 اچھا ہوا کہ مر کے بکھیروں چھوٹے گئے
 کوئی نہیں کہ جبکی نہ برائی ہو مراد
 ساتی خدا نخواستہ میں مجھے جو ہو خفا
 بستے رہے ہر اک سحیات و مہات میں
 گر قبر میں بھی گردشِ طالع نہ دکھائے
 کیسا فشارِ رحمت حق کی جو ہر ہو
 پیسا ہو اُنے زیت میں اپنے پست

شمع سحر بھی پاس دم واپسین ہے
 دامنِ کبیطح مری سے بھری اہسین ہے
 ہمتو از میری رات کو زیرِ زمین ہے
 اسکا تجھے خیال ذرا ہی زمین ہے
 پھیلا پانوں چلین گزیر زمین ہے
 بس ایک نامراد جہان میں زمین ہے
 پشیمین میں نہ ٹھکانا کہیں ہے
 زیرِ فلک کہیں کہیں زیرِ زمین ہے
 مانند آسمان حرکت میں نہیں ہے
 میت مری گلے سے لگا زمین ہے
 یارب آسمان رہنے زمین ہے

<p>پہلے ہمارے کعبہ دل میں مکین رہے آمادہ پیشے کو ہمارے زمین رہے شیشے میں رُردی کی طرح پیشین رہے جا کر فلک کا کوئے بتا کی زمین رہے رکھو جو ہاتھ قبر پر ساکت زمین رہے ہاتھوں سے اپنے دل کو بندھا لے زمین رہے</p>	<p>ہم نے نکاح لاجب تو یہ تبت کے دین رفتار یار کا ہمیں کرنا ہوا امتحان ان میکشون کی کب ل ساقی میں جگہ دیوانے یہ سمجھ کے اڑا تے ہیں کی خاک یہ زلزلہ فقط ہوا دل بقیہ رہے مرقد میں ہم کراہ کے لیتے ہیں کڑیون</p>
---	---

<p>شعر ۲۵</p>	<p>اپنل بھی ملے منہ سے اٹھا شاد دل فاختہ کی چشم تر پر نہ کیوں آستین رہے</p>	<p>غزل</p>
<p>مثل بو گل بھیل کے گلشن میں رہے بیل کی طرح نالہ و شیون میں رہے پھر تہچہ کرتے ہوئے گلشن میں رہے</p>	<p>ہم وہ نہیں بلبل جو شمع میں رہے بے اس گلِ عناکے جو گلشن میں رہے چٹکار جو اسیری سے نشیمن میں رہے</p>	

<p> چھوٹوں کی طرح یا کے دان میں رہنے کینے کی طرح سے دل دشمن میں رہنے جوہر کی طرح خنجر میں رہنے آرام سے اکدم بھی نہ ہون میں رہنے پتیلیوں کی طرح چلمن میں رہنے مونی کی طرح وادی اس میں رہنے اس ترک کے فعل سم توں میں رہنے گھر چھوڑ کے لہاکو کے واس میں رہنے ابلج سے ہم گوشہ دامن میں رہنے مرکز ہی اُتارنے کی اُچھ میں رہنے دھبے جو مرقوں کے سوزن میں رہنے </p>	<p> کھل کھلے گل داغ جگر کتہ میں میرے ارمان یہ کتہ میں مرقول سے نکل کر وجہ مرقوں کے جھٹکنے کبھی قاتل بیسیگی زمین اور شانیں گے فرشتے اُچھ میں پئے نثار دیکھوں تار نظر کے لپک لپک کین اب ہر شبن خون ہی کینا کتہ میں شہر آرمی آہوں کے ٹکڑے یاد سرفرازیے باقی ہی ہوسکو ہوا کتہ سے گرتے ہوئے لشکروں کا اشارہ تائیے کیے مرقہ کا فقط ہی نہ ہوسا جزل پھر ناخوشیوں کا کون تو اپنے </p>
--	--

یون کلبہ احزان و مراعات تارک
 وہ کہتے ہیں رشتے کی یہی وہیں ٹھکانے
 کائنات سے کھٹکتے ہی رہیں گے سر و زمین
 کائناتوں سے غرض ہوتے ہیں گل غرض ہر
 وہ بلبل لکش ہوں نہ بانی گے جو مجھ کا
 پھر کون سے بھری گو د مبارک تجھے بھیر
 ہیں برگ خزان و رہ بہاران سے غرض کیا
 صیاد کی باتوں سے کہہ چھو گئی تسلی
 کہتے ہیں قسم مصحفِ عارض کی کھا کر
 مارا ہوا ہیں برقِ تبسم نے کیسے

جگنو بھی ناکر کبھی روزن میں رہیں گے
 یاد دل میں تریارگ گردن میں رہیں گے
 بے اس گل خوبی کے جو گلشن میں رہیں گے
 دامن کو سمیٹے ہوئے گلشن میں رہیں گے
 صیاد و تربیتے ہوئے گلشن میں رہیں گے
 انکا نیک گہراں سر دامن میں رہیں گے
 ہم شوق آج سے مجھے گلشن میں رہیں گے
 روتے ہوئے ہم یادِ شبنم میں رہیں گے
 یہ بات ہم حال تری گردن میں رہیں گے
 تا آخر تر پتے ہوئے دامن میں رہیں گے

فاخر و شیریں ہونگے ہم اگر دن

غزل ۱۰	آرام سے لیٹے ہوئے دفن میں رہتے	شعر ۲۰
<p>غم سے کھجے دیکھنے والوں کے ہٹ گئے شہسوار کے سرچو خجل جانین کٹ گئے کیسے یہ کیسوں کے مقدر پٹ گئے یوں انقلاب یار کی رفتار نے کیا ٹالا کیے وصال کو یوں تمام گئے جاؤنگا اب میں خانہ صیاد سے کہا ساتی نے ہو کے رہنے میں کھڑیاں جو کہتے ہیں وہ کہ یہ تری ماؤں کی بڑی مجنون کی قبر چھوڑ کے جانے لگا چہن غصے میں تھا بھرا ہوا وہ ترکہ مزاج</p>	<p>دم توڑے تو وہ دیکھے بالین بٹ گئے پر وازے بغیر اربوب دالٹ گئے جام و سہو و نشہ و ساغر اٹ گئے بختے گئے تھے قبر میں اٹ گئے دن زندگی کے آپ کی باتوں میں کٹ گئے آٹا تھا جن پروں وہی آج کٹ گئے دل مکتوں کے صورت ساغر اٹ گئے جو در سین کا دیکھ لیا آ کے وٹ گئے وہاں سے سیر کا میلان لپٹ گئے اچھا ہوا ہوا سارے لے سکے ہٹ گئے</p>	<p>غم سے کھجے دیکھنے والوں کے ہٹ گئے شہسوار کے سرچو خجل جانین کٹ گئے کیسے یہ کیسوں کے مقدر پٹ گئے یوں انقلاب یار کی رفتار نے کیا ٹالا کیے وصال کو یوں تمام گئے جاؤنگا اب میں خانہ صیاد سے کہا ساتی نے ہو کے رہنے میں کھڑیاں جو کہتے ہیں وہ کہ یہ تری ماؤں کی بڑی مجنون کی قبر چھوڑ کے جانے لگا چہن غصے میں تھا بھرا ہوا وہ ترکہ مزاج</p>

<p>انکی رکھائیوں سے زمانہ ہلاک ہو دیکر کمال اکو فلک گھٹا دیا جائیگا اڑ کے طائر جان انکا باغین قاتل نے اتنے قتل کیے تھوڑی دیر میں دریا پر میکشی کو جو آیا وہ کھسب ہونے لگا خود مرد و ترے متا بلہ سیاد نے جو موسم گل میں کیا اسیر یون تھوڑی دیر سے بقیاب وہ ہو</p>	<p>سر سیکڑوں کے تیج تغافل سے کٹ گئے مانند بدروغ جگر میرے گھٹ گئے پر بلبلوں کے موسم گل میں جو کٹ گئے مقتل میں جو گڑھے تھے لاشیں پٹ گئے سارے جہاں جام کے خاطر اٹ گئے تھے چایا جو ابروہ باہم سمٹ گئے دل بلبلوں کے کینج تقص میں اٹ گئے پا کر اکیلا رات کو مجھے لپٹ گئے</p>
---	---

غزل ۱۸۹	فاخر مجبتون کا جو کچھ آگیا خیال پھیلے کے ہاتھ لاش سمیری لپٹ گئے	شعر ۲
باتوں ہمارے کب کسی میں سے ہر گئے	تلوارین کھانے سامنے قاتل کے ڈٹ گئے	

ابرو کے اک شمار سے دفتر الٹ گئے
 باغ بہائیں بلبل بے خانان ہون میں
 مانس خراش وقت بلبل کا غم جو ہوتا
 اللہ جاول میں یہ کیا اُنکے آگیا
 مرجان جو بحر میں تو ہوئے لعل کو دین
 اُڑتی ہوئی خبر سُنی میں نے ریاہن
 دیکھا گیا نہ عالم کرب حقنار کا
 بلبل وہ ہوں کہ حسرت پر دازی ہی
 سسختے سخت جانتا جو اُنسے نہ کٹ سکا
 تن چاک چاک ہو گیا دیوانوں کا ترے
 برکتی کا بعد فنا بھی اثر یہ بھتا

نقطہ کی طرح سیکڑوں تن سے کٹ گئے
 جس بینہاں تھے نشیمن کہہ ڈ گئے
 کیرے گلونے پنجہ جوش سے پھٹ گئے
 میٹ کے ساتھ آتے ہوئے کیٹوں ڈ گئے
 خون دل و جگر نصیب نوین سے ڈ گئے
 قاصد کا نون بال کیوتر کے کٹ گئے
 رو تھوے وہ یں میں بالین سے ڈ گئے
 پورے بھی پر بھی تھو تھے کہ کٹ گئے
 قاتل ہمارا پتہ حالت سے کٹ گئے
 دست جنوں کا جامہ اصلی ہی پھٹ گئے
 میری کھپاس وہ اگر ملیں گئے

<p>یونان کے کب ہو سورق منتقل ہوئے اس وقت مجھے صلیق راضی وہ ہو گئے اتنا کہ بتیوار ہو تم سے تمہا ہوا گلہ بین چلا جو کھلے ہو پھول توڑ کے اک میرے پیسے کو کھدین دم فتنار جھوٹے جواہرین آہ عداول کے تھرک یون طے ارض کر دیا قاتل کی تیغ مرنے کے بعد کوئی کیسا ہوا نہیں</p>	<p>کو یازین شہر کے طبقہ الٹ گئے پرواز شمع بزم سے جہدم لپٹ گئے پھر دل نہوگا ہاتھ جو سینے ہٹ گئے دل ٹوٹے ٹیلیوٹ کے بچے الٹ گئے طبقہ زمین کے چارواک سمٹ گئے تھکے گلوتے باوصبا سے الٹ گئے سستے عدم کے ساتھ سے سرکٹ گئے میت کھدین ڈال کے اجاب ہٹ گئے</p>
<p>غزل ۱۹</p>	<p>گیشہ تخت ہسا جہانین نہیں کوئی قاتل ہمارے گھر وہ کر لپٹ گئے</p>
<p>راہ جہان راہ عدم بر خلاصت ہو</p>	<p>رہرو کی آنکھیں بین یون راہ عداو</p>

<p> دلوں میں آئینہ نہ کوٹکا خلافت ہو مجھ سے مزاج آپ کا کیوں برخلاف ہو ابرو کے ایک اشارے میں سس کی کٹی ہو کیونکر نہ دل دو نیم ہوا برو کی یاد میں ظاہر نہ کیوں ہو باطنی احوال یار کا آئینے کا عیب ہو آئینے کا عیب ہو دیوانے بنکے پتے میں زاہد یہ کہلے ہو کہتا ہوں شوقِ خیر میں بوسے یار کا کہتا ہوں تیغ کھینچے ہو قاتلِ جہاں سو کلمہ کے عشق میں لاغر کمال ہو پھر پھر گر دکتے ہیں رنج و غمِ عالم </p>	<p> باطن میں پر غبار ہو ظاہر میں صاف ہو اپنی خطا پہ آپ مجھے اعتراف ہو قاتل یہ تیری تیغ عجب شعلات ہو دل میں مگر قلم کی طرح سے شکات ہو آئینہ دل کا گرد و کدورت صاف ہو رخ اسکا بڑھکے آئینہ دسمہ صاف ہو تکلیف شرع جوشِ جنون میں صاف ہو مانع ہو رعبِ حسن ادب کے خلافت ہو جاننا قتل ہو گئے میدانِ صاف ہو یہ بال میں گرہ ہو کہ تن میں ناپ ہو حجاج آئین کے دل کا طواف ہو </p>
--	---

کوئی شب فراق نہیں مونس فریاد
 مانے ہیں بن و انس محمد بن حسین ہو
 کیوں آنجہ تیغ بازو کے کھینچے ہیں
 زلفیں سہیں جو رخ سے تواب و نظر کا
 آکر دم اخیر بھی کرے تہہ پہ رخی
 دل دینے کا جو وعدہ کیا ہیں بولو
 آئینہ مجھ سے ٹوٹ گیا پر نہ کچھ کہا
 پانوں پہ جب گرا تو انھیں رحم آگیا
 ہوا اتحاد عاشق و معشوق کے خلاف
 بدنام تو قریب کرین کو سیسے مجھے
 آتی چلی ہو باغین کچھ نید سی ہمیں

پہلو میں ایک دل ہو سو وہ بھلا ہو
 شہرہ تمام قاتلے تازی قاتل ہو
 کہیے تو صاف کس سے غم مصائب ہو
 رویت ہوئی ہلال کی مطلع جو تھا ہو
 یہ جب مہر کی تہہ تھاری خلافت ہو
 کیا تیرا اعتبار کہ وہ و ثلاث ہو
 سیری طرقت چھٹکار دل اس کا ہو
 ہنس کر کہا قصہ ترا اب مصائب ہو
 اُس کے مکر مزاج سے کیا کیوں بھلا ہو
 انصاف کیا آپ کے بھلا خلافت ہو
 بلبل یہ تیرا شور مچا تا خلافت ہو

<p>میت مری اٹھانے کا کہتے تھے بھروسہ پہلو سے دل بچا کے یہ جاتے ہو مہرا صبح شب فراق تماک منتظر رہا کہتے ہیں بخودی بین یہ مجھ دم وصال اے شمع تجھ سے جل میں شرم آتی ہے پہیل ہو میں قیس ہو لیلی ہو تو سوار اسکی بھری جو آنکھ تو دنیا ہی پھر گئی</p>	<p>کتنی ہوناز کی کہ یہ میر خلافت ہے یہ تو خطا معاف تھا رخلافت ہے تو بہ اجل یہ کیا مری وعدہ خلافت ہے اس دم تجھے کاظ و ادب معاف ہے جلنا یہ بھل کا ہمار خلافت ہے میں سچ کہوں عیدل سچیرے خلافت ہے وہ کیا خلافت ہو کہ زمانہ خلافت ہے</p>
<p>غزل ۱۹</p>	<p>دل کیے دلربا کو میں بھرا سچ بھیر لو یہ بات اہل وضع کے فخر خلافت ہے</p>
<p>پر کیا قہر انداز کا یوں خون بھر جائے دیوانہ کیسو کوئی گلشن سے اگر جائے</p>	<p>دل توڑ کے وہ تیرے کلمے گنڈ جائے دستا سر شاہد گل کی بھی اتر جائے</p>

خون سے مرگرواں شمشیر بھر جائے
 دیوانہ تری زلف کا محشر بن کر جائے
 غم ہو یہ شمشیر تر پنے میں جو مجھ کو
 کہتے ہیں یہ دل تاک کوہ میر کمان
 تنگ آگے یہ بلبل کے لیے کتا ہو صیاد
 اسوقت مسیحائی عیسیٰ کا یقین ہو
 او درو تو بجلی سے نہ گھٹنے اسے دینا
 میں نے جو کہا مڑا ہوں تیر تو وہ بولے
 اڑنا نہیں جاتا ہو عناول کا گلون
 بجلی بھی جو گرتی ہو گرے رو سیہ پر
 تاکے ہو زمین قلب جگر کا وہ نشان

بلا بھی پھر قتل مجھ کر کے مگر جائے
 پگڑی سر خورشید قیامت کی اتر جائے
 دامن کمین خون سے جلاؤ کا بھر جائے
 یہ تیر وہاں جا جہان میری نظر جائے
 چلائی ہو شب بھر کو یہ کینج تیر یہ مر جائے
 جس وقت تپ کہتے خورشید اتر جائے
 ایسا نہ میرا دل بیابا بھر جائے
 دیکھا نہیں بیوت کیسا بھی جو مر جائے
 صیاد کہیں آکے پر بال کتر جائے
 آئے جو بلا چرخ سے وہ غیر کے گھبرا جائے
 چلا کے یہ کتنی ہو کمان تیر کہ صحر جائے

شانہ دل صد چاکلے جو کرو تم
 اور دوسرے قلب کے تو ساتھ ہی رہنا
 اختیار مجھے یا رکے پہلو ہی میں کھین
 آتش پر آشوب میں حشر مجھے لائی
 وہ ماہ نقاش ترین کھنولے جو تصویر
 صندوق لگاؤں تو سواد رو ہو سرین
 کھیرے ہو رہتے ہیں لالہ الم ورج
 زخمی کو ترے دیکھ لکھتا ہو یہ خراج
 بسمل یہ ترانہ جاوید ہوتا تل
 اتنو نکو تو کر قتل تو ای قاتل عالم
 مجھ زار کا اتنا اثر ضعف ہو مانی

بگڑی ہوئی یہ کامل شولیدہ سنور جائے
 ایسا نہ وہ دلوں کے لیے لکے کر جائے
 میں سا تھوڑا ہونے کی صورت بدھ جائے
 دیکھے جو کوئی غول بیابان بھی تو ڈ جائے
 سونا ورق تہ قیامت کا اثر جائے
 تاثیر ہو برعکس دوا کا یہ اثر جائے
 ارمان مگر غمکہ دل سے کدھر جائے
 کچھ دیر نہیں آج جو یہ رات کو جائے
 آب دم شمشیر گلے سے جو اتر جائے
 کشتے ہی نظر آئین جہانیک کہ نظر جائے
 کھینچ جا جو تصویر مری زنگے جائے

<p>کہتے ہیں یہ آپس میں مروت نہ من دل منزل کیسے پھر جا کے بھلا کیا یار یم الفت کی کوئی موج ہو سکی</p>	<p>چلتے ہیں اچھی قبریں بیت توار جائے اسی شب تاریک میں ہر پڑی کھڑے ڈوبی ہوئی یہ ناو مروت کی کئی بھر جائے</p>
--	---

<p>غزل ۱۹۲</p>	<p>کیا پوچھوں میں اُن سے لڑوید کوئی ایسا انہو کی کہیں میرا ہی وہ سر جا</p>	<p>شعر ۱۹۲</p>
----------------	--	----------------

یہ بھیسے جو میدان قیامت میں بڑی ہو
وہ صوم آمد محبوب اس لئے کی پڑی ہے
سچ ہے کہ پیش ہر قیامت میں بڑی ہے
جہل جہل کے زمین کہتے ہو کیا دھوپ کڑی ہے
جلاؤ کی رستم سے کہیں دھاک بڑی ہو
کہ موت جھکائے نور قاتل پہ کھڑی ہے

اک چوٹ سی دل پر شب و صلت میں پڑی ہو
 کیا آج مودن تری آواز کڑی ہے
 ایذا جو مجھے جان کے ٹکٹے میں بڑی ہے
 تھکام ہوئے خود موت کیلے کو کھڑی ہے
 گڑوا دودھ زرا پھل کے بڑا حبس ہے اسکا
 میت کسی نادار کی کو پیہ میں پڑی ہو
 اُس رہہ ہوا کو بھی رسائی نہیں ملتی
 ابنوہ قیامت سے وہاں بھیڑ پڑی ہے
 قاتل جو مجھے تشنہ دہن کرتا ہے کشتہ
 پانی کا لیے جام اجل میری کھڑی ہے
 قاتل یہ کہیں دامن شمشیر نہ چل جائے

۱۰۰
عدت مرے خون رگ گردن میں بڑی ہو

خون غنم کو کھلاتا ہوں یہ ہوتا نہیں یہ سیر

اب جان مری کھا اتر گا گر بھوک بڑی ہے

جو آتا ہے دروازے پہ لیجاتا ہی بڑے

کیا لوٹ ترے حُسن کی دولت میں پڑی ہے

ای رحمت غفّتا رخبر جلد لے انکی

دو زخ کے قرین صفت گنہگار کھڑی ہو

تلوار کے ہمراہ نکال انکے بھی ارمان

مشتاق شہات صفت عشاق کھڑی ہے

کیسے دل عاشق کا سویرا تو بجا ہو

اُنکے لب لعین پہ جو مستی کی دھڑی ہے

آئے ہیں رقیبوں کو لیے لاش پر میری
 ظاہر میں ہے کچھ عینم پر خوشی دینے کی ہے
 بے آگ کے اس خاک پر پھٹتا نہیں سیاب
 شاید کسی مضطر کی یہاں لاش گڑی ہو
 شاخ دل عاشقین یہ کب گل بہن شکستہ
 گلچین کی بنائی ہوئی پھولوں کی چھڑی ہے
 طول شب ہجران کا بیان ہو نہیں سکتا
 اسکی شب گیسو سے بھی یہ رات بڑی ہو
 اسے کشو اس اوج پر قد کے نہ اکڑتا
 اک روز یہ بیٹھیکگی جو دیوار کھڑی ہے
 اس اہل عدم جاتے ہی تم کیون ہو خاموش

تحقیق میں اسکی مجھے تشویش بڑی ہے

جائے تین دم ترع وہ پہلو سے ہمارے

وقت کی یہ ساعت ہی بچھڑنے کی گھڑی ہے

کیا ساتھ کار و نامہ آ یا ہے تجھے یا و

کیون شمع کی دیاں میں خاموش گھڑی ہے

یہ آتشیں آہوں سے بھی ہوتی نہیں پانی

تقدیر سے زنجیر بھی لوہے کی کڑی ہے

اب اُنکے تغافل سے ہوئی خاک بھی برباد

بے گور و کفن میتِ ناشاد پڑی ہے

ملتی نہیں یہ روزِ جدائی میں ذرا بھی

کیا گھر میں مرے قطب نے یہ دھوپ جڑی ہے

بکیں کے جنازے کے کوئی ساتھ نہیں ہو
 اک بھیڑ مگر حسرت و حرمان کی بڑی ہے
 گھر آتشیں آہوں سے جلا جاتا ہے اسکا
 صیتا و کو اپنی مجھے بلبل کی پڑی ہے
 نکلے تو بگر خون ہو رہے گرتے کھٹک ہو
 کس قدر کی اک پچانس کیلجے میں گڑی ہے
 ہوا نکا ہمارا گل و شبہم کا فنا نہ
 ہنسنے کی انھن اور ہمیں رونی کی پڑی ہے

شعر ۳۲	اس غمیں کی گل تازہ نہیں کھلتا فاخر چمن نظم میں کیا اونٹنی ہے	غزل ۱۹۳
بوسے رگوں نے خنجر خونخوار کے لیے		کٹا ہوا سر جو ابرو نگہ دار کے لیے

پھیر کا جو اُسے تیر دل زار کے لیے
 ہون نجان جو شربت دیدار کے لیے
 پیدا ہو حال پرو خدا رکے لیے
 آنکھوں میں دم ہو شربت دیدار کے لیے
 اپنے چا نے رحمت حق کیون دورا کے
 افلاس نہ بھی گھیرا ہو مثل تپنا کے
 دیدن انہیں میں آنکھوں سے ٹھیلے کا
 ورویش بنکر بار کے در پر پڑا ہوں
 ہاتھ شبیر غنچہ بستہ کی کیون نہو
 رکھیں قدم وہ نقش قدم جانکر نہیں
 ایک پائون گھڑیوں صفین ایک ٹان

بوسے وہاں زخم سے سو فار کے لیے
 قوت کی دودا کوئی بیمار کے لیے
 لازم ہو ایک ٹھ حال بھی ملو ار کے لیے
 بس ہو ہی دوا دل بیمار کے لیے
 شعلے بڑھ سقر کے گنہگار کے لیے
 ممکن نہیں دوا دل بیمار کے لیے
 مانگیں جو ختم بندی دیوار کے لیے
 دل لٹا ہوا سایہ دیوار کے لیے
 گویائی بھی ضرور ہو منتقار کے لیے
 آنکھیں بچاؤں یار کی فگار کے لیے
 گردش نئی طرح کی ہر کار کے لیے

دیکھا انھیں جو چھپے تو انکے نکالیں
 یونہی اٹھایا وقت چشمان یار کا
 ابرو کو کیوں حسین یہ چڑھاتا ہوا بار بار
 تم بھی تو میرے غم میں گریباں کیوں ہو
 اچھینکے مجھے وادیِ دشت میں ضرور
 دیکھا مجھے جو نزع میں سکنا سا ہو گیا
 اسٹری آگ ہو ٹھہرے چلا دیے
 عشق تان میں رہنے چاہتا تھا میں
 دل ہو گیا اسیر تو کچھ غم نہیں مجھے
 مٹھی میں لکوی لکے پھنے دامِ عشق میں
 جیسی دین عشق سے اسے بھل ہو

اندھا بنا دیا مجھے دیدار کے لیے
 بیمار خود ہوا غم بیمار کے لیے
 لازم نشان نہیں تری تنواری کیلئے
 گل جامہ در ہو بلبل بیمار کے لیے
 دامن کشیدہ کیونکہ رہو خوار کیلئے
 وہ خود طلیل ہو گئے بیمار کے لیے
 جب مٹھ بڑھایا بوسہ رخسار کیلئے
 کچھ تار سن توڑ کے زمار کے لیے
 روتا ہوا کون مرغ گرفتار کے لیے
 خود قید ہو گئے وہ گرفتار کے لیے
 جا کر چھپے ہیں چرخ پہ بیمار کے لیے

<p>قرآن سمجھ کے آنکھوں پر رکھا خطِ عذار بروپہ زلف چھوڑ کے ڈالی نقابِ کین سمن سے نقطہ گوشتِ لبروپہ دیکھے راحت ہو کر کیلو تو ایذا قبول ہے ایدوستِ ایتھو قبر میں اپنا دکھا جمال جزیرگی قبر نہ کچھ بھی غفلت پڑا دیکھا جو بخودی میں اُنھن جھانکتے ہو بالین پہ وہ جو رہے تو غیروں نے یہ کہا</p>	<p>لو سے ادب سے مصحف رخسار کیلے دو کا ٹھکانِ فصول میں تلوار کیلے قبضہ ضرور چاہیے تلوار کیلے موجود آبلے ہیں مگر خار کیلے و چشم شوق ہے مری دیوار کیلے بیکار آنکھیں وارین دیوار کیلے بوسے چھپکے روزن دیوار کیلے روتا ہوا جیتے جی کوئی بیمار کیلے</p>
--	--

غزل	فاخر وہ شکل اپنی دکھاتے ہیں یا جاتا تو ہون میں خوشی دہار کیلے	شعر
شوخی گل خندان میں سرسبز بھری ہو	یہ باعثِ تعلیمِ نسیمِ سی ہو	

کب شاخ ہر اک نخل کی چو لوں سے بھری ہو	گودی میں لیے پھول نسیم سحری ہو
غنچے کی طرحی مئے گلگون سجری ہو	مستانہ اسی سے تو نسیم سحری ہو
پیری شگفتہ گل ز حسنم جگری ہو	سرود آہ مری رشاک نسیم سحری ہو
بجھنے کو دم شیب یہی شمع کی صورت	ہر زاغ مرے دل کا چراغ سحری ہو
کیا اس گل خوبی کی نسیم آئی ہو لیکر	اترائی ہوئی آج نسیم سحری ہو
گرم آہ دم شیب کے جلتا ہوں سراپا	جھونکے پیرق لوگ کہ نسیم سحری ہو
ز قمار یہ خالی نہیں بیدار گری سے	پامال تری ٹھوکر وٹسے بکائی ہو
دونوں کو کسی وقت میں ٹھٹھٹہ نہ کیا	اک داغ قمر اک مراد داغ جگری ہو
ای برق تبا کیلے اتنی ہو تو بیتاب	کیا میری طرح تیر بھی درد جگری ہو
ٹکڑے ہو احب سے یہ کلیجا تو میں سمجھا	یا قوت کا یہ نگ نہیں سخت جگری ہو
تولید مضامین کو لیون سچون لاد	شامل مرزا شاعرین خون جگری ہو

کیا پوچھتے ہو اپنے مریض تب غم کو

بوجہ یہ سینے پہ نہیں ہاتھ اٹھائے

لازم ہو تو اضع بھی ہر اک فیض سا نکو

کیونکر میں تصور سے نہوں عامل تیر

اُس شعلہ رخسار سے کیوں لونہ لگائے

بیمار تب سحر کو کیوں نہ ہر ہو دیتے

اغیار سے پامال کرتے ہو مری لا

ای باد صبا جا تو نشانی مری لیکر

کیا فیض محموم ابر بہار سحر کیا ہو

کیونکہ ہونہ و زشہ بھلا کو کب اقبال

اگر وہ او و ذرا چل کے بڑا جبر ہو اسکا

گل سے بھی سوا آج تو درد جگری ہے

مرکز بھی وہی شدت درد جگری ہے

جھکتی ہو وہی شاخ جو میوے بھری

ہو یاد حسین دل میں کہ خشتین کی ہے

پر وادہ دل میرا چراغ سحری ہے

مر جائے گاہ آپ چراغ سحری ہے

کیسی مرمرو پہ یہ پیدا دگری ہے

پیغام اجل اس کے لیے خوشخبری ہے

صحرا میں ہر اک شاخ غزالان بھی ہے

عارضی نہیں اقبال یہ انجم سحری ہے

دروازہ پر میت کسی کیس کی دھڑکی

<p>لکھو گالے دفتر خوبانین نہ فاجر نزدیک سے دیدہ زکس نظری ہو</p>	<p>غزل ۱۹</p>
<p>وہ لوح حسین ہو کہ بیاض سحری ہو اک لعل جلا ایک چراغ سحری ہو ہر شاہ گل کے جو قبا برین ہری ہو اب شمع جیسا انکی چراغ سحری ہو بیما کی اپنے یہ تمھیں بھری ہے خون بہتا ہوا آلا ابھی زخم جگری ہو خودوں میں رہنے کو مرے بار دردی ہو جلاؤ کی پوشاک لمو میں جو بھری ہو مردوں کے زمین کو چہ قاتل کی بھری ہو</p>	<p>انکے رخ انور میں عجب جلو گری ہو دو نو نہیں ہر اک ملک م کا سفری ہو معتنون بہاری بھی کوئی ہنر پری ہو بیمار تر ملک عدم کا سفری ہے جانے کا تو کیا ذکر ہو چچا بھی تہمتے آہستہ چلو لیکے خازنہ سو مرتے بیتین میں لکھیں بارہ اماموں کی ثنا شاید کسی کیس کو حلال آج کیا ہو مردانوں اسی غم میں میں اب ہو گا گمان</p>

سر پہ ہوا دیو شبِ قہر سے مراد دل
 پر پھولتے ہونہیں ہنسکے غل غل غیر کے
 اک حشر سا کھرام زمانے زمین بیاہی
 ہم سے کسی ناشاد کی کیا ہی شبِ وصل
 کیا لوہی لگی شام سے چلی تارہ آ کر
 صبحِ شبِ ہجران کو کلیا ہوا ٹنڈا
 کیا چال لڑائی ہو کسی مست کی اسنے
 کہتی ہو دم صبحِ یگل ہو ہو شمع
 یہ سخت رگین ہاتھ سے تیر نہ کینگی
 کیا آج کسی غیرت لیل کی ہے آمد
 چھٹا ہو مکرول کی طرح یہی نکلت

لاکھون مین بہادر ہر ہزار دین جری ہو
 کیا خوب ساری قبر پر یہ نوحہ گری ہو
 کس میت ناشاد پر یہ نوحہ گری ہو
 کیون شور کنانِ شام سے مرغِ سحری ہو
 پروا کسے دنیا میں سو کوئی جری ہو
 کافور سحر مراد زخمِ جگر سی ہو
 بہکی ہوئی کچھ آج نسیمِ سحری ہو
 میرے لیے نا ساز نسیمِ سحری ہو
 تلوار مری حلق پہ بیکار دھری ہو
 جا رو بکاش باغِ نسیمِ سحری ہو
 ہر نجمِ شب وصل چو باغِ سحری ہو

دل دُوبین عنادل کیونکہ غم میں | پھولوں کی ہنسی موج نسیم سحری ہے

شعر ۳۳

کیا رحم دلوں پر بھی یہ کرتے نہیں تاثیر
فاتر مے نالو نہیں بھی کیا بے شری

غزل ۱۹

<p>شیشہ کی است کی امید سدا رہتی ہے مست گردش مجھے کچھ اور سوا رہتی ہے ان بتوں کا ہو گزر خانہ حق میں نہ کر یاد آتی ہے جو وہ زلفت سے اتون کو تنگ اگر مرضِ بحر میں یہ کتا ہوں باتون باتون میں نہ کیوں بے بسٹون آندھیاں میری کد کا جوار آتی ہیں لائی اکدن بھی نہ اُس کیسے خبر کی ہم</p>	<p>خضر آسا ہوں آب بقا رہتی ہے خاک وارہ مری مثل ہوا رہتی ہے کعبہ دل میں مریا و خدا رہتی ہے کیا کہوں سر پہ مری کیسی بلا رہتی ہے اے جل موت بھی کچھ مجھے خا رہتی ہے مجھے ہر قوت کھنچی تیغ ادا رہتی ہے خاک لڑکے کوئے دلا رہتی ہے خاک لڑائے ہی پہ طیار صبا رہتی ہے</p>
--	--

مانگو بیٹھ کے آتی ہو مریضوں کی طرح
 زیت جتنا کہ کسی سے نہیں ملتا
 شب بین بھی کہیں ہتی ہو تनावل
 خیر اسکی ہو جو دوسرے زلف و عارض
 شمسان قمرین جلتے جوہینِ اختر
 صبر اب ہو نہیں سکتا ہمدرد کہنت
 کیا یقین ہو دلِ نغمہ کے پھرانے کا مجھے
 کیون نہ فرمان ہو آ کے لے کر بر مری
 خواہ بھی یار کی صورت نہیں آتی بج
 تیرے بیمار کا کوئی جو پرستار نہیں
 لیا کہ کھینچ کے جھلجھل دلِ ارمرا

ناتوان میری طرح میری صدمہ ہتی ہو
 حافظہ انسانی بلا و نہیں قضا ہتی ہو
 مر مر تپس حوص و ہوا رہتی ہو
 ہم فقیروں کی یہ ذرات و عارض ہتی ہو
 آرزو صورت پروانہ فدا رہتی ہو
 ظلم پر ظلم جفاؤں پہ جفا رہتی ہو
 بی وفاؤں سے کب امید وفا رہتی ہو
 روح بھی جسم کی مشاق قرار ہتی ہو
 نیند بھی کیا مری آنکھوں کا خاتمہ ہو
 طاق پر روزیوہیں کھی دوا رہتی ہو
 دل سے کبھی شش کا ہمارا رہتی ہو

بھاگ کر موت سے انسان بھاگتا ہو
 شب تار کی فرقت میں ہو سر نہ کا اثر
 اس قدر دود و جگ شب کو ہم اٹھتا ہو
 نزع میں دیکھنے آیا ہو جو وہ شام مسیح
 ایک تار ہو اہو پانی کیلے ہاتھوں
 نیچا بنی سے کرین چاروہ کیونکر نکھین
 بجز قبر بھی کیا عالم تنہائی ہے
 جس دم میں جو فقیرین کیا اگر اہوں
 تفرق عاشق و معشوق کا یوں ہوتا ہو
 روح قالب میں ہو یوں ایک نفس کی ہوا
 کھدو یہ تاج و رن کے دھیل کو بھولین

پیچھے پیچھے صفت سایہ قضا رہتی ہو
 بند مرغان سحر کی جو صدا رہتی ہو
 تا سحر چرخ پہ گھنکھو رکھتا رہتی ہو
 منہ چھپائے ہو خود مجھ سے قضا رہتی ہو
 خود بسی و میں مرطرح خمار رہتی ہو
 سات پروین چھپی شرم و خیا رہتی ہو
 روح تک قالب بیاں جدا رہتی ہو
 دم گھٹے جاتے تہین یوں بند ہوا رہتی ہو
 جسم رہتا جدا روح جدا رہتی ہو
 جس طرح دم کو جبا یوں میں ہوا رہتی ہو
 موت سر صفت بال ہوا رہتی ہو

<p>رشتہ تنگ کیونکہ ہوا مرخت حیات اختلاج ایسا الہی کہ سیکو ہوئے</p>	<p>نازنین جسم سے چسپید و قسب اڑتی ہو بہرون اس دل کے دھڑکنے کی صدائی ہو</p>
---	---

<p>غل ۱۹</p>	<p>ہاں خبردار نہ فاختریمان آنے پائے لگے دربان یہ یہ تاکید سدا رہتی ہو</p>	<p>شعر ۲</p>
--------------	--	--------------

<p>ہوا یہ دم ہوا یارانِ فرکان کے لیے نوید لیکے چلا میں یہ باغبان کے لیے میں روکتا نہیں بلبل تھے فنا کے لیے سمجھتا ہی مجھے دیوانہ باغبان تو کیوں جفا و جور نہیں بھی ہی طرح لازم ذرا دکھاوے مجھے اک نظر تو اویسیا د اسی طرح مرنے لمین انکی یاد رہی</p>	<p>اڑتا پھر تاہوں میں خاک کارو کے لیے گھٹائیں جھومتی آتی ہیں بوستان کے لیے پرانی جان تو دے توند آشیانے کے لیے چمن خار میں چنتا ہوں آشیانے کے لیے ستم ضرور ہو جس طرح آسمان کے لیے مڑپ رہا ہی مرا قلب ثیان کے لیے مکین ضرور ہو جس طرح مہکان کے لیے</p>
--	--

<p> جسکے جہان میں کوئی تو سرفراز مودہ رہا مجھے نہ کریگا گلاب بھی اوصیاد مرے گلے پر چھری رکھ کے کیوں اٹھا ہو جہاں میں سلم و ستم یہ کریگا کیا مجھ پر نہ دینے پر مر بولنا کے بات کو وہ ہماری خاک سے اوکاش یہ بنا ہوتا روان روان تن بیان کے واسطے ہر وح بیان کروں جو میں سختی وادی پر خا وہ بے دہن کے اسی طرح بائیں کرتے ہیں جو اپنے منہ سے تم انکا لاپ کرتے ہو چمن میں عیش و روزہ مجھے نہیں </p>	<p> کیا نکسار سے قسمت ہی آسمان کے لیے تو اپنی جان میں دید و نگاہ تیراں کے لیے حلال کرتے ہو کیا محکوم تیراں کے لیے ہی تیرا ہر مرے پاس آسمان کے لیے طلب میں کیا ہوں دل تجھ سے تیراں کے لیے کہو سے جام انکے لب ہان کے لیے لیکن آپ ہی بران ہو مکان کے لیے زبان میں کاتے بھی جائیں امتحان کے لیے نہیں ہر جیسے دہن کلک زبان کے لیے یہی دلیل دیں سستی و ہان کے لیے تشنہ اپنا بنا تا نہیں خزان کے لیے </p>
---	--

<p>جو نرم طبع ہیں وہ تختیوں میں آئیں زمین پر سر کو جھکایا جب لکڑا ساتھ برابری پہ تمھاری بہت یہ مرتا ہو ہزار ظلم و ستم وہ کرے میں صابر ہو یہ کون مست چین میں ہو گرم بادہ کشی نہ کھینچ میان کے تلوار اپنے لبہل پر خوشی نہیں آجو دل میں تو غم ہی گہ ہے ہزاروں باتیں بنائیں کیونکہ وہ دم بھر میں</p>	<p>وہن میں خلق ہو دانت ہر ہانکے لیے ہوا عروج یہ تب پر آسمان کے لیے ستم اٹھانہ رکھو تم بھی آسمان کے لیے دعا بذر و گناہ میں آسمان کے لیے گھٹا میں جھومتی آتی ہیں تان کے لیے بہت ہر جنبش ابرو ہی نہجان کے لیے لیکن ہو کوئی تو اڑے ہو مکان کے لیے زبان ملی ہو انھیں میں لبیاں کے لیے</p>
---	---

غزل ۱۹	قبول صل ہو فاقہ ترخص اندھیر میں بجھا دیتا ہوں میں شمع مہمان کے لیے	شعر ۲۳
حلال دلو کیا تیر کی سنان کے لیے	کہ قرض مجھ پہ ضیافت ہو مہمان کے لیے	

<p> نہ مجھ نہ عیفت سے بارِ فراق اٹھواؤ بڑا قریب کو دعویٰ ہو جانِ تنہا کا کہتے ہوئے تھے بارِ دہل کسین کیونکر دعا بد کہیں کرتی ہو خطا ملوثہ اثر کسی کو دیکھا ہو کبھی نہ سید ہوں ہو طوالتِ لیست کا باعثِ یلغوی میری مدام بادۂ توہر سے کیون کام رہے پتنگ شمع پہ جلتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تنق یہ خالِ شہید اچھا سبب کیسے ہو لگاؤ سرمہ و نہال دارِ آنکھوں میں برا ہو ضعف کا تعظیم یا کیونکر ہو </p>	<p> کہ باز ناز ہی کافی ہر ناتوان کے لیے کبھی لگاؤ تو تلواری امتحان کے لیے کشیدگی ہی سب سے دور ہو مکان کے لیے ہزاروں کوستے رہتے ہیں یہاں کیلئے کہ راستی سب سے بیکار مکان کے لیے ہوئی ہو کوارجل محبے ناتوان کے لیے ہر کچھ یہاں کے لیے اور کچھ وہاں کے لیے یوہن کچھ بھی جلائیے امتحان کے لیے زمین بلند ہوئی ہو یہ یہاں کے لیے عصا ضرور ہو چارِ ناتوان کے لیے کہ سخت بیٹھا اٹھنا ہر ناتوان کے لیے </p>
--	--

شب فراغ کا نجم سحر و طالع ہو	دعاے خیر کو زمین بھی آسمان کے لیے
برائی عالم رویا میں آرزو دل کی	کیسے خوبین بوسل و بہانے کے لیے
فنا کے بعد کیوں اُنس ہو جس کے مجھے	کہ جان دیکھ میں آیا ہو میں کا کیلئے
مئے والا سے مملو علی علی کی	سرا ہو شیشہ دل طاق آسمان کے لیے
تقیض عیب کے میرا خدا مبرا ہے	ہو نقص نطق کا ضمام کی زبان کے لیے
اُنھی جو آہ دل سوختہ سے خاک سیا	ہراک کے ہاتھ اٹھتا بگوش افرا کے لیے
ملا کے بدر سے دیکھو نگار و انور کو	نقاب چہرے لٹو تو امتحان کے لیے
مجھے حقیقت نہ کرتا تو ادول بیتاب	وہ لیکے آئے ہیں سیما امتحان کے لیے
ملا کے برق و کھین و ہر قرار کی کو	میں دل نکالے دیتا ہوں امتحان کے لیے
یقین نہیں مگر نے کا بدگمانی سے	دکھا رہے ہیں آئینہ امتحان کے لیے
خدا کی یا تو گر دلمین ہو وہ ویران ہو	شرن مکیں گزرا من ہو مکان کے لیے

غزل ۱۹۹	مزارِ جسمِ پنهانِ سنسکے زخمِ کھانیکا وہ تیغ کیسے پہنچا تو خیر یہ ہوتا ہے لے	شعر ۲۱
<p>خوابِ کدرینِ نیند کبھی بیشتر نہ تھی کیا اپنی نوکِ جھونک کی تکانِ خبر نہ تھی اب تو مجھے ہر سانس کا لینا بھی ناگوار موسے میاں یار کو کیا دیکھتا کوئی جیتے ہی کوئے یار میں نونِ کھو گئے افنی لُفِ یار کے کشتے کی قبر پر پر واز کر کے بامِ فلک تک نہ جا سکا جائز کا اُنکی بزم سے کسکو نہ تھا مال گلِ زخمِ دل کے کیونکہ کھلائی شیبین</p>	<p>آوازِ صورت کی بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی عاشق کے دل کے پارِ شانِ نظر نہ تھی آگے کبھی یہ شدتِ دردِ جگر نہ تھی باریک بین کیسی کبھی ایسی نظر نہ تھی دلکی ہین تو دلکو ہماری خبر نہ تھی روشن ذرا ضیا پرانِ سحر نہ تھی یہ کم شکستہ بالے مرغِ نظر نہ تھی گریبانِ کب اپنے کوچ پہ شمعِ سحر نہ تھی کیا میری آہِ سرِ دہسِ سحر نہ تھی</p>	

<p> شوخ ترے مزاج میں یہ پیشتر تھی مرمر کے شب کی ہوا میں تیرے تھی مجھ زار کی ہوا کی تھی گروست تھی جامِ جانِ ناپہ بھی نہی نظر تھی قاتلکے ویرہاتہ میں تیغ و سپر تھی ناوکِ فلک کی شکر و ترچھی نظر تھی کیا ساربانِ قیں کی تجھ کو خبر تھی بارکِ تینوں پہ ہماری نظر تھی کب لکے پارتیہ کیوں نظر تھی گروشنِ لیلچ مجھے آٹھوں پہ نظر تھی </p>	<p> شکر پتے کی چھپ کے تھے ہیں چوب تیرے مریضِ بحر کی حالت ہو کیا بینا جو بٹھکے نہ اٹھی پس کاروان کبھی وہ وہ تماشے دل نے دکھائیں دہریں کاٹے تھے سرِ ہزاروں ہی بڑو خال نے کیا خاک تیرے کج سے ہوت ہو تامل مرا کیون تو نے رو کا ناقہ لیلیٰ کو نجد میں موے مگر کو تارِ نظر کیسے کس طرح جب آنکھیں بنائے لڑکینِ مجروح کر دیا اگر چرخ تو نے لاکھ پھرایا تو کیا ہوا </p>
---	---

انجان بنکے کہتے ہیں فاختر وہ عزیزین

شعر ۲۱	غزل ۲۱ ہلکے تو تیرے حال کی اصلاح خبر نہ تھی
<p>بلبل کے حال زار کی گل کو خبر نہ تھی قاتل کو تیغ کھینچنی نہ نظر نہ تھی آبِ حذر انھیں مجھے تاب سفر نہ تھی دراغ جگر تھے شعلِ شمسِ مست نہ تھی وہ کونسی بلا تھی جو بالائے سر نہ تھی بلبل کی طرح میری فغانِ بے اثر نہ تھی مانند میرے آئنے کی چشمِ تر نہ تھی اچھا ہوا کہ شوخ کی اونچی نظر نہ تھی اک حشر تھا کیسا کیسی خبر نہ تھی مر جائیگا ذرا میں مجھے یہ خبر نہ تھی</p>	<p>آہِ ستم رسیدہ کوئی با اثر نہ تھی کیون تیوریاں چڑھنے کے بس مال کو دیکھتا دیتا مسافرانِ عدم کا عین ساریہ کیا جلتا تھا آسمان بھی مریطِ روزِ شبا سودا زلفِ یار پہ کچھ منحصر نہیں اس گل کے دل پہ کرتی یہ تاثیر کس طرح بہ جاتی ساری آج روتا مریطِ ح نیچی نظر نے دل تہو بالا کیا مرا محشر میں وہ جو اُلٹے ہوئے نقاب کستہ ہن دروہجر کی ایزانہ سہ سکا</p>

کچھ احتیاج مراحم زخم جگر نہ تھی	کافور صبح بھر کی شب چاہتا میں کیا
پر آمد بہار کی انگوٹھیں نہ تھی	چاک قفس کو توڑ کے اڑ جائیں بلبلین
عیسیٰ جگ رہا تھا ہمیں کچھ خبر نہ تھی	یارب یہ خواب مرگ کی غفلت کبھی طرح
دستار آفتاب کی بالائے سر نہ تھی	پیر فلک کی رات کو گہری اُتر گئی
کم آب تیغ تیز سے آب گہر نہ تھی	سینہ صدف کا چاکر اسی تو کر دیا
پر میرے دل کے ٹوٹنے کی کچھ خبر نہ تھی	آئینہ ٹوٹنے پر تو مجھ سے بگڑ گئے
خضارین کیسی کیسی خبر نہ تھی	تھی بزم یار آئینہ خانے کا عکس کیا
کب ابتدا سے چال گیر بان سحر نہ تھی	روزِ ازل سے غم مری جامہ ہی کھتا
بوسے میں رہا تھا انھیں کچھ خبر نہ تھی	مستون ہوں پر انکی جوانی کی نیند کا
شاننا ہزار ہے تھے وہ مجھ کو خبر نہ تھی	او بخت خفتہ نیند کیسی تھی قبر میں

تا شمع بھرنے اسکا کیا رنو

غزل ۲۱	فاخر کی طرح چاک گریبان سحر نہ بھتی	شعر ۲۶
<p>اُس شعلہ رو کے یون دل دیوانہ مانا ہے اُس سبت کے ہر گانہ و ہر گانہ ساتھ ہے گویا یہ میسر و نش کے میخانہ ساتھ ہے ہم قافلہ کوئی نہ ملارا ہ عشق میں جو دست و ہین ی میں بھی تیرے ہون شریک کیونکہ نہ بہار میں رشت مجھے دو چند تہا نہیں ہے کشتہ حسرت کی زمین بھی اُس مہر و نش کے گدے کوئی میر و واسطے اندازِ زوج کا کیون نہ ہو میکش ہاتھ سے بوسے اسیرِ دامِ محبت کو دیکھ کر</p>	<p>جس طرح شمعِ بزم کے پروانہ ساتھ ہے دیوانہ ہو کوئی کوئی مستانہ ساتھ ہے سیا و جام و بارہ و پیانہ ساتھ ہے گویا ہر اک مقام پہ ویرانہ ساتھ ہے جلتے ہیں شمعِ بزم کے پروانہ ساتھ ہے جو تیشِ ن میں بھی ل دیوانہ ساتھ ہے یانِ نجیال و جہالت جانانہ ساتھ ہے دیکھو تو ہر کے عاشق دیوانہ ساتھ ہے چلو کا اُس کے واسطے چانہ ساتھ ہے زنجیر پہنے کون یہ دیوانہ ساتھ ہے</p>	

آئینے میں وہ دیکھ کے کہتے ہیں خود بہتر
 پھر لے نہ میں سکاؤں خوشی کو کیا عجب
 کتا تھا ساربان یہ لیلی سے دیکھے
 وغیرہ کہنے لگے دیکھ کر مجھے
 لیلی سے اسو صبا پئے جمنون نہ یہ کہا
 صیاد یوں قنص میں غما و لکڑی پلا
 محو سے عرق لہو کے بھرا ہر مکانِ دل
 اتنا بھی تھا خیال نہ لیلی کو قیس کا
 اُن سے جدا ہو کب دِل صاف و چاک تھا
 رستے میں بے نقاب بیباک یوں چلو
 لیلی بھی تاک جہانکے دیکھے نہ کس طرح

گلزارِ رخ کے سبزہ بیگانہ ساتھ ہے
 گلگشتِ باغ کے لیے جانانہ ساتھ ہے
 سائے کی طرح آپکا دیوانہ ساتھ ہے
 سب میں یگانے لاکت بیگانہ ساتھ ہے
 پر وہ اٹھا کے دیکھ تو دیوانہ ساتھ ہے
 قطرہ آب کا ہر نہ اک دانہ ساتھ ہے
 یہ قلب میلان ہو کہ مینا نہ ساتھ ہے
 پوچھا تو ہوتا کون یہ دیوانہ ساتھ ہے
 زینت کوئی آئینہ و نشانہ ساتھ ہے
 کوئی یگانہ اور کوئی بیگانہ ساتھ ہے
 مشتاق و قیس سا دیوانہ ساتھ ہے

لیلی کا ذکر عیش مصیبت و فقیس کی بس ایک مین تو دور ہونے جیسے	سج ہو خوشی رنج کا افسانہ ساتھ ہو بیل گلو نکلے شمع کے پروانہ ساتھ ہو
او ساربان ناقد لیلی کو تیرا کر شاید اسے طبیعت بیل بھی مل گئی	لیلی ہو خفا کہ دیوانہ ساتھ ہو گل ہو پربھی شمع کے پروانہ ساتھ ہو

غزل ۲۰۲	فاخرہ عدم میں نہ چھپا کسی بھی کیا کیا تمہارے ساتھ ہو کیا کیا ساتھ ہو	شعر ۲۵
---------	---	--------

بید صبح ہو یہ نشاۃ کہ دور آسمان ہے مر کر کہ کوئی حسرت و غم یہاں ہے	ہاں تیرا آج ترا امتحان ہے ویران ایک عمر سے لکا مکان ہے
آنکھی جلی گئی کا مین کیونکر جواب دہ واناے ہر ظلم و ستم سے کیوں بسپین	خاموش مثل شمع و نہیں زبان ہے گروش میں سیا کی طرح آسمان ہے
او تیرا آہ کرے سیدھا کسی طرح	بر باد یوں یہ میری جھکا آسمان ہے

تنہائی اپنے خانہ ویران کی کیا کہوں
 تجو بیک سے مجھے کرنا تو دلا
 دل جلا کے کتے ہیں اُن بھی تیرے آئے
 ابرو کو نشان کا بھی بوسہ لیا نہیں
 بان بھی کبھی صال کی نسبت کہی نہیں
 دو تون میں جو پسند کرو لیو شوخ کے
 ہوں کیون نہ وقت دیدل عاشقان
 جو ہر عیان ہو دم گفتار حبیبِ پہلی
 جلد آ کے اب تو دیکھ لے لاؤ عیشی بان
 دریا روان ہو خون کا اونی نامہ برن
 آئینہ دیکھ کروم ترنیں وہ کتے ہیں

کوئی بلا بھی حسین نہیں وہ مکان ہو
 کم ہو نہ اضطراب تر امتحان ہے
 بان دیکھیں تیرے صبر کج امتحان ہو
 پھر کیوں کشیدہ آپ آپ آگِ سماں ہو
 انکی تو اک زبان کی نیچے زبان ہے
 تیسے مجھے عزیز نہ دل ہو نہ جان ہو
 مڑگان ترک تیر ہیں ابرو کمان ہو
 تلو ارمیاں میں کہ دہن ہیں بان ہو
 کوئی گھڑی کی جان حیرتِ بھان ہو
 بس قاتل ہما نکا اسی جا مکان ہو
 جز میر خورِ غلہ سے خالی بہان ہو

<p> بچکر گدھر کو جاؤں میں دوست کے ظلم سے اوڑھوں رنگ قبر کے ٹکڑے اڑاؤں تو کیون کہیں پتیا ہوا و قدر انداز سے کو کتنے ہیں کس طرح کے غیرت کے سامنے میرا سیاہ دل نہیں جس کے عشق میں کعبہ بھیکے قدر کرد سیر و دل کی تم انوار عشق قلب کو روشن کر آگے تو ہو شرم میری بہت مردانہ پیر ساتھ </p>	<p> ہر جا ہی زمین ہی آسمان ہے یہ کشتہ بختا بختان کا نشان ہے پریکان وہاں زخم جاگی زبان ہے تھکوا مان نہیں مگر انکو مان ہے چو شبنم داغ جگر سے مکان ہے جسکا ہوا مکان ایسی کامکان ہے برسوں کی چراغ ہمارا مکان ہے غیر وں کے ساتھ آج ترا امتحان ہے </p>
--	---

غزل ۲۰۳	جز آپ کے کیلی بھی اُفتِ اینستین فاخر یہاں حضورِ عرب گمان ہے	شعر ۱۵
ترپتے شب عنبر بسر ہو گئی	دل و لہر با کو خبر ہو گئی	

کسی کی جو دیر کس ہو گئی	نظر اور باریک تر ہو گئی
شب ہجر کی صبح موتی نہیں	قیامت کے دن کی سحر ہو گئی
چلا اٹھ کے پہلو سے جب دلربا	ترقی درجہ ہو گئی
جو اس رخ کا پر تو فلک پر گیا	تو خاموش شمع تر ہو گئی
شب جبر کیوں ہونے جیتے پاس	جیاباب چراغ محسوس ہو گئی
گئی مرگ عاشق کی لیکر خبر	ہو ابھی ادھر کی ادھر ہو گئی
جو گیسو وہ عارض پہ آئے نظر	سرشام جلست محسوس ہو گئی
گئی بو گل لیکے لب کل پاس	ہو اسے چین نامہ بر ہو گئی
یہ ابر بہاری نے نو کا اسے	مری چشم ترکو نظر ہو گئی
بھڑن سرد آہن عیث جہدم	کہ کافور شمع محسوس ہو گئی
غضب شب کو دن کی ضو کیا	ہنسے وہ یکایک محسوس ہو گئی

<p>رجاے جنان ہم نارسر ہو سکر عاشق کو ہر بقرار</p>	<p>سدا یون ہی میری بس ہو گئی دل خیر کو خیر ہو گئی</p>
<p>غزل ۳۰۴</p>	<p>نہ فخر سے پوچھو غم کا حال کہوں کیا کہیو نکر بس ہو گئی</p>
<p>کچھ جسم سیرتین جو صیاد کریں گے پاس دے خاطر صیاد کریں گے زندہ ہے یہی مرد یہ بھی بیدا کریں گے ہنگام سفر کوئی نہ آیا ہے رخصت اس گلشن عالم میں وہ پھولیں گے دیکھتے ہیں جو ویران پڑا ہر گلشن میں عناول کا نشانیک نہ کریں گے</p>	<p>بھولے سے بھی گلشن کو نہ پیراؤ ہم کنج تقس میں بھی نہ فریاد کریں گے کیا کیا نہ ستم یہ ستم ایجا کریں گے غربت میں ہم اجاب کو کیا یاد کریں گے میر دل شاد کو جو شاد کریں گے اُس وادی حشت کو ہم آیا دہریں گے صیاد شبن کو بھی ہر باد کریں گے</p>

مشهور ہر وہ مرد پسند اہل جہان	اجباب سے پیدا کرے یاد کرے
ہم دل نہ لگا سیکے میدان جہاں	یہ نیشے بٹھاسے سین پر باد کرے

فاتحہ ستم ایسا سے پیدا کرے

ظلم سے اور نئی پیدا کرے

قطعات تالیخ طبع

قطعة تالیخ از تالیخ عالیجناب محلی القاب غفرت الیہ

صد نشین مسد خوشبیمانی ثانی حسان و

فردوسی و خاقانی یکے تا زمینان فصاحت شہسوار

عصر بلاغت سرتاج مخموران نامی مالک نظم و نظم

گرمی بلبل بوستان مصطفوی نونہال حنیستان

مرتضوی مالک اقلیم چود و سخا نیر آسمان عز و عطا لاج

ابو عبد اللہ احسین زائر شہنشاہ کونین بیابان سید حسین

صاحب ادا ام شاد اقبالہ صاعف اجلالہ الی یم الآخر نفاخر

جود بخشن اپنی زبان سے محل ہر طبع کی تعریف کہ اسکا ہر محل

فاخر کی تالیف سیحی حسن میں

بان خوب چھپا پونہ دیوان محل
سندھ

منکر تالیف کی اجابت سر کفر قصد فاخر نہ تھا کہنے سے ہوا لکھ

کی رقم بین نے بہت جلد سن بھریں
آج دیوانگی ہو تعریف قلم کے لب پر
سید اسحاق

از تصنیف جناب سید فرزند حسین صاحب عرف
اچھن صاحب قباخر شاگرد و خواہر زاوہ جناب مصنف

آپ پر یہ سب تر پر تو ماہ تمام
گرچہ شتم غوطہ زن فکر ہر دم صبح شام
طبع والا جناب قباخر عالی مقام
گو ہر دانش شمار بارگاہش لا کلام
ماہر اوصاف و از صدق دل ہر خانہ
دید کم چون ذات پاشن چشم چرخ نیل

ابن کلامی را کہ میدان و بحسن نظم
کی توانم تا کہ تم توصیف و مع اور رقم
گوئی والا بلاغت را ز میدان و در ربود
نہاوم و ہر بلندش فکر عالی روز و شب
فیض دریا معوج و دانش ہر کوہ و بہر محیط
بزمین و زمین کم چون او ہمال چہند

<p>ایک ایام زلفش کم آمد و حسام یافتہ زہ سجدہ اشعری تکمیل نام بہر حاسبت دیوانش و مثل حسام کی تو اندیافت ہم با کمالی بارعام</p>	<p>سگ پر مکافات ز وجلال جوش زوزین شعر شد چون آسمان سر بلند بهرق بین شربت شعرش و آب حیا من چہ انم لذت شعر و کلام طبع او</p>
<p>بہر سال طبع و تصنیف سخن و آخر نو گو ہر تاج تمین ز سبب یہ ہم کلام ۱۴۱۱ھ</p>	
<p>القصا</p>	
<p>جو فلک میں نہیں وہ آخر میں کم نہیں بے نظیر اکس شہین دایرے بے نظیر شہین</p>	<p>شعر دیوان کے لاجواب ہیں رنگ میں اپنے انتخاب ہیں ب کھاتے ہیں یہ بال مرغ نظر</p>

انکی قیمت لگانہیں سکتے	صدقہ طبع کے یہ گوہر ہیں
نوب و کھینکے انکا حسن بیان	جو اس آئینے کے سکندر ہیں
ہر دو ارجو نقطوں سے منسلک	کیا لبالب گلشن باغستان
پر مضامین ہیں طرح اشعار	وہم بخود دیکھو کجاست و رہیں
نامور گوہر ہیں عترتی و مست	شعر گوئی میں کب برابر ہیں
وصف گریہ کے حرف دیوانہ	کسی عاشق کے دینج تر ہیں
خندہ یار کی ثنا کے حروف	سکراتے ہوئے گل تر ہیں

اپنی تاثیر کہ نہیں محتاج	
آب رنگارنگے دل کو نشتر ہیں	
۱۳۱۷ھ	

تصنیف جہانمولوی ابوالقاسم صناعی شہزادہ

سعید لکھنوی تلمیذ الارشد جناب محمد عسقلی صاحب

خورشید لکھنوی

بیلین گلشن میں پھرین نغمہ خوان	ہر صغیر و پھر چلی با و ہزار
خواب سبز پر ہوا دی پھر گردان	پھر نظر میں ہو گئی غفلت سبک
دل شگفتہ پھر ہو این غنچہ سان	بھو متے ہیں پھر نہالان چمن
اڑ رہا ہوا باغ سے رنگ خزان	یو سے گل کے قافلے کبریاں تباہ
جا بجا استاد ہیں سب شادمان	سیر گلشن کو جو اتان چمن
تا کہ بچس جاگ سیر کامرغ جان	بال کھولے اس لیے نہل نے آج
ہو گیا ہی پیر خجاک کہ آسمان	کیون نہ اکڑیں سب جو اتان چمن
دل گزرتے ہیں تھائیں نچھان	اتفاقاً آج جانکلا اُدھر

ساتھ تھے میرے مصاحب رفیق	سرت دور و غم و شور و فغان
آگے آگے یاسمان نقیب	چمکے پیچھے سر تو نکا کاروان
سر پہ مایہ کجروی چرخ کا	انفرض گیسر ہو سب ہریان
باغین پہونچا جو ہیں انداز	یون کیا نسل بہار سی بیان
او سعید زار کیا تیرا حال	دل گرفتہ کیون ہوا تو غنچستان
آج کل بہلا طبیعت کو ذرا	شمس سے تو دیکھ رنگ بوستان
کچھ سبب رکات تھے معلوم ہو	ہو خوشی کس بات کی پہلی بیان
آہ کر کے یون و یاسین جواب	کچھ نہیں معلوم جبکہ ہریان
ہنسکے یون کہنے لگی مجھ سے بہار	اویس زانو آہ و فغان
کوش دل سے سن سبیلیں رمز کا	حضرت قاضی بن مشہور بہان
یعنی وہ اصغر حسین باکمال	مرح بین قاصر ہو چکی مرح خون

ارج عالم میں نہیں نکلتا نظم
 مالک نشرو خودیو مالک نظم
 رشک غاتانی و غرنی و جہم
 صاحب طبع کی نازک خیال
 ایک ازنی ہر یہ جودت طبع کی
 سیر باغ نظم کی کر تو ذرا
 دیکھ لیا تو جو اسکو دیکھڑی
 شکے یہ خروہ ہوا بید سرور
 وصف دیوان میں جو کی فکر بین
 رنگ ہین ہوش و عاقل عقل فکر
 ہر زمین شعر ہی گویا زمین

شاعری میں ہیں دیکتا بیکان
 خسرو تسلیم معنی و بیان
 ثانی حسان و حسان زبان
 نکتہ فہم و کسب و نکتہ دان
 چھپ گیا دیوان عالی پانچوان
 ہر شے تو بھی ہو گا شادمان
 غم غلط ہو جائے گا سب بیکان
 دل شکستہ ہو گیا پھر خیال
 یون کما دل نے کہ اس کی زبان
 مع اسکی ہو سکے کیونکر بیان
 ہر ورق دیوان کا ہو آسمان

<p>ہو صبر ملک یا آہ از عہد ماہ تو کی شکل ہو ہر دہ جتنے نقطے ہیں وہ ہیں مثل نجوم حسن میں کیسا ہو جب یوان طبع کو قاصر ہو یا مدح میں آپ مناسب ہو کہ تالیخ طبع سنکے یہ من نے کیا فوڑا ملکوت</p>	<p>برقی کب حرفت ہیں فیوض نشان مہر اک آئین ہو رشک کمان قاف کا سر ہو کہ خورشید جہان کیون نہ رکھیں پھر حیران فکر نے آخر کیا مجھ سے بیان تاکرین تعریف تیری نکستہ دن ماوہ تالیخ کا تاہو عیان</p>
---	---

<p>دعائے ہاتھ لگے کہدے او سعید عشق کا دفتر چھپا ہو پانچوان سہ ماہ</p>	
---	--

از تحفہ جناب سید باقر حسن صاحب عرف

اچھے صاحب شہرت لکھنوی شاگرد و برادر زادہ جناب نصا

بے مثل اک یہ نظم جو ہر واہ و ترین
فاخر کا اپنی باریک دیوان یاوگا

شہرت خدا بیل دل اس سخن پہ
آفاق میں یہ ایک گلستان پر بہا

تصنیف جناب سید عباس حسن صاف لکھنوی

ہوا پانچوان طبع دیوان خرم
ہو چر و در ہر اک غزل عاشقانہ
مضامین کہیں ہیں کہیں سن بشما
تبیین ذوق شعر و سخن ہو کہیں
ہیں جواہر دل داد اشعار کہیں
کہیں استعار کہیں ہیں مثالین

قصا حور و فکرتا پنج بھری

لکھو اب یہ ہر مستند شاعر و نین

تصنیف جناب نواب سید علی خان صاحب عرف

مہین صاحب کاشف شاگرد جناب یوسف

حضرت قاضی خیر بن خوش بیا	۷۷۱	۷۷۲
مطلع دیوان میں ہر وہ آئے تاب	چرخ پر شرمندہ جس سے آفتاب	
شعر اور مضمون میں حسین انتخاب	چھپ گیا ہر وہ کلام لا جواب	
سال اس کے طبع کا جس دم لکھا	یہ سروش غیب کی آلی صد ا	

ایک کا لازم ہوا زمین تخریب

بلبل باغ سخن کا زمزم

۶۱۸۹۷

تصنیف جناب کاظم حسین صاحب مختصر شاگرد

جناب جاوید

<p>شدہ دیوان فاخر طبع و مطبوع سلسل بندش مضمون شہار چمن ظاہر زلفش چمنان بیان شوخی و انداز زبانان</p>	<p>زہر شورش دل عشاق بیتاب شال سلاک گوہر بای خوشناب نزد ویکس در عالم خواب فزون از قیصر پهای بہتاب</p>
<p>پے تاج طبعش گنت محشر کلام شاعر پیشل و نمایاب ۱۳۱۴ھ</p>	
<p>تصنیف جناب سید حیدر علی صاحب شاگرد و نائب روضہ سرکار جناب فاخر مصنف دیوان</p>	
<p>فضل خالق سے بحسن ہتھام</p>	<p>پانچوان دیوان چھپاؤ شاہ</p>
<p>طبع کی تاریخ ماری نے کی</p>	

واقعی یہ مبدن مضمون ہوا
۱۳۱۴

تصنیف جناب یعقوب علی خان صاحب نصرت

رئیس بیدار کیا وفا خرم	کر جنکے وصف میں قاضی بان ہے
چھپا اس شان دیوان اُنکا	شمال مہر وہ رفعت عیان ہے
ورق رشک فلک ہو کیوں ایک	نثار حرف مصرع کھٹکان ہے
مضامین کی بلندی سے شربت	زمین شعر سے بہتا آسمان ہے

کئی تاریخ ہاتھ نے فلک سے

یہ اوج فاخر رنگین بیان ہے

۱۳۱۴

تصنیف جناب شمسید عاشق حسن صاحب
و فصل لکھنوی تلمیذ جناب شاد لکھنوی معرظ پیر و میر

حضرت فخر خوش نگر و فہم و دانا
 ہر قسم ملک سخن سرور قلم عربی
 عاشقانہ جو کلام انکا سے صورت
 نظم رنگین کا یہ رنگ سنا جسے
 نئی باتیں جو کیا کرتے ہیں موزون اکثر
 رشکِ تان انہیں کہتے ہیں چن صاحب عقل
 اپنی تصنیف سے مجلس میں بہت جو
 کوئی دہم اگر مرثیہ انکا دیکھے
 بین غزل گوئی میں بھی فروہیں شاک
 چار مطبوع جہان ہو دیوان پہلے
 گر لکھا ہو کہیں کچھ ذکر جنوں عشاق

فخر سبحان گر بھین کیسے ہو تو بھی زیبا
 غیرتِ عجمی قد شناس شعرا
 غلطہ ہولت ناصح پہ انالیلی کا
 رنگ دہلی کو وہ ہر رنگ سے حل سمجھا
 ہو بہت ٹھیک ان خلاق مضامین کہنا
 کہ لکھا کرتے ہیں آں محمد کی شان
 در دیوار سے روکی صدا ہو پیدا
 مرد و کت خروہ کرین ماتم برپا
 نوک نشتر، دلون کے لیے ہر شعر انکا
 پانچواں دفتر دیکھ چکی یہ طبع ہوا
 عرصہ صفحہ قرطاس کے شکل صحر

<p> ذکر گریہ میں کوئی شعر گرا ہوا پڑھ دیتا ہو جہان عارض نگین کا کسی کچھ فکر جن گنج شب بھر کا ذکر کرتا نظم و گرشب وعدہ کا کسی جاوالت دل نے میر کی کہا مجھے کہ کیوں فاش دل کا یہ قول غوث یا جو زیادہ </p>	<p> شور سیلاب کا عالم میں ہو دریا وریا صفحہ دیوان کا ہر صفا گلہ کا تخت ملتا ایں پہر کچھ شام قیامت کا پتہ وصل کے شوقین سپیدہ ہر لمحہ فنا تو بھی تارخ نگہ اسکی نہ کرا بے دیر فکر میں تھا کہ ہوا یہ مجھے فوراً تھا </p>
--	---

کیا تیرے کچھ لکھے ہی مصرع اور وصل

فائزہ خیریاں کا ہر یہ جادو گویا

۱۲۱۲ھ

۱۲

خاص اردو کے ہیں کیا بیان

اہل نصاب ہوں سن کر نادان

حضرت فائزہ خیریاں کا ہر یہ جادو گویا

کیا ہی مطلوبہ خلافت ہے کلام

مزرعہ قلبِ معاند کے لیے	برق و زلزلہ ہر سگبے باران
یہ بھی دیوان ہوا انکسار	جسکے مشتاق تھے سب پیر جو ان
سالِ فصلی کی مجھے نگرانی	دل پکارا ہوا ترا و صیان کمان

لکھنؤ، اصل برہمہ صرع

فاخر سحر بیان کا دیوان
۱۳۰۴

اعلان

جن صاحب کوئی کتاب چھپوانا منظور ہو نیاز مند کو ذریعہ تحریر اطلاع
دین انشاء اللہ تعالیٰ بہت کفایت کے ساتھ اور نہایت خوشخط و صفا
طبع ہو کر خدمتِ والا میں پہونچگی نرخ طبع باعتبار تقطیع و شرح راتب
فی جزو وغیرہ بذریعہ خط و کتابت طر ہو سکتا ہے فقط استہر
دار و قلم سید محمد از لکھنؤ جوہری محلہ دفتر تصدیق اسلام

مختصر فہرست کتب از دفتر تصویر عالم

خریۃ النحال یعنی دیوان مآثر تصنیف لطیف عالیجناب معالی القاشا عبدیدل

جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب دام اقبالہ المتخلص مآثر لکھنؤ قیمت پیر

دیوان سحر مصنفہ شاعر نازک خیال جناب جہ نواب علیخان صاحب ہمار

مرحوم۔ کاغذ نہایت عمدہ مجلد۔ قیمت ۳۰۰

مثنوی معراج المصائبین۔ از تصنیف شاعر شیرین سخن مآثر علم و فن جناب

سید اسماعیل حسین صاحب نمبر مرحوم۔ یہ مثنوی معجزات چارہ مصوین علیہم السلام

بین اپنی آپ نظیر ہو۔ مضامین وزنگ عاشقہ کا فوٹو گراف کنا چاہیے قیمت

طلسم الفت یعنی مثنوی قلم تقطیع کلان باتصویر قیمت ۱۲۰۰

قواعد الموارث۔ از تصنیف مقدمہ مولانا امام علیا قلیا و جناب محمد علی محمد العصر قیمت

مشاہد الاسلام۔ من تصنیف جناب مفتی میر عباس صاحب مرحوم و مفتی علی محمد و مرعوطہ قیمت

ریاض افکار

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.